
قصص الحق
مؤلفة

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

ہیرے اور کوئلے کی اگر کیمیاوی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں ایک ہی کاربن کا مادہ ہے لیکن ترکیبی تنوع کی بنا پر ان میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا قصص قرآنی کو بھی اگر انصاف کی خوردبین سے دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اس کا مادہ وہی ہے جو اہل کتاب اور قدما کے افسانوں کا ہے لیکن ترکیبی صورت نے ان میں ایسی شان امتیازی پیدا کر دی ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ اہل جوہر کر سکتے ہیں

قصص قرآنی کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے اب تک بالاستیعاب نہیں کیا گیا۔ تفاسیر میں ابتدا ہی سے اہل کتاب کی بے سروپا روایتوں نے جن کو اسرائیلیات کا لقب دیا گیا اور جو عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کعب الاحبار اور وہب ابن منبہ وغیرہم سے مذکور ہیں قصص قرآنی پر ایسا پردہ ڈال دیا کہ بعد کو اگرچہ محققین علمائے کرام نے اس کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن اعجوبہ پرستی اور شوق داستان سرائی کی بلا ایسی عام ہو گئی تھی کہ حقیقت کا جلوہ نظر نہیں آتا تھا۔

شاہ ولی اللہ فوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ ایک عارف کا قول ہے کہ جب سے علم تجوید کا رواج ہوا قرآن کا خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھا جانا رہا اور جب سے مفسرین نے دور دراز کار روایات بیان کیں علم تفسیر

نادر کالعدم ہوگیا۔

ہمارے زمانہ میں ایک اور بلا پھیل گئی ہے مغربی علوم اس برقی روشنی کی طرح آئے۔ جس کی نسبت لسان العصر اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے۔ ع

روشنی آتی ہے اور نور چلا جاتا ہے

واقعی انجیر پرستی کی تاریکی کے مقابلہ میں واقعہ بینی تو آئی لیکن نور بصیرت کافور ہو گیا ایک گروہ تشکیک والحاد کے نشہ میں چور قصص قرآنی کو تمام تر تورات وانا جیل کی نقل اور وہ بھی ناقص کہنے کی جرأت کرنے لگا اور دوسرے گروہ نے دور از کار تاویلات سے کام لیا اور معلومات سائنس سے مرعوب ہو کر آیات قرآنی کو کھینچ تان کر انہیں معلومات سے جو تحقیق کے عالم میں متغیر ہیں تطبیق دینے کی کوشش کی۔

اس کتاب میں نہ صرف اسرائیلیات کی تاریکی دور کی گئی ہے بلکہ مغربی علوم کے حجاب اکبر کو بھی اٹھا کر قصص قرآنی کی مابہ الامتیاز خصوصیات کو علم موازنہ مذاہب۔ تاریخی اور اثری شہادتیں اور راسخون فی العلم کے اقوال کی روشنی میں دکھا دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ تمہید میں اقوام عالم کے قصص کے ابتدائی تاریخ کا ایک اجمالی خاکہ کھینچ کر قصص قرآنی کی خصوصیات کی تشریح کی گئی ہے پھر مثالوں سے ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ یہ مثالیں خصوصاً قصہ اصحاب الکہف والرقیم۔ ذکر ذوالقرنین۔ قصہ صاحب الحوت۔ داستان کلیم۔ مشاہدات خلیل اور قصہ نار جب غور سے پڑھی جائیں گی تو محققین خود ہی فیصلہ کر سکینگے۔ کہ اس کتاب میں کس پایہ کی تحقیق اور کس نوع کی خدمت دین سرانجام دی گئی ہے اس پرآشوب زمانہ میں جب لکل امۃ اجل کا اعلان حق اور وما ظلمناھم ولکن ظلموا انفسھم کی پرہیبت صداقت ہولناک جنگ عالم کی آتشیں واقعات سے نظر آرہی ہے قصص الحق کا مطالعہ عبرۃ لاولی الالباب اور بصیرت افروز اہل نظر ثابت ہوگا۔

مجھے امید نہ تھی کہ ایسی حالت میں جب کہ پنشن کے بعد خانہ نشین ہو کر عمر دو روزہ کے آخری مراحل بہجوم آلام و اسقام کے ساتھ طے کر رہا ہوں اس اہم موضوع پر کچھ لکھ سکوں گا لیکن الحمدللہ خدائے کریم نے توفیق عطا فرمائی و الی جہانگیر آباد راج عالیجناب راجہ سر محمدؐ اعجاز رسول خاں کے. سی. آئی ای. کے. ڈی. سی. ایس. آئی کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ دوران تحریر میں ممدوح نے مجھے اپنا مہمان عزیز بنایا اور میں نے رسول پور ہاؤس کے صحت بخش اور پرفضا مقام میں قیام کر کے نہایت آرام و سکون کے ساتھ یہ کتاب مستند ماخذوں کے حوالوں سے تالیف کی۔ حق تعالیٰ ممدوح کو فلاح دارین عطا فرمائے۔

کاغذ کی کمیابی اور طباعت کی روز افزوں مشکلات کو پیش نظر رکھ کر جس قدر حصہ دو سال کی محنت میں تیار ہوا اس کو فی الحال طبع کرا کر پیش کرتا ہوں۔ قارئین کرام سے دعائے خیر کی استدعا ہے اور نقاد معاصرین سے بس اس قدر گذارش ہے ع

مباش منکر غالب کہ در زمانہ تست

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علے سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

لکھنؤ
۶ر اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

"نواب علی"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

انسان نے جب سے اس عالم رنگ و بو میں قدم رکھا ہے قدرت کے مناظر و مظاہر خصوصاً اجرام سماوی نے اسے اپنی طرف ایسا متوجہ کر لیا کہ اس عالم حیرت میں اس نے گوناگوں واقعات و حوادث اور فصلوں کے انقلاب کو جو اس کے لئے ایک معمہ بنے ہوئے تھے خوف و رجا کی رنگین عینک سے دیکھ کر عالم خیال میں اپنے لئے ایک نئی دنیا آباد کر کے داستان سرائی شروع کی اس نئی دنیا کی مخلوق اگرچہ اس کی طرح چلتی پھرتی کھاتی پیتی اور لڑتی جھگڑتی تھی لیکن اس کے واہمہ نے ان کی صورتیں عجیب الخلقت اور قوتیں مافوق العادت تصور کیں۔ پھر گیتوں اور نظموں کے ذریعہ سے دیوتا اور دیویاں، جن اور پری، دیو اور بھوت وغیرہ کا حلقہ دام خیال عقیدت مندی کا مرکز بن گیا۔

قصص کے تین دور مثلاً اگر ہمالیہ کی برفستانی چوٹیوں پر اندر کا اکھاڑہ قائم ہے تو یونان کے المپس پہاڑ پر دیوں کا پرستان ہے اگر وادی نیل میں اسائرس اور آئی سس کے آسمانی دربار میں نیک اور بد روحوں کا جمگھٹا ہے تو بابل اور نینوا کے دیوتاؤں مردخ اور اشور کے طلسمی قلعہ میں عجائبات کا عالم نظر آتا ہے۔ غرضکہ قدیم انسان کی داستان سرائی کا یہ پہلا دور تھا جو اس کی دماغی نشو و نما کی عہد طفولیت کا خواب اور افسانہ ہے۔

دوسرا دور اس وقت شروع ہوتا ہے جب مشاہیر قوم کے کارنامے ایسے مبالغہ آمیز اور مافوق الفطرت پیرایہ میں بیان کئے گئے کہ ان بزرگوں کو جوش غلو میں دیوتاؤں سے ملا دیا یا خود دیوتاؤں میں حلول کیا ہوا تصور کیا۔ اس طرح توہم پرستی کے ساتھ ساتھ اکابر پرستی بھی جس میں باکمال شعرا کی

سحرکاریوں نے چار چاند لگا دیے مقبول خاص و عام ہوگئی۔ ہومر کی ایلیڈ دیاس کی مہابھارت والمیکی کی رامائن عجم کے شاہنامے جو رزم و بزم کے مشہور شاہکار ہیں اصل میں ایک ہی قوت متخیلہ کے متلاطم سمندر کی اٹھتی ہوئی موجیں ہیں اور جذباتِ انسانی کی سچی تصویریں۔ ان میں کہیں بلند افکار روشن خیالی اور اخلاق فاضلہ کے رنگ برنگ پھول کھلے ہوئے ہیں اور کہیں مزخرفات کے کنکر پتھر اور لغویات کے کانٹے بچھے ہوئے ہیں۔ مثلاً مہابھارت میں سری کرشن ارجن کو میدان جنگ میں فلسفۂ عمل اور وحدت وجود کی الہامی تعلیم جو گیتا کے نام سے مشہور ہے ایسی دقیقہ سنجی سے دیتے ہیں کہ افلاطون کی اشراقیت اس کے سامنے بازیچۂ اطفال معلوم ہوتی ہے لیکن پھر اسی مہابھارت میں دیوتاؤں کے شرمناک افسانے جن کا اثر اخلاق پر نہایت برا پڑتا ہے مذکور ہیں۔ اسی طرح ایلیڈ میں یونانیوں کے حب وطن، عزم بالجزم، دلیری اور جانبازی کی داستانیں انسانی جذبات عالیہ کی دلکش تصویریں کھینچ دیتی ہیں۔ لیکن پھر اسی کتاب میں یونانیوں کے معبود اعظم زئیس کی بیٹی ہلن کی عصمت فروشی اور جنگ عظیم کا باعث قرار پانا نفرت اور حقارت کے جذبات پیدا کرتے ہیں خصوصاً جب مشرقیت اور مغربیت کا یہ فرق بھی پیش نظر ہوتا ہے کہ ادھر ہند کی مجسمہ وفا و محبت سیتا باوجودیکہ اس کی عصمت راون کے محل میں محفوظ رہتی ہے جب لنکا کے فتح کے بعد اس کو طعنہ دیا جاتا ہے تو وہ غیرتمند آگ میں کود کر اپنی عصمت کی شہادت دیتی ہے۔ لیکن فتنہ روزگار یونان کی ہلن اپنے عاشق کے ساتھ مفرور ہو کر عیش و عشرت میں مشغول ہوتی ہے پھر جب ٹرائے فتح ہو جاتا ہے اور اس کا عاشق مجروح تو وہ اپنے وطن میں پھر شوہر کے ساتھ واپس آ کر اسی طرح رہنے سہنے لگتی ہے۔

اسی طرح ٹرائے فتح کر کے جب شاہ یونان اگامنن دس برس کے بعد وطن واپس آتا ہے تو اس کی ملکہ کلائٹم نسٹرا جس نے ایام غیبت میں شوہر کے ایک عزیز سے آشنائی کر لی تھی بادشاہ کو غسل خانے میں پھندا ڈال کر جکڑ لیتی ہے پھر پشت سے اسکا آشنا تبر سے فاتح ٹرائے کا سر اڑا دیتا ہے۔ برعکس اس کے

مہابھارت میں پری جمال شکنتلا کا شوہر راجہ دشمنت اور ماہرو دمینتی کا شوہر راجہ نل مدتوں ان کو چھوڑ کر ذلیل و خوار کرتے ہیں لیکن وہ محبت اور وفا کی پتلیاں طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کر کے انہیں شوہروں کے نام پر عصمت کے ساتھ جیتی ہیں اور آخر میں پھر اپنے شوہروں سے ملکر مسرت اور نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہیں۔ سچ کہا گیا ہے کہ مشرق مشرق اور مغرب مغرب ہیں اور یہ دونوں کبھی نہ ملیں گے

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

داستان سرائی کا تیسرا دور جانوروں کی زبان سے امثال و حکایات پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے ہند قدیم میں یہ طرز اختیار کیا گیا۔ پنچتنتر اور ہتوپدیش اس صنف کے مشہور مجموعے ہیں اور اگرچہ ان کی غایت اخلاقی تعلیم تھی لیکن چونکہ عقیدہ تناسخ چرند و پرند شجر و حجر کیڑے مکوڑے وغیرہ ہر شے میں عمل پیرا یقین کیا جاتا تھا اس لئے یہ کہاوتیں اور کہانیاں عام و خاص سب میں مقبول ہو گئیں۔

یونان کا ایسپ جو چھٹی صدی عیسوی قبل مسیح میں حکیم فیثاغورث کا ہمعصر تھا ان سے مستفید ہوا اور اپنی شہرہ آفاق کہانیاں لکھیں۔ پنچتنتر کا ایک جز نوشیرواں عادل کے حکم سے پہلوی زبان میں ترجمہ ہوا۔ پھر جب مسلمانوں نے ایران فتح کیا تو خلیفہ منصور عباسی کے عہد میں عربی میں ترجمہ کیا گیا اور بعد کو یہی "کلیلہ و دمنہ" فارسی اور یورپ کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا۔

توراۃ و انجیل دنیائے قدیم کی آریہ نسلوں میں جب داستان سرائی کا یہ رنگ تھا تو سامی نسل کی ایک چھوٹی سی منتخب روزگار قوم بنی اسرائیل نے ایک ایسا طرز اختیار کیا جس کی نوعیت جداگانہ ہے اس قوم کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ نے اس کو توحید کی تعلیم دی تھی جس کا اثر یہ ہوا کہ تعدد الٰہ کا عقیدہ جب باطل قرار پایا تو دیوتاؤں اور دیویوں کے قصے کہانیاں لغویات میں داخل ہو گئیں۔ اب اس قوم کے واقعات و حوادث کی داستانیں مورخانہ حیثیت سے بیان ہونے لگیں اگرچہ ان پر خرق عادات کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ یہ رنگ اصنام پرستوں سے میل جول اور بیت المقدس کی تباہی اور یہود کی خانہ ویرانی کی باعث اصلی صحیفوں کے ضایع ہو جانے سے

ایسا گہرا ہوگیا کہ اصلیت پر پردہ پڑگیا۔ اب مروجہ توراۃ وانا جیل کی حالت یہ ہے کہ وہ ایک ایسی ہزار دانہ والی تسبیحیں ہیں جن میں سچے اور جھوٹے موتی ایک ہی رشتہ میں، پروئے ہوئے ہیں۔ مثلاً توریت کتاب الملوک اول باب ۸ میں حضرت سلیمانؑ بیت المقدس کو تعمیر کرا کے خداوند یہواہ کی تقدیس و تہلیل کر کے توحید و تقوی کی تعلیم موثر پیرایہ میں دیتے ہیں لیکن پھر اسی کتاب کے باب ۱۱ میں آپ کی طرف کفر و بت پرستی منسوب ہے اسی طرح حضرت داؤد کی خدا پرستی اور بزرگی کی شہادت اسی کتاب کے باب ۱۴ میں خود خدا دیتا ہے اور آپ کے لغمات زبور سے مناجات اور خشیت الٰہی کے موثر تصویر کھنچ جاتی ہے لیکن پھر کتاب دوم سموئیل باب ۱۱ میں آپ کا اپنے ایک فوجی افسر اوریا کی بیوی سے ناجائز تعلق اور شوہر کو قتل کرا کر عورت سے عقد کر لینے کی لغو داستان بت پرستوں کے دیوتاؤں کے حرکات کی طرح مذکور ہے۔ خیر توریت میں عصمت انبیاء تو غائب ہے لیکن مسئلہ توحید میں اصنام پرستوں کے اوہام قصے کہانیوں پر غالب نہیں ہونے پاتے لیکن انجیل میں یہ حالت بھی نہیں رہتی۔ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ اور ثالث ثلثہ کہا جاتا ہے جیسے قدیم مصریوں میں اسارس اس کی بیوی آئی سس اور اس کا بیٹا ہورس مانے جاتے تھے، یا جیسے قدیم یونانیوں میں دیوتاؤں کی تثلیث کا عقیدہ تھا۔

واقعی انسانی تخیل بھی عجیب چیز ہے اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

گاہ مری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود
گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں

آخر وہ وقت آیا جب ایک پاک نظر جس کی صفت مازاغ البصر ماطغیٰ تھی دل وجود کو چیر کر حقیقت کی آئینہ دار بن گئی۔ قدرت کے مناظر و مظاہر اور اقوام عالم کے حوادث جو توہمات اور خرق عادات میں الجھے ہوئے تھے ایک ہی قادر مطلق اور موثر حقیقی کے قانون کی پابندی میں منظم ہو کر اہل نظر کے لئے عبرت و بصیرت ہو گئے۔ اس اجمال کی تفصیل آئندہ اوراق میں بیان ہوگی۔ یہاں پہلے وہ چند خصوصیتیں

ذہن نشین کر لینا چاہیئے جو قصص قرآنی کا خاصہ ہیں

قصص قرآنی کی اول حسن انتخاب :-

خصوصیات چہارگانہ

داستان سرائی انسان کا فطری شوق ہے اور ہر زمانہ میں ہر قوم نے اپنے مبلغ علم کے مطابق اس کا اظہار کیا ہے۔ متقدمین کے یہاں اگر قصص، حکایات اور امثال کی کثرت تھی تو متاخرین کے یہاں ناول، ڈرامہ، افسانے اور چھوٹی چھوٹی نفسیاتی کہانیوں کے انبار ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم میں چونکہ فطرت انسانی کا لحاظ رکھا گیا ہے، اس لئے قصص بھی مذکور ہیں لیکن وہی قصص جو امم سابقہ کے عروج و زوال اور ان کے افعال کے نتائج سے متعلق ہیں اس طور سے بیان کئے گئے ہیں جن سے تفکر اور عبرت حاصل ہو نہ محض داستان سرائی کی لذت۔ ساتھ ہی وہ تمام قصے کہانیاں اور شاعرانہ خیال بندیاں جو عالم خلق و امر کے متعلق دنیا کی دیومالاؤں اور قدیم مذہبی کتابوں میں مذکور ہیں نظر انداز کر کے ان کے عوض حقیقت حال کو آشکارا کرنے کے لئے نظام و ترتیب عالم اور قوانین قدرت کی طرف انسانی ذہن کو منتقل کر کے موثر پیرائے میں علوم و معارف کے اکتساب و انکشاف کا شوق دلایا گیا ہے۔ اس قسم کی آیات قرآن مجید میں ۵۰ سے زائد ہیں مثلاً چند آیات ذیل غور سے پڑھو

ومن ایاتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون - ومن ایاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون -	اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم آدمی ہو کر پھیل پڑے اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہاری بیبیاں تم ہی میں سے بنائیں اس لئے کہ تم ان کے پاس چین کرو اور تم میں الفت اور محبت رکھی۔ بیشک ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں نشانیاں ہیں اور اس کی نشانیوں
ومن ایاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لایات	میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا الگ الگ ہونا بیشک

للعٰلمین۔
ان باتوں میں علم والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور

ومن ایاتہ منامکم باللیل والنھار وابتغاء کم من فضلہ ان فی ذلک لایات لقوم یسمعون ۔

اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے جو رات اور دن کو تم سوجاتے ہو اور بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں اس کی نشانیاں ہیں۔

ومن ایاتہ یریکم البرق خوفا و طمعا وینزل من السماء ماء فیحیٖ بہ الارض بعد موتھا ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون ۔

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس پانی سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرنے کے بعد۔ بیشک ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں اس کی نشانیاں ہیں۔

ومن ایاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہٖ ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون ۔ ولہ من فی السموات والارض کل لہ قانتون ۔ وھو الذی یبدؤا الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ ولہ المثل الاعلیٰ فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم ؕ

"سورۂ روم"

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ کھڑا ہے آسمان اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین میں سے اسی وقت نکل پڑو گے اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں سب اسی کے حکم کے تابع ہیں اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر اور اس کی شان سب سے اوپر ہے اور آسمان اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا۔

دوم تصرف و تصحیح :-

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد دوم طبع جدید میں بائبل پر جو فاضلانہ اور مبسوط مضمون تحریر کیا گیا ہے اسکے ایک مقام میں لکھا ہے "عرصہ دراز تک کتب مقدسہ کا مطالعہ جرح و تعدیل کے مستند اصول سے محروم رہا۔ یہود محض اس عبرانی نسخہ کی پیروی کرتے تھے جس کی نسبت یہ مشہور تھا کہ غالباً دوسری صدی علیسوی میں جمع کیا گیا اور بعد ازاں احتیاط سے محفوظ رکھا گیا لیکن اس نسخے میں چند تحریفیں تو ایسی ہیں جو اب صاف نظر آتی ہیں اور غالباً ایک کافی تعداد تک ایسی تحریفیں اور بھی موجود ہیں جن کی شاید اب یا کبھی پورے طور پر قلعی نہ کھل سکے "!

قرآن مجید نے اس حقیقت کو ساڑھے تیرہ سو برس سے زیادہ عرصہ گذرا آشکارا کر دیا تھا حضرت[۱] لوط اور ان کی بیٹیوں کا فحش قصہ۔ حضرت[۲] ہارون کا گوسالہ بنانا حضرت[۳] داؤد اور قصہ اوریا۔ حضرت[۴] سلیمان اور بت پرستی، غرضکہ اس قسم کی داستانیں آج تک مروجہ عہد عتیق میں منقول ہیں[۱] لیکن قرآن انکو محرف اور لغو قرار دے کر تصرف کے ساتھ خاصان خدا کے سچے قصے سناتا ہے پھر ایک نفسیاتی پہلو بھی ملحوظ رہتا ہے وہ یہ کہ قصص میں دلکشی زیادہ تر حسن و عشق کی داستانوں سے پیدا ہوتی ہے لیکن ان قدیم داستانوں کے پھول ناپاک بیانات کے کانٹوں میں الجھے ہوتے ہیں خصوصاً جبکہ شعرا نے خواہ وہ ویاس ہوں یا ہومر طبع آزمائی کی ہو۔ قرآن مجید میں اول تو اس قسم کے قصص مذکور نہیں اور جہاں ذکر ہے مثلاً سورہ یوسفؑ وہاں اس کا پورا لحاظ ہے کہ بلیغ انداز سے کانٹوں کو اٹھاکر پھول چن لئے جائیں توریت کے قصے یوسفؑ اور قرآن کے سورہ یوسف کا مقابلہ کرو۔ توریت سفر تکوین کے آخری چودہ[۱۴] ابواب ۳۷ سے ۵۰ تک میں حضرت یوسف کا ذکر ہے ان میں ایک پورا باب ۳۸ آپ کے بھائی یہودا اور اس کی بہو کی حرامکاری کی شرمناک داستان سے سیاہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف کے

سلہ دیکھو کتاب پیدائش خروج۔ صموئیل اول و دوم۔ تاریخ صحف سماوی میں ہمنے ان قصص پر بالتفصیل بحث کی ہے۔ ۱۲

حالات پوری سورت میں مذکور ہیں لیکن توریت کے اس شرمناک باب کے واقعات کا جو بالکل بے جوڑ ہیں۔ مطلق ذکر نہیں۔ عزیز مصر کی بیوی کی ہوائی نفسانی کا جہاں ذکر ہے وہ چند لفظوں میں بیان ہو کر یوں ارشاد ہوتا ہے۔

ولقد همت به وهمّ بها لولا ان رأ برهان ربه ؕ کذالك لنصرف عنه السوٓء والفحشآء ؕ انه من عبادنا المخلصين ؕ	اور البتہ زلیخا نے یوسف کا قصد کیا یوسف نے زلیخا کا اور اگر وہ اپنے مالک کی نشانی نہ دیکھتا۔ یوں ہی ہوا تاکہ ہٹائیں ہم اس سے برائی کو بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔

یہ ہے قرآن مجید کی مابہ الامتیاز شان داستان سرائی۔

ان هذا القرآن يقص على بنی اسرائيل اكثر الذی هم فيه يختلفون وانه لهدی ورحمة للمومنين۔ "سورۂ نمل"	یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کی بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں اور بیشک وہ ہدایت ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے۔

سوم لطف تکرار:۔

قرآن مجید میں ایک ہی قصہ بار بار متعدد سورتوں میں کہیں بطور اجمال اور کہیں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مقصود اصلی قصہ خوانی نہیں ہے بلکہ سامع کے ذہن کو مطیعون پر لطف وانعام خداوندی اور ظالموں پر قہر و عذاب الٰہی کی طرف منتقل کر کے ایک قلبی کیفیت پیدا کرنا ہے۔ پھر جس سورت میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ نئے نئے اسلوب سے قادر الکلامی کے ساتھ مقصود اصلی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ جس سے سامع کو لذت تازہ حاصل ہوتی ہے۔ اس مطلب کی توضیح کیلئے لسان الغیب کے اس شعر پر غور کرو ؎

یک قصہ بیش نیست غم عشق وایں عجب
کز ہر کسے کہ می شنوم نامکرر است

ایک اور بھی وجہ ہے وہ یہ کہ ایک ہی قصہ کو بار بار نئے اسلوب سے بیان کرتے وقت اصلیت سے اس طرح پردہ اٹھادیا جاتا ہے کہ داستان سرائی کی لذت کے ساتھ واقعہ کی تصویر بھی سامنے آجائے مثلاً حضرت ابراہیم اور قصہ نار۔ بنی اسرائیل او مصر سے خروج وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ اس کتاب میں ہم آئندہ بیان کریں گے۔

چہارم انباء الغیب :-

قصص قرآنی میں بعض ایسے واقعات مذکور ہیں جن کی اس زمانہ میں کوئی شہادت نہیں ملتی تھی لیکن گذشتہ صدی سے جب مصر و عراق و یمن وغیرہ ممالک کے آثار قدیمہ کے انکشافات شروع ہوئے تو ان کی تصدیق عین الیقین کے درجہ پر پہونچ گئی اور معلوم ہوگیا کہ یہ قصہ کی محض گرمی سخن نہ تھی بلکہ یہ اخبار غیب تھے جیسا کہ اس کتاب میں قصہ طوفان نوح اور زر رمیہ تعلغمیش آل فرعون کا مرد مومن۔ فرعون کی ممی اور ذکر ذوالقرنین کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

"اساطیر الاولین"

قرآن مجید کا جب نزول ہوتا تھا تو کفار قریش کہا کرتے تھے۔

قالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃ و اصیلاً	کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جس کو اس نے لکھ رہا ہے سو وہی لکھوائی جاتی ہیں اسکے پاس صبح شام۔
"سورۃ الفرقان"	

لیکن ان نافہموں کو کیا معلوم تھا کہ ان پرانی داستانوں میں ایک نئی زندگی تھی آؤ دیکھیں یہ قصص جس طرح سے قرآن مجید میں مذکور ہیں حقیقت کا جلوہ کس طرح سے دکھا رہی ہیں۔

تخلیق عالم قدیم قوموں کی کتب مذہبی میں تخلیق عالم کے متعلق عجیب وغریب داستانیں مذکور ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں برس پیشتر انسانی دماغ نے معمائے کائنات حل کرنے میں کس طرح کوشش کی۔ قدیم مصریوں کا اژدہا دیوتا رع (آفتاب) بحر محیط میں ایک بیضۂ زرین سے نکال کر مخلوقات کو پیدا کرتا ہے۔ ہند قدیم میں وشنو کی ناف سے ایک کنول کھلتا ہے جس میں برہما نکلکر دنیا کو پیدا کرتے ہیں۔ قدیم بابل کا معبود بعل مروخ ایک بحری اژدھا تمت کو قتل کرتا ہے پھر اس کے منھ کو چیر کر اوپر کے حصہ سے آسمان اور نیچے کے حصے سے زمین پیدا کرتا ہے پھر انو دیوتا کے لئے بلند آسمان آیا کے لئے تحت الثریٰ اور انلیل کے لئے زمین وآسمان کی درمیانی فضا متعین کرتا ہے پھر ستاروں کو پیدا کر کے سال کے بارہ (۱۲) مہینے کرتا ہے اور ہر مہینہ کے ہر روز کو ایک ایک ستارے کے زیر اثر رکھتا ہے۔

توریت سفر تکوین میں روح الٰہ عالم آب پر جنبش کرتی ہے اور چھ دن میں زمین وآسمان اور جو کچھ اسمیں ہے پیدا کر کے ساتویں دن ہفتہ کو آرام کرتی ہے۔ قرآن مجید نے توریت کے قصہ کو لیا مگر یوم راحت کے عقیدہ تجسیم کو ومامسنا من لغوب (سورۂ ق) (اور ہم کو تھکن نہیں ہوئی) کہکر رد کیا۔ پھر دن کی مقدار کے متعلق فرمایا

وان یوما عند ربك کالف سنة مما تعدون (سورۃ الحج)	اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برابر ہوتا
تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان	ہے جو تم گنتے ہو، چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور
مقدارہ خمسین الف سنة (سورۃ المعارج)	روح اس دن میں جو پچاس ہزار برس کے برابر ہے

یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ واقعات اس وقت کے ہیں جب وقت کا وجود بھی نہ تھا اسلئے ہزار سال یا پچاس ہزار سال کے مفہوم انسانی سے ایک مدت مدید کے تصور کی طرف ذہن منتقل کیا گیا ہے نہ محض شمار اعداد جو ایک اضافی شی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ صبح ازل سے شام ابد تک ایک ہی کن فیکون کی جنبش لب ہے

کما قال اللہ تعالےٰ بدیع السموات	پیدا کرنے والا آسمانوں کا اور زمین کا اور جب کچھ کام مقرر کرتا
والارض واذا قضیٰ امرا فانما یقول لہ کن فیکون	ہے پس سوائے اس کے نہیں کہ کہتا ہے اس سے ہو جا پس ہو جاتا ہے

مناظر فطرت اور مظاہر قدرت خصوصاً اجرام سماوی اور ملک و ملکوت کو دیوی دیوتا مان کر قدما میں جس قدر قصے کہانیاں مشہور تھیں جن میں دیوتاؤں کی باہمی کشمکش، اخلاقی کمزوریاں، لغو حرکات اور خرافات کی داستان سرائی ہوتے تھے ان سب کو قرآن مجید نے جس بلیغ پیرایہ میں نظر انداز کر کے عقائد کی تصحیح کی ہے وہ آیات ذیل پر غور کرنے سے ظاہر ہوگا۔

قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم۔ سیقولون للّٰہ قل افلا تتقون۔ قل من بیدہ ملکوت کل شئ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون۔ سیقولون للہ قل فانی تسحرون، بل اتینھم بالحق وانھم لکذبون ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الہ۔ اذا لذھب کل الہ بما خلق ولعلا بعضھم علی بعض سبحٰن اللہ عما یصفون۔ عالم الغیب والشھادۃ فتعالی عما یشرکون۔	تو کہہ (اے پیغمبر) ساتوں آسمانوں کا مالک کون ہے اور اس بڑے تخت کا مالک کون ہے وہ ضرور یہی کہیں گے اللہ تعالیٰ مالک ہے کہدے پھر تم سب اس سے کیوں نہیں ڈرتے ہو۔ پوچھ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی نہیں بچا سکتا وہ ضرور یہی کہیں گے اللہ کے ہاتھ میں۔ تو کہہ پھر تم کہاں بہک رہے ہو اصل یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس سچی بات پہونچا دی۔ اور وہ البتہ جھوٹے ہیں۔ اللہ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی چیزوں کو لے جاتا اور ایک دوسرے پر غالب آتا۔ جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے اور وہ چھپی اور کھلی ہر بات کو جانتا ہے اور انکے شرک سے بدتر ہے۔

"سورۃ المومنون"

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں ہند و یونان، مصر و ایران کی قدیم اقوام کی دیو مالاؤں کو پڑھو صاف

معلوم ہوگا کہ اگر دیوتاؤں کا زور چلتا تو نہ صرف یہ سا جھے کی ہانڈی ہی روز قبول کے چوراہے پر ٹوٹتی بلکہ یہ سارا کارخانہ کائنات درہم برہم ہو کر معدوم اور نسیاً منسیا ہو جاتا۔

لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور دوسرے خدا بھی ہوتے تو (آسمان و زمین) برباد ہو جاتے۔

سچ ہے جب کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے تو کائنات کے دو خدا کیسے ہوتے۔

انسان کی پیدائش حضرت انسان نے خود اپنی پیدائش کے متعلق بھی داستان سرائی کی ہے قدیم یونانیوں کے ایک دیوتا پرومتھیوس نے دیوتاؤں کی شکل میں مٹی کا ایک ایسا پتلا بنایا جس کا سر آسمان کی طرف اٹھ سکے پھر اس میں وہ صفات بھی بھر دے جو جانوروں کو ملے تھے۔ اس کے بعد پرومتھوس نے دیوتاؤں کے بادشاہ زیس سے چھپا کر آتش آسمانی ایک نے کے اندر پوشیدہ کر کے اس مٹی کے پتلے کے سپرد کر دی۔ زئیس نے جب یہ تماشا دیکھا تو بہت بگڑا اور پرومتھوس کو کوہ قاف میں تیس ہزار برس تک پابہ زنجیر کر دیا۔ جہاں روزانہ ایک عقاب اس کے کلیجے کو نوچا کرتا ہے۔ ایک دوسرا قصہ ہے جس کو افلاطون حکمت مآبی کی شان سے بیان کرتا ہے کہ انسان پہلے گول بنا جس کے آٹھ بازو تھے مگر معبود اعظم زئیس نے اسکا غرور توڑنے کے لئے اس کے دو برابر حصے کر کے مردوں اور عورتوں کو دنیا میں پیدا کر دیا۔

قدیم بابل کا بڑا دیوتا مردوخ جب سمندر کی دیوی ثمت کو جو بحری اژدھے کی شکل میں تھی قتل کر چکا تو باغی شیاطین بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے مفرور ہو گئے تب اس نے دیوتاؤں کی محفل میں کہا کہ اب میں ایسی مخلوق پیدا کروں گا جو دیوتاؤں کی پرستش کرے چنانچہ اس نے اپنا سر شانے سے جدا کیا اور جب خون بہنے لگا تو دیوتاؤں نے اس میں مٹی ملا کر انسان کو پیدا کیا۔

حضرت آدمؑ توریت سفر تکوین میں حضرت آدم کا خداوند کی شکل میں خاک سے پیدا ہونا پھر حالت نوم میں آپ کی ایک پسلی نکال کر حضرت حوا کا بنایا جانا پھر جنت عدن میں جہاں سے دریائے فرات نکلا ہے

دونوں کا قیام کرنا اگر سانپ کے بہکانے سے نیکی اور بدی کے پہچان کا پھل کھانا اور جنت سے نکالا جانا مذکور ہے اس قصہ میں یہود نے بعد میں جو رنگ آمیزیاں کیں مثلاً عزازیل اور اس کے شیاطین کی بغاوت (جس کو ملٹن نے انگریزی میں پراڈائس لاسٹ میں نظم کیا) اور ایسی ہی اور لغویات جو اسرائیلیات کے نام سے مشہور ہیں اور جن کو ہمارے مفسرین نے تفسیروں میں بھر دیا ہے وہ سب قدیم بابل کی داستان پیدائش عالم سے جو دفون الواح پر کندہ کی ہوئی اب برآمد[1] ہوئی ہے منقول ہیں۔

قرآن مجید میں قصہ اگرچہ قصہ توریت کے بیان کے مطابق ہے لیکن حضرت آدم کی پسلی نکال کر حضرت حوا کا پیدا ہونا مذکور نہیں، سانپ کے عوض شیطان کا نام ہے اور نیکی بدی کی پہچان کے عوض صرف شجر ورج ہے اور جنت کا اسی زمین پر ہونا بھی مذکور نہیں۔ سورہ طٰہٰ میں اس جنت کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

ان لک الا تجوع فیھا ولا تعری	بہشت میں تو تیرے لئے یہ ہے کہ نہ بھوکا ہو اس میں
وانک لا تظمؤ فیھا ولا تضحیٰ ط	اور نہ ننگا اور نہ پیاسا ہو تو اس میں اور نہ دھوپ
"سورۂ طٰہٰ"	میں جلتا ہے۔

اگر بامعان نظر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی قصہ آدم جو سورہ بقر- اعراف- الحجر وغیرہ متعدد سورتوں میں نئے نئے اسلوب سے بیان ہوا ہے فطرت انسانی کی کیفیات اور خیر و شر کی کشمکش کی ایک دلچسپ تمثیل ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ محض خیالی داستان ہے حضرت آدم پر جو کچھ گذرا اور جو مکالمات خدا، اس کے فرشتوں اور ابلیس کے مابین مذکور ہیں وہ واقعی حالات ہیں جو عالم مثال میں متمثل ہوئے ہیں۔ عالم مثال کی تشریح شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں یوں کی ہے۔

> جاننا چاہیے کہ بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم موجودات میں
> ایک ایسا عالم بھی ہے جو غیر عنصری ہے اور جس میں معانی ان اجسام کی صورت

---

[1] دیکھو مکنزی کی کتاب تہذیب آف بیلونیہ باب ۵

میں متشکل ہوتے ہیں جو اوصاف کے لحاظ سے ان کے مناسب ہیں، پہلے اس عالم میں اشیاء کا ایک گونہ وجود ہو لیتا ہے جب دنیا میں ان کا وجود ہوتا ہے اور یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے"

شاہ صاحب کا یہ عالم مثال امام غزالی کا تمثل خیالی اور شیخ الاشراق کا عالم اشباح ہے۔ علوم جدیدہ نے فضائے کائنات کی بلندی پر ایسے ستارے بھی دریافت کئے ہیں جن کی روشنی ہزاروں برس سے چل چکی ہے مگر اب تک دنیا تک نہیں پہونچی پھر تماشائے آدم اگر عرش سے فرش تک نظر آگیا تو تعجب کیا ہے۔

نکتہ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قصہ آدم کے علاوہ تخلیق انسان کے متعلق قرآن مجید میں ایسی بھی آیات ہیں جن میں ان حقائق کا بھی پتہ چلتا ہے جن کی تائید سائنس کے انکشافات سے ہو رہی ہے۔

الذی احسن کل شئ خلقہ و	اس نے جو کچھ پیدا کیا خوب بنایا اور آدمی کی پیدائش
بدا خلق الانسان من طین ثم جعل	گارے سے شروع کی پھر اس کی نسل نچڑے ہوئے
نسلہ من سللۃ من ماء مھین، ثم	بے حقیقت پانی سے قائم رکھی۔ پھر اس کو ٹھیک کیا۔
سواہ ونفخ فیہ من روحہ	(پتلہ بنایا اور اعضا درست کئے) اور اس میں اپنی طرف سے
"سورۃ السجدۃ"	جان پھونکی۔

ان آیات میں ثم کے عطف کی تکرار سے حیات انسانی کے تین جداگانہ منازل کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) جبکہ انسان اس کرہ ارض پر مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔

(۲) جبکہ اس کی نسل توالد و تناسل کے ذریعہ سے پھیلتی ہے۔

(۳) جبکہ اس کی ساخت پوری ہو جاتی ہے تب نفخ روح کا عمل ہوتا ہے جس کے اول حضرت

آدم ہیں اور جن سے موجودہ نسل انسانی کا آغاز ہوتا ہے۔

اب سنو کہ مشہور ماہر سائنس کیتھ اپنی کتاب اینٹی کیو ٹی آف مین (انسان کی قدامت)
میں ۱۹۱۵ء میں جبکہ ڈاروینیت کا خمار اتر چکا تھا یوں لکھتا ہے۔

"ہم نے ارتقا کے بس یہی معنی سمجھے تھے کہ انسان ایک ایسا ترقی یافتہ بوزنہ ہے
جو ہر نئے دور میں ہم سے قریب اور بندروں سے دور ہوتا گیا ہے لیکن تصویر
اصلی بالکل اس کے خلاف ہے جس طرح موجودہ بندروں کے مختلف اجناس
کے جداگانہ انواع نظر آتے ہیں اسی طرح دنیائے قدیم میں انسان کے
مختلف اجناس تھے جن سے جداگانہ انواع پیدا ہوئے پھر ان ہی انواع
انسانی کے اختلاط سے ایک ایسی نوع بنکر باقی رہ گئی جس سے موجودہ نسل
انسانی کا ظہور ہوا ہے۔

نظریۂ سائنس | آفرینش عالم کے متعلق لپلاس۔ کلون۔ جینگ۔ آنسٹین جس کا بھی نظریہ لیکر دیکھو سب میں قدرِ
مشترک ایک عظیم الشان محیر العقول باقاعدہ نظام کے تحت میں حسن تخلیق کا جلوہ ہو۔ الذی احسن کل شئی خلقہ
پھر سائنس کی دوربین سے لاکھوں کروڑوں برس پیشتر کا وہ منظر دیکھو جب ہمارا کرہ ارض مثل آہن انگاری
کے جو ایک دہکتے ہوئے تنور سے نکلتی ہوئی جرم آفتاب سے الگ ہوکر شعلہ جوالہ کی شکل میں اس کے گرد چکر
لگانے لگا پھر قرنہا قرن کے بعد جب نظام شمسی مرتب ہوتا ہے تو کرہ ارض کے التہاب وحدت میں کمی
ہوکر آتش سیال کی جگہ موجزن سمندر اور "نار السموم" کی مخلوق کی عوض آبی مخلوقات کا وجود ہوتا ہے۔
وجعلنا من الماء کل شئی حی پھر مدت دراز کے رد و بدل اور کشمکش کے بعد جب آفتاب کی روشنی اور
گرمی کی مناسب مقدار سے عناصر میں اعتدال پیدا ہوتا ہے تو وہ جو لم یکن شیئاً مذکورا تھا کالے سڑے
ہوئے گارے سے جو سوکھ کر کھنکھن بولتا ہے (من صلصال من حماء مسنون) بنایا جاتا ہے پھر وہ مناز ل

حیات طے کرکے اس درجہ پر پہونچتا ہے کہ اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

سائنس کا جدید نظریہ سناا، اس ضمن میں محدثین کی ایک روایت بھی سن لو جس کو وہ صحیح السند اور معتبر کہتے ہیں درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی سے ایک روایت منقول ہے۔

ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض	تحقیق اللہ نے سات زمینیں پیدا کیں۔ ہر زمین پر
آدم کادمکم و نوح کنوحکم۔۔	ایک آدم تمہارے آدم کی طرح اور ایک نوح
"الخ"	تمہارے نوح کی طرح الخ

بظاہر یہ روایت عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن فضائے عالم میں عجائب خانہ کا رنگ نظر آتا ہے ؎

خدا جانے یہ کس کی جلوہ گاہ ناز ہے دُنیا
ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی

قصہ طوفان کہتے ہیں کہ آج جہاں سمندر ہے مثلاً بحر روم یا بحر الکاہل وہاں پہلے زمین تھی اور جہاں زمین اور پہاڑ ہیں مثلاً دامن کوہ ہمالیہ وہاں بحر مواج تھا۔ ایسے طوفان حوادث میں جس کی شہادت علوم جدیدہ بھی دیتے ہیں، طوفان نوح کی داستان خیالی نہیں ہے بخصوصاً جبکہ دنیا کی قدیم اقوام ایشیا اور فرنگستان کی کتب مذہبی میں جزئی اختلافات کے ساتھ اس کا ذکر یکساں منقول ہے۔

مہابھارت | مثلاً مہابھارت کی ونا پرو امیں لکھا ہے کہ رشی منو جنہوں نے دس ہزار برس تک تپسیا کی ہے ان سے ایک دن ایک چھوٹی سی مچھلی نے کہا کہ مجھے ایک بڑی مچھلی کھاجانا چاہتی ہے اگر بچالو گے تو بڑا انعام دوں گی۔ رشی نے اسے ایک مٹی کی ہنڈیا میں رکھ لیا مگر وہ بڑھنا شروع ہوئی تب اسے تالاب میں رکھا وہاں بھی وہ سما نہ سکی تب اسے گنگا میں ڈالا مگر اس کی جسامت بڑھتی ہی گئی تب اسے سمندر میں ڈالا تب وہ مسکرا کر کہنے لگی کہ دنیا کی تباہی کا وقت آگیا ہے اس لئے ایک کشتی بناؤ اور ایک لمبی رسی باندھو پھر سات اور رشیوں کو اور مختلف قسم کے بیجوں کو لے کر تیار ہو میں ایک

شاندار جانور کی شکل میں ظاہر ہوں گی اور ایک ہولناک طوفان سے جو آنے والا ہے بچا لوں گی۔ چنانچہ منو نے ایسا ہی کیا اور جب طوفان آیا تو مچھلی مثل ایک جزیرہ کے نمایاں ہوئی منو نے ایک سینگ میں رسی باندھ دی اور وہ کشتی کو ہماوت کی اونچی چوٹی پر حفاظت سے لے گئی اور وہاں یوں گویا ہوئی سن اے منو میں برہما ہوں۔ خالق کائنات میں نے تجھے بچایا ہے اب تو دنیا کو پھر بنا دے چنانچہ منو نے دنیا کو قاعدے سے بنایا

قدیم یونانیوں میں یہ قصہ یوں مذکور ہے کہ انکا بڑا دیوتا زئیس اہل دنیا کے مظالم اور مکاریوں سے ایسا ناراض ہوا کہ دنیا کو غرق کر دینا چاہا مگر پہلے ایک سن رسیدہ آدمی دقالیوں کو بشارت دی کہ وہ ایک کشتی بنالے اور اپنی بیوی کو لیکر ضروری اشیاء خوردنی ساتھ رکھ لے جب طوفان عظیم آیا سارے دنیا غرق ہوگئی مگر بوڑھا اور بڑھیا بچ گئے، کشتی کوہ پرناسوس پر ٹھری جہاں دونوں اترے اور ایک غار میں رہنے لگے اور دنیا پھر آباد ہوگئی۔

<u>رزمیہ غلغمش بابل</u> گذشتہ صدی میں جب بابل کے آثار قدیمہ کا انکشاف ہوا تو کچی مٹی کی الواح پر لکھی ہوئی ایک داستان ملی جس کو رزمیہ غلغمش کہتے ہیں اس میں ایک طوفان عظیم اور دنیا کی تباہی کا چشم دید واقعہ پیسر پنشتیم کی زبانی یوں مذکور ہے" دریائے فرات کے کنارے قدیم انسانی آبادی تھی۔ دیوتاؤں کی ایک محفل میں طے پایا کہ طوفان عظیم آئے مجھے آیا دیوتا نے بشارت دی کہ میں اپنا مکان گرا کر اس کی لکڑی سے ایک کشتی بناؤں میں نے کہا نوجوان مجھے بیوقوف بنائیں گے دیوتا نے کہا ان سے کہدینا کہ انلیل حالت غیض و غضب میں طوفان برپا کرنے والا ہے اور آیا دیوتا مجھے اپنی سرزمین میں محفوظ رکھنا چاہتا ہے غرضکہ دیوتا کی ہدایت کے مطابق میں نے ایک بڑی کشتی بنائی جس میں چھ منزلیں اور ہر منزل میں چھ درجے تھے اب میں نے اپنے اہل و عیال نوکر چاکر کھیتوں کے جانور ہر قسم کے بیج اور سونا چاندی کشتی میں محفوظ کر لئے۔ یکایک موسلا دھار بارش شروع ہوئی کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہوا زمین پانی ابلنے لگی، سمندر میں جوش آگیا آسمان و زمین عالم آب ہوگیا اور تمام جاندار غرق ہوگئے یہ دیکھ کر ملکہ آسمان

استار (زہرہ) کا دل بھر آیا اور وہ نوحہ کرنے لگی۔ افسوس میں نے اپنی مخلوق کو کیوں تباہ ہونے دیا آہ وہ انسان جس کو میں نے بنایا تھا آج وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہا ہے۔ آخر کشتی بہتی ہوئی کوہ نسیتر پر ٹھری۔ ساتویں دن میں نے ایک فاختہ چھوڑی کہ زمین کا پتہ لگے مگر وہ اڑ کر واپس آئی تب میں نے ابابیل کو چھوڑا وہ بھی لوٹ آئی آخر کوا اڑا اور لوٹ کر نہ آیا تب ہم کشتی سے اتر پڑے اور شکرانہ نجات کی قربانی ادا کی جس کی خوشبو سونگھ کر دیوتا پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ بعل دیوتا پہلے بگڑا ہوا آیا پھر کشتی کو دیکھ کر ایا کی سفارش سے خوش ہو کر مجھے برکت دی اور دریاؤں کے دہانے سے دور لے جا کر آباد کیا۔

تورت کی روایت | تورت کتاب پیدائش میں یہی قصہ مذکور ہے مگر دیوتاؤں کی جگہ خدائے واحد اور پیغمبر کے عوض نوح۔ کوہ نسیتر کے عوض ارارات مذکور ہے نجات پا کر حضرت نوح قربانی پیش کرتے ہیں اس کی خوشبو سے خداوند خوش ہوتا ہے اور نوح اور ان کی ذریت کو برکت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آیندہ انسان کی وجہ سے ایسی بلائے عظیم دنیا پر نازل نہ کرے گا پھر قوس قزح اس عہد الہی کی نشانی قرار پاتی ہے۔

قرآن مجید میں حضرت نوح کی سرگذشت متعدد سورتوں میں مختصراً اور سورہ ہود اور نوح میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ مذکور ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ تورت کے بیان سے کئی جگہ اختلاف ہے مگر قدیم بابلی داستان سے جس کا پتہ گذشتہ صدی میں رزمیہ گلمگش سے چلا ہے اتفاق ہے مثلاً

(۱) تورت میں طوفان عالمگیر ہے چالیس شبانہ روز پانی زور شور سے برستا اور ابلتا رہتا ہے اور دنیا کے پہاڑوں اور چوٹیوں سے پندرہ ہاتھ اور اونچا ہو جاتا ہے حالانکہ داستان بابلی میں طوفان دریائے فرات کی سرزمین میں سات شبانہ روز رہتا ہے قرآن مجید کی سورہ نوح میں مذکور ہے کہ آپ اس قوم کی طرف مبعوث ہوئے جو ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر بتوں کے پرستار تھے۔ یہ بت

قدیم بابلیوں کے تھے جیسا کہ آثار قدیمہ کے انکشافات سے ظاہر ہوا ہے اس لئے قدیم بابلیوں کی قوم غارت ہوئی ہے نہ سارا عالم غرق آب ہوا ہے۔ انا ارسلنا نوحا الی قومہ اس کا ثبوت ہے بجز آنحضرت صلعم کے کسی پیغمبر کا سارے عالم کے لئے مبعوث ہونا قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔

(۲) پانی کا پہاڑ کی چوٹیوں سے بھی اونچا ہوجانا بابلی داستان میں ہے نہ قرآن میں البتہ موجوں کا پہاڑ کی طرح اٹھنا بطور تشبیہ موج کالجبال قرآن میں مذکور ہے۔

(۳) کشتی بناتے وقت کفار کی ہنسی اڑانا کلما مر علیہ ملاء من قومہ سخروا منہ قرآن میں ہے داستان بابل میں بھی اس کا ذکر ہے مگر توریت میں مذکور نہیں ہے۔

واقعہ طوفان کے بعد توریت کے بیان کے مطابق حضرت نوح انگور کی کاشت کر کے شراب پی کر بدمستی میں برہنہ ہوجاتے ہیں۔ آپ کا بیٹا حام یہ حالت دیکھ کر سام اور یافث اپنے دونوں بھائیوں سے بیان کر دیتا ہے وہ دونوں منھ پھیرے ہوئے آتے ہیں اور باپ کو چادر اڑھا دیتے ہیں حضرت نوح کو جب ہوش آتا ہے تو حام کے بیٹے کنعان کو بددعا دیتے ہیں، یہ عجیب روایت ہے بیٹا بے ادبی کرے اور پوتے پر دادا برس پڑے۔

یہ روایت نہ داستان بابلی میں ہے نہ قرآن میں۔ حضرت نوح کے ایک بیٹے کا غرق ہونا موثر پیرایہ میں البتہ قرآن میں مذکور ہے جو قصہ کی جان اور اہل دل کے لئے تازیانہ عبرت ہے۔

قرآن کی آیت | ونادی نوح ن ابنہ وکان فی معزل یبنی ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین۔ قال سآوی الی جبل یعصمنی من الماء۔ قال لا عاصم الیوم من	اور نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی وہ کشتی سے الگ تھا۔ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ مت رہ وہ کہنے لگا میں ابھی کسی پہاڑ پر ہو رہتا ہوں جو پانی سے مجھ کو بچا لے گا۔ نوح نے کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا

امر اللہ الا من رحم۔ وحال بینھما الموج فکان من المغرقین ۔ | مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اور موج دونوں کے بیچ آن پڑی اور وہ بھی ان میں شریک ہوا جو ڈبو دیے گئے۔

ونادیٰ نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدك الحق وانت احکم الحاکمین ۔ قال ینوح انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لك بہ علم انی اعظك ان تکون من الجاھلین ۔ قال رب انی اعوذ بك ان اسئلك ما لیس لی بہ علم ۔ والا تغفرلی وترحمنی اکن من الخاسرین ۔ | اور نوح نے اپنے مالک کو پکارا اور کہا مالک میرا بیٹا میرے ہی گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ بیشک سچا ہے اور سب حاکموں سے تو بڑا حاکم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں اور جس بات کا تجھ کو علم نہیں اس کے متعلق مجھ سے سوال نہ کر میں تجھ کو نادانوں میں شمار ہونے سے ڈراتا ہوں نوح نے عرض کیا مالک میں ایسی بات پوچھنے سے جس کے متعلق مجھ کو علم نہیں پناہ مانگتا ہوں اور اگر تو مجھ کو نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔

(سورۃ الھود)

حضرت نوح کا ایک بیٹا کفار میں شامل ہے طوفان شروع ہوتا ہے کشتی چلتی ہے بیٹا سامنے نظر آتا ہے آپ اس کو بلاتے ہیں مگر وہ کہتا ہے پہاڑ پر بھاگ کر بچ جاؤں گا آپ فرماتے ہیں ایسی آفت میں بجز اس کے جس پر خدا رحم کرے کوئی بچ نہیں سکتا یکایک ایک موج کا تھپیڑا بیٹے کو بہا لیجاتا ہے حضرت نوح محبت پدری کے جوش میں عرض کرتے ہیں الٰہی یہ میرا بیٹا ہے اور تیرا وعدہ نجات میرے اہل وعیال کے لئے سچا ہے جواب ملتا ہے بیٹا کیسا رشتہ کون پوچھتا ہے یہاں عمل صالح دیکھتے ہیں اور وہ اس کا اہل نہ تھا

اب آئندہ ایسی بات کہہ کر جاہل نہ بنا یہ عتاب سن کر حضرت نوح توبہ و استغفار فرماتے ہیں ۔

مذکورہ بالا واقعات سورہ ہود میں مذکور ہیں اور آخر آیات میں ایک دقیق نکتہ بیان ہوتا ہے جو ایراد قصص میں خاصہ کلام پاک ہے اس کی تشریح درج ذیل ہے ۔

نکتہ | داستان بابلی میں پیر نپشتیم کشتی سے اتر کر قربانی کرتا ہے دیوتا نازل ہوتے ہیں اور یوں کہتے ہیں، طوفان سے اب دنیا تباہ نہ کی جائے گی۔ درندوں، جانوروں اور وباؤں کے باعث انسان تباہ ہو جائیں مگر اب طوفان سے ہلاک نہ ہوں گے۔ توریت میں بھی اسی طرح مذکور ہے خداوند قربانی کی بو سے خوش ہو کر برکت دیتا ہے اور کہتا ہے "کوئی جاندار پانی کے طوفان سے ہلاک نہ ہوگا طوفان کا پانی پھر نہ ہوگا کہ سب جانداروں کو تباہ کرے اور قوس قزح بادل میں ہوگی اور میں اس پر نگاہ کروں گا تاکہ اس ہمیشہ کے عہد کو جو خدا کے اور زمین کے سب طرح کے جانداروں کے درمیان ہے یاد کروں

اجرام سماوی کے پوجنے والے قدیم اہل بابل دیوتاؤں کو قربانی سے خوش کر کے جو چاہیں وعدہ کرالیں۔ اسی طرح توریت کے خداوند کے کلام کو محرف کرنے والے یہودی جو چاہیں لکھ دیں لیکن وہ خدائے واحد جس نے حضرت نوح۔ موسیٰ اور محمدؐ پر بمصداق انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ یکساں وحی بھیجی جس کا وعدہ سچا اور جس کا قانون کبھی بدلتا نہیں قرآن پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے

قیل یا نوح اهبط بسلم منا و برکات	کہا گیا اے نوح ہمارے طرف سے سلامتی کے ساتھ اتر
علیک و علی امم ممن معک و امم	اور تجھ پر اور تیرے ساتھ والوں سے جو گروہ پیدا ہونگے ان پر
سنمتعهم ثم یمسهم منا عذاب الیم ۰	برکتوں کے ساتھ اور کچھ گروہ ایسے بھی ہونگے جنکو ہم مزہ لینے
(سورۂ ہود)	دینگے پھر انکو ہماری طرف سے تکلیف کا عذاب پہونچیگا۔

حضرت نوح اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے ان کو سلامتی سے اتار کر برکت دیجاتی ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہدیا جاتا ہے کہ جزائے اعمال کا قانون الٰہی بدلتا نہیں عذاب الیم کے

طوفان آتے ہی رہیں گے خواہ طوفان آب ہو یا طوفان باد یا آج کل کی جنگ عظیم یورپ میں طوفان نار جو بمبار ہوائی جہازوں اور آتش بار توپوں سے دنیا کو نمونۂ جہنم بنا رہا ہے۔

قرآن پاک کے یہی وہ دقیق نکات ہیں جو قصص کے بادلوں میں بجلی کی طرح چمکتے ہیں اور اسی سے ختم سورہ پر ارشاد ہوتا ہے تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك کہا جاتا ہے کہ قرآن نے توریت وانجیل کے قصص نقل کر دئے ہیں مخالفین جو چاہیں کہیں لیکن وہ کلمہ گو جو ان مخالفین کے ہم نوا ہیں کاش آنکھیں کھولیں اور قصص الحق کا جلوہ دیکھیں۔

داستانِ خلت

عالم مادی میں جس طرح کشمکش حیات کے مدارج ارتقا میں انتخاب طبعی کا ایک کلیہ تسلیم کیا جاتا ہے اسی طرح عالم غیب میں جس کا آغاز ایتھر اور الکٹران کی پوشیدہ قوتوں سے شروع ہوتا ہے عروج روحانیت میں عمل اصطفےٰ کا جلوہ نظر آتا ہے اور اشرف المخلوقات میں سے وہ بزرگ ہستیاں چن لی جاتی ہیں جو حقیقتاً اشرف واعلیٰ ہوتے ہیں یہی مطلب ہے ان آیات پاک کا

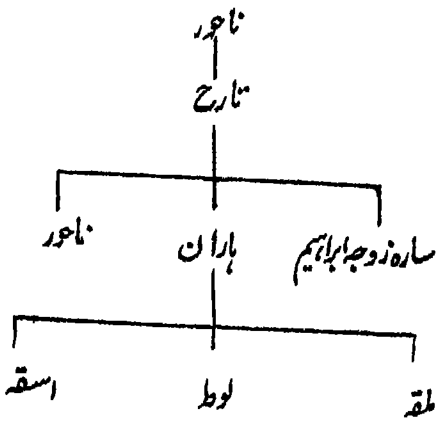
ان اللہ اصطفےٰ ادم ونوحًا وال	اللہ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم
ابراھیم وال عمران علے العالمین	کے کنبے کو اور عمران کی آل کو عالموں
ذریتہ بعضھا من بعض۔ "آل عمران"	کے اوپر

حضرت آدم جس طرح ابوالبشر ہیں حضرت نوح جس طرح نسل انسانی کی کشتی تمدن کے ناخدائے اول ہیں اسی طرح حضرت ابراہیم ابوالانبیاء ہیں موجودہ دنیا کی دو تہائی آبادی میں یہود و نصاریٰ اور مسلمان شامل ہیں ان سب کے ہادیان کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم ہیں آپ کے فرزند اکبر

حضرت اسماعیل کی نسل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بیٹے حضرت اسحٰق کی نسل میں حضرت موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان وعیسیٰ علیہم السلام ہیں جن کے حالات قدیم صحف سماوی میں مندرج تھے لیکن ان میں سے بہت سے تو دست بروز مانہ سے ضایع ہو گئے اور جو موجود ہیں ان میں افسوسناک تحریفیں ہیں جن کو علمائے یورپ بھی اب تسلیم کرتے ہیں

<u>کتب عہد عتیق پر ایک نظر</u> مثلاً عہد نامہ موسیٰ وجنگ نامہ خداوندان کا صرف حوالہ موجودہ عہد عتیق کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور جو اب تک موجود ہیں ان میں سے بعض کو جنکی تعداد ۳۹ ہے یہود و نصاریٰ تورات یا عہد عتیق کے نام سے مانتے ہیں اور بعض کو اپوکریفہ یعنی موضوعات کہتے ہیں ان میں ۳۵ کتابیں۔ مثلاً صحیفہ آدم و حوا۔ صحیفہ اول و دوم ادریس۔ صحائف سبعہ شیث۔ کتاب جوبلی مشاہدات موسیٰ۔ اسرار معراج موسیٰ۔ سفر تکوین صغیر۔ زبور سلیمان۔ دانائی سلیمان۔ کتاب اول و دوم وسوم مکابیان وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ۳۵ کتابیں عہد عتیق کے یونانی ترجمہ میں جو نسخہ سبعینہ کہلاتا ہے موجود ہیں اور اب تک یونانی اور رومی کلیسا ان کو مانتے ہیں اور بعض کی تلاوت کرتے ہیں لیکن پراٹسٹنٹ فرقے جس میں انگریز اور جرمن شامل ہیں ان کا منکر ہے اور مروجہ عہد عتیق سے ان کو خارج کرتا ہے اس مروجہ عہدِ عتیق میں حضرت ابراہیم کے حالات سفر تکوین میں خذف و اضافہ کے ساتھ مختصراً درج ہیں۔ قرآن مجید میں واقعات ابراہیمی نسخہ سبعیہ سے ملتے جلتے ہیں۔ مثلاً آپ کا مناظرہ اور اجرام سماوی سے استدلال جو سورۂ انعام میں مذکور ہے کتاب جوبلی میں بجنسہ درج ہے حالانکہ مروجہ عہد عتیق کے سفر تکوین میں محذوف ہے۔ اس سفر تکوین کے متعلق مستشرقین یورپ اب تسلیم کرتے ہیں کہ وہ دو مختلف ماخذوں ابوہیمی اور یہوی سے مرتب ہوا ہے اس وجہ سے اس کی روایات میں باہمی اختلاف اور تخلیط ہے مثلاً اس کے گیارھویں باب میں حضرت لوط ابن ہاران حضرت ابراہیم کے بھتیجے لکھے ہیں لیکن باب ۱۳،۱۴ میں ابراہیم ان کو دو جگہ اپنا بھائی کہتے ہیں اسی طرح بارہویں باب میں مصر جاتے وقت حضرت ابراہیم اپنی بیوی کا

سارہ سے کہتے ہیں کہ تو خوبصورت ہے مصری مجھے دیکھ کر مار ڈالیں گے اور تجھے فرعون کے پاس لے جائیں گے اس لئے کہدینا میں اس کی بہن ہوں پھر ملک شام کے بادشاہ کے ساتھ بھی جب ایسا ہی واقعہ پھر پیش آیا تو باب ۲۰ میں لکھا ہے کہ ابراہیم نے بادشاہ سے کہا کہ واقعی میری بہن ہے میرے باپ کی بیٹی مگر میری ماں کی بیٹی نہیں۔ باوجود اس اقرار کے گیارہویں باب میں جہاں آپ کا خاندانی شجرہ یوں درج ہے۔



سارہ کو ابراہیم کی بیوی لکھا ہے مگر ان کے والد کا نام حذف ہے ان حالات میں سفر تکوین کی ایسی بے جوڑ باتوں کو کون مان سکتا ہے پادری ٹامسن اپنی کتاب "ہسٹری آف انگلش بائبل" صفحہ ۱۴ مین لکھتے ہیں احبار نے اٹھارہ مقامات میں تورات کو بدل دیا ہے جو تصحیحات احبار کے نام سے مشہور ہین اور عبرانی بائبل میں نقل ہوتے ہیں مثلاً سفر تکوین کے باب ۱۸ میں اصل عبرانی مین یوں لکھا ہے خدا ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا لیکن چونکہ یہ خدا کی شان کے خلاف سمجھا گیا اسلئے احبار نے یوں لکھا "اور ابراہیم یہودی کے سامنے کھڑا ہوا" اسی طرح قاضیان باب ۱۸ آیت ۳۰ مین یونتن کو جو مرتد ہو کر قوم دان کا کاہن بنا منسی کا پوتا لکھدیا حالانکہ وہ حضرت موسیٰ کا پوتا تھا۔

اس لئے کہ اس میں موسیٰ کی ذلت سمجھی گئی۔

یہود کے احبار اٹھارہ یا اس سے زیادہ جتنی چاہیں تصیحات کریں لیکن افسوس ہمارے مفسرین نے انھیں کے نوشتوں پر اعتبار کیا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا باپ اصنام پرست آزر ہے لیکن مفسرین احبار کی پیروی میں صاحب ایمان تارح لکھتے ہیں حالانکہ مورخ یوسی بیوس (ولادت ۲۶۴ء) اپنی مشہور تاریخ کلیسا میں جس کا ترجمہ پادری کروس نے کیا ہے اس کا نام آثر لکھا ہے جو آزر سے مشابہ ہے اور آج تک پارسیوں میں آدر نام رکھتے ہیں پھر توریت کے سفر یوشع ۲۴/۲ میں صاف لکھا ہے۔

"خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تمھارے باپ دادا نے تارح ابرہام کا باپ اور ناحور کا باپ قدیم زمانے میں ندی کے پار رہتے تھے اور وہ غیر معبودوں کی بندگی کرتے تھے"

آگ میں ڈالے جانے کی داستان | عہد عتیق کتاب دانیال باب ۳ میں لکھا ہے کہ بخت نصر شاہ بابل نے سونے کا ایک بت نصب کیا اور دربار عام میں حکم دیا کہ جس وقت باجے بجائے جائیں سب لوگ اس بت کو سجدہ کریں اور جو ایسا نہ کریں گے وہ جلتی ہوئی آگ کی بھٹی میں ڈالے جائینگے چنانچہ حاضرین نے تعمیل کی لیکن اس کے تین یہودی افسروں نے سجدہ نہیں کیا تب لوگوں نے بادشاہ سے شکایت کی اس نے ان کو اپنے سامنے طلب کیا مگر انھوں نے پھر بھی انکار کیا تب ان کو باندھ کر جلتی ہوئی بھٹی میں جس کو سات گناہ زیادہ تیز کیا تھا ڈال دیا مگر ڈالنے والے ٹھہر گئے ہوئے شعلہ سے جل گئے لیکن وہ تینوں یہودی افسر خود بخود آزاد ہو کر آگ میں ٹہلنے لگے اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ بھی چلتا ہوا نظر آیا تب بادشاہ گھبرا کر بھٹی کے پاس آیا اور ان کو پکارا وہ صحیح وسالم باہر نکل آئے اور ان کے کپڑوں اور جسموں پر آگ کا مطلق اثر نہ تھا۔

یہ وہ قصہ ہے جو اگرچہ سفر تکوین سے محذوف ہے لیکن سفر حی لیثار اور تکوین ربا میں حضرت

ابراہیم کے طرف بعہد شاہ نمرود منسوب کیا گیا ہے اور مشرقی کلیسا کے پیرو آج تک ۲۵ رجنوری کو یوم نجات بطور یادگار مناتے ہیں مسلمانوں میں یہ قصہ اموی دور میں مشہور ہوا اور تمام تر اسرائیلیات کی نقل ہے جو تفاسیر میں آج تک درج کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن مجید میں یہ ذکر کچھ اور ہی رنگ میں نظر آتا ہے سورہ انبیاء۔ سورہ عنکبوت بسورہ والصفت اور مریم جن میں یہ ذکر ہے ان کی آیات جمع کر کے ایک ساتھ پڑھو اصل قصہ سمجھ میں آتا ہے۔

قال الله عزوجل۔ ولقد اتینا	اور ہم نے ابراہیم کو اس سے پہلے دانائی عطا فرمائی
ابراهیم رشده وکنا به عالمین	اور ہم اس کا حال جانتے تھے جب اس نے اپنے
اذ قال لابیه وقومه ماهذه التماثیل	باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیں جن پر تم جمع
التی انتم لها عاکفون۔ قالوا	بیٹھے ہو کیا چیز ہیں وہ کہنے لگے ہم نے تو اپنے باپ
وجدنا اباءنا لها عابدین ط	دادوں کو انھیں کی پوجا کرتے پایا۔ ابراہیم نے کہا
قال لقد کنتم انتم واباءکم	تم اور تمھارے باپ دادا کھلی گمراہی میں تھے اور
فی ضلل مبین ۔ قالوا اجئتنا	وہ کہنے لگے کیا تم سچ مچ ہم سے کہتا ہے یا دل لگی
بالحق ام انت من اللعبین ط	کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمھارا خدا وہ ہے جو
قال بل ربکم رب السموات و	آسمان و زمین کا مالک ہے جس نے ان کو پیدا
الارض الذی فطرهن وانا علی	کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ اور
ذالکم من الشهدین۔ وتالله لاکیدن	خدا کی قسم جب تم پیٹھ موڑ کر چل دو گے تو میں تمہارے
اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین	بتوں سے ضرور ایک چال چلوں گا۔ پھر ابراہیم
فجعلهم جذاذا الا کبیرا لهم لعلهم	نے ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر ان کے بڑے
الیه یرجعون ۔ قالوا من فعل	بت کو (چھوڑ دیا) اس لئے کہ وہ اس کی طرف

هٰذا بالهتنا انه لمن الظالمين
قالوا سمعنا فتى يذكرهم يقال له
ابراهيم، قالوا فأتوا به على اعين
الناس لعلهم يشهدون، قالوا
أأنت فعلت هٰذا بالهتنا يا
ابراهيم قال بل فعله كبيرهم
هٰذا فسئلوهم ان كانوا ينطقون
فرجعوا الى انفسهم فقالوا
انكم انتم الظلمون ۝ ثم نكسوا على
رؤسهم لقد علمت ما هٰؤلاء
ينطقون - قال افتعبدون من
دون الله ما لا ينفعكم شيئا ولا
يضركم اف لكم ولما تعبدون
من دون الله افلا تعقلون ط
قالوا حرقوه وانصروا الهتكم
ان كنتم فعلين - قلنا ينار
كوني بردا وسلاما على ابراهيم
واراد وا به كيدا فجعلنا هم
الاخسرين - ونجينه ولوطا

رجوع ہو کر کہنے لگے ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ
کس نے یہ کیا۔ بیشک وہ ظالم ہے ان میں سے
ایک نے کہا ہم نے ایک نوجوان سے جسے ابراہیم
کہتے سنا ان کا ذکر کر رہا تھا۔ کہنے لگے اس نوجوان
کو سب کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ گواہ ہو جائیں
انھوں نے پوچھا ابراہیم کیا تو نے ہمارے دیوتاؤں
کے ساتھ ایسا کیا ہے ابراہیم نے کہا کہ نہیں یہ
کام ان میں کے بڑے نے کیا ہے اگر وہ بولتے ہوں
تو ان سے پوچھ دیکھو۔ آخر وہ لوگ اپنے دالوں میں
سوچے اور کہنے لگے تم خود ظالم ہو پھر اپنے سروں
پر اوندھے ہو گئے، تو تو جانتا ہے کہ یہ بات نہیں
کر سکتے ابراہیم نے کہا کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں
کو پوجتے ہو جو نہ کچھ تمہارا بھلا کر سکتے ہیں نہ برا اُف
ہے تم پر اور ان چیزوں پر جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے
ہو، کیا تم کو عقل نہیں۔ کہنے لگے اگر تم کچھ کرنا چاہتے
ہو تو ابراہیم کو جلا دو اور مدد کرو اپنے معبودوں کی۔
ہم نے آگ سے کہا آگ ابراہیم پر ٹھنڈک اور آرام
ہو جا۔ انھوں نے ابراہیم کو ستانا چاہا ہم نے انھیں
کو تباہ کیا اور ہم نے ابراہیم اور لوط کو نجات دے کر

الی الارض التی بارکنا فیھا للعالمین۔ "سورۂ انبیاء"	اس سرزمین میں پہونچایا جس میں ہم نے سارے جہاں کے لئے برکت رکھی ہے۔
وابراھیم اذ قال لقومہ اعبدوا اللہ واتقوہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ فانجہ اللہ من النار ان فی ذلک لایت لقوم یومنون۔ "العنکبوت"	اور ابراہیم کو (بھی بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا، اللہ تعالیٰ کو پوجو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے پھر ابراہیم کی قوم نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ یہی کہا کہ اس کو مار ڈالو یا جلادو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے بچا دیا بیشک اس میں ایمان دار لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔
اذ قال لابیہ وقومہ ماذا تعبدون ائفکا الھۃ دون اللہ تریدون فما ظنکم برب العالمین فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم فتولوا عنہ مدبرین فراغ الی الھتہم فقال الا تاکلون ما لکم لا تنطقون فراغ علیہم ضربا بالیمین۔ فاقبلوا الیہ یزفون قال اتعبدون ما تنحتون و واللہ خلقکم و ما تعملون۔ قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیم	جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تم کن چیزوں کو پوجتے ہو کیا اللہ کو چھوڑ کر تم ان جھوٹے خداؤں کے پیچھے لگے ہو تم نے خدا کو جو سارے جہاں کا مالک ہے کیا سمجھ رکھا ہے اس نے ستاروں کو ایک بار دیکھا پھر کہنے لگا میں بیمار ہوں وہ اس کو چھوڑ کر پیٹھ موڑ کر چلائے تو ابراہیم چپکے سے ان کے بتوں میں جا گھسا اور کہنے لگا تم کھاتے کیوں نہیں تم کو کیا ہوا ہے بولتے کیوں نہیں۔ پھر ان پر پل پڑا اور داہنے ہاتھ سے مارنے لگا لوگ دوڑے ہوئے اس کے پاس پہنچے ابراہیم نے کہا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم تراشتے ہو حالانکہ تم کو اور جن چیزوں کو تم بناتے ہو

فارادوا به كيدًا فجعلناهم الاسفلين۔

اللہ نے پیدا کیا ہے وہ لوگ کہنے لگے ابراہیم کے لئے ایک عمارت بناؤ، پھر اس کو دہکتی آگ میں ڈال دو۔ غرض انھوں نے ابراہیم پر داؤں چلانا چاہا۔ ہم نے انھیں کو نیچا دکھایا۔

"والصّٰفّٰت"

اذ قال لابيه يٰابت لم تعبد مالا يسمع ولا يبصر ولا يغنى عنك شيا۔ يٰابت انى قد جاءنى من العلم مالم ياتك فاتبعنى اهدك صراطًا سويا۔ يٰابت لا تعبد الشيطن ان الشيطن كان للرحمٰن عصيا۔ يٰابت انى اخاف ان يمسك عذاب من الرحمن فتكون للشيطن وليا۔ قال اراغب انت عن الهتى يا براهيم۔ لئن لم تنته لارجمنك واهجرنى مليا۔ قال سلام عليك ساستغفر لك ربى انه كان بى حفيا۔

جب اس نے اپنے باپ سے کہا باوا تو اس کو کیوں پوجتا ہے جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تیرے کچھ کام آسکتا ہے۔ باوا مجھ کو وہ علم آچکا ہے جو تجھ کو نہیں آیا۔ تو میرے کہنے پر چل میں تجھ کو سیدھا راستہ بتا دوں گا۔ باوا شیطان کو مت پوج۔ کیوں شیطان خدا کا مخالف ہے۔ باوا میں ڈرتا ہوں کہیں خدا کی طرف سے عذاب تجھ کو نہ لگ جائے پھر تو شیطان کا رفیق بن جاوے۔ کہا (اس کے باپ نے) ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھر بیٹھنے والا ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھ کو سنگسار کروں گا۔ اور ایک مدت تک مجھ سے دور رہ ابراہیم نے کہا تو سلامت رہے میں تیرے لئے پروردگار سے بخشش چاہوں گا۔ کیونکہ وہ مجھ پر مہربان ہے

"سورۂ مریم"

حضرت ابراہیم سن رشد کو پہونچتے ہی اپنے باپ اور قوم کو تماثیل پرستی کی برائیاں سمجھانے

ہیں پھر ایک تیوہار کے لئے جب لوگ باہر نکلتے ہیں اور حضرت ابراہیم پیچھے ٹھہر جاتے ہیں صنم خانہ خالی ملتا ہے۔آپ اصنام کو توڑ دیتے ہیں لوگ جب واپس آکر یہ حالت دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں ہو نہ ہو یہ اس جوان کی حرکت ہے جسے ابراہیم کہتے ہیں اچھا اس کے اظہار سے لئے جائیں۔آپ سے بازپرس ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں اب تم ہی بتاؤ تمھاری ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتیں جو نہ بولیں نہ کھائیں نہ پیئں نہ فائدہ پہونچائیں نہ نقصان ان کی پوجا سے کیا فائدہ یہ الزامی مسکت جواب سنکر قوم جھنجھلاتی ہے مجمع سے آوازیں بلند ہوتی ہیں اس کو قتل کردو (العنکبوت) دیوتاؤں کی خاطر اسے آگ میں جھونک دو (العنکبوت) دیوار چن کراس کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ڈال دو (والصٰفٰت) غرضکہ جتنے منھ اتنی انتقام کی تدبیریں مگر خدا کی قدرت دیکھو فتنہ کی آگ بھڑک تو اٹھی مگر سرد ہو گئی یعنی اسوقت عملی کارروائی شروع نہیں ہونے پائی۔ گھر پر حضرت اپنے باپ کو پھر ایک مرتبہ توحید کی خوبیاں سمجھاتے ہیں۔لیکن وہ کہتا ہے ابراہیم تو نے ہمارے دیوتاؤں سے منھ موڑ لیا ہے اگر باز نہیں آئیگا تو یاد رکھ تجھ کو میں خود ہی سنگسار کردوں گا اور ساتھ ہی الفت پدری کا جوش منھ سے کہلاتا ہے واھجرنی ملیا (سورہ مریم) شاید جلا وطنی کے مصائب اٹھاکر بیٹا سیدھا ہو جائے اور قوم کی آتش غضب سے بچ جائے لیکن سعید ازلی بیٹا اپنے باپ کا اگرچہ وہ کافر تھا۔ ادب ملحوظ رکھتے ہوئے نرمی سے جواب دیتا ہے سلام علیک میں رخصت ہوتا ہوں اور آپ اپنے مہربان خدائے واحد سے تیری بخشش چاہوں گا اس طور سے قبل اس کے کہ قتل یا حرق کی نوبت آئے۔ حضرت اپنے باپ کے گھر سے نکل کر راہ خدا میں محض اس کی رضا کے لئے مہاجرت اختیار فرماتے ہیں ٹھیک اسیطرح جیسے حضرت رسول خدا صلعم کا مکان کفار گھیر لیتے ہیں اور قتل کی تدبیریں ہوتی ہیں۔ مگر آپ اسی حالت میں مدینہ کی طرف ہجرت فرماتے ہیں۔ دونوں جگہ کفار کے مکروکید کا پانسہ پلٹ گیا اور خدا کا خلیل اور حبیب رب العالمین دونوں آتش فتنہ اور نار فساد سے صحیح وسالم نکل آئے۔

اسرائیلیات اور روایت پرستی کی تاریکیوں سے نکل کر نورِ فراست کی روشنی میں مذکورہ بالا آیات قرآنی کو ایک جا پڑھو اور غور کرو واقعات کی تصویر سامنے آجاتی ہے نفسیات کے لطیف پہلو نمایاں ہو جاتے ہیں اور حقیقت کے آبدار موتی اعجوبہ پرستی کے دریا سے نکل آتے ہیں۔ ولقد یسّرنا القران للذکر فھل من مدکر۔ قرآن پاک کے مہاجر اول ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ذکر سنا اب توریت سفر تکوین کے ابراہام کا قصہ بھی اس ضمن میں سن لو۔

توریت کا ابرہام | ستّر برس کی عمر میں تارح سے ابرام پیدا ہوتے ہیں تارح اپنے بیٹے ابرام اور بہو سارہ کو اور اپنے پوتے لوط کو لے کر اپنے وطن اُور کلدان سے کنعان کو جاتے ہیں مگر کوئی وجہ درج نہیں ہے شاید بدویانہ شوق بادیہ گردی ہو۔ خیر۔ قافلہ روانہ ہو کر حران میں مقیم ہوتا ہے جہاں تارح کا انتقال دو سو پانچ برس کی عمر میں ہوتا ہے (باب ۱۱) اس کے بعد ہی دوسرے باب ۱۲ میں خداوند ابرام سے جب ان کی عمر ۷۵ برس کی ہوتی ہے یوں کہتا ہے اپنے وطن اپنے عزیزوں اور اپنے باپ کے گھر سے اس سرزمین کی طرف جا جسے میں تجھے دکھاؤں گا اور تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا چنانچہ آپ اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے لوط اور مال و متاع اور اپنے خانہ زادوں کو لے کر کنعان چلے جاتے ہیں اور بوڑھے باپ کا جس کی عمر اس وقت ۱۴۵ کی تھی کچھ ذکر نہیں کہ اس بیچارے کو کیوں چھوڑ دیا اور چونکہ تارح کا انتقال ۲۰۵ برس کی عمر میں ہوا اس لئے ساٹھ برس تک اس کی خبر نہ لی۔

مشاہداتِ خلیل

درختوں سے پھلوں کا گرنا سبھی دیکھتے ہیں مگر یہ نیوٹن کا دماغ تھا کہ اس نے ایک مرتبہ باغ میں ایک سیب کو گرتے دیکھ کر کشش کا قانون دریافت کر لیا۔ بوڑھوں کا لاٹھی ٹیکتے

ہوئے بازاروں میں چلنا اور مردوں کی لاشوں کا لے جانا سبھی دیکھتے ہیں لیکن یہ گوتم کے دیدہ عبرت بین تھے جن سے وہ دردناک نظاروں سے ایسا متاثر ہوا کہ ترک علائق کر کے ریاضات شاقہ کے بعد نروآن کی فلسفیانہ راہ نجات کی تعلیم دی۔

نظارہ اجرام سماوی | تاروں کا نکلنا اور پھر غائب ہو جانا، چاند کا نکلنا اور پھر چھپ جانا، آفتاب کا طلوع ہونا اور پھر غروب ہو جانا سبھی دیکھتے ہیں لیکن یہ بت تراش آزر کے نور نظر ابراہیم کی نگاہ دور بین تھی جس نے اجرام سماوی کی بدلتی ہوئی حالتوں سے ایک لازوال اور قایم رہنے والے "معشوق" کی جھلک آسمان کے "پردہ زنگاری" سے دیکھ کر لا احب الافلین کا نعرہ مارا اور توحید کی شمع اس طور سے روشن کی کہ اس کی لَو سے ستاروں کی طرح بے شمار شمعیں روشن ہو گئیں اور قیامت تک روشن رہیں گی۔

ملکوت السموات کا یہ مشاہدہ سورہ انعام میں یوں مذکور ہے۔

فلما جن علیہ اللیل رأ کوکبًا	جب رات کی تاریکی اس پر چھا گئی اس نے ایک
قال ھذا ربی فلما افل قال	تارا دیکھا اور کہنے لگا یہ میرا مالک ہے جب وہ
لا احب الافلین ۔ فلما رأ	تارا ڈوب گیا تو کہنے لگا ڈوبنے والوں کو میں
القمر بازغًا قال ھذا ربی فلما	پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا جگمگاتا
افل قال لئن لم یھدنی ربی	ہوا کہنے لگا یہ میرا مالک ہے جب وہ (بھی)
لاکونن من القوم الضالین۔	ڈوب گیا تو کہنے لگا اگر میرا مالک مجھ کو راہ راست
فلما رای الشمس بازغۃ قال	پر نہ لگائے گا تو میں بھی ضرور گمراہ لوگوں
ھذا ربی ھذا اکبر فلما افلت	میں ہو جاؤں گا۔ پھر جب سورج کو دیکھا
قال یقوم انی بریٔ مما تشرکون	جھلکتا ہوا کہنے لگا یہ میرا مالک ہے یہ سب سے بڑا

انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ "سورۂ انعام"

ہے پھر جب وہ (بجلی) ڈوب گیا تو کہنے لگا بھائیوں میں تو ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کو تم شریک مانتے ہو میں نے تو اپنا منھ اسی کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کیا ہے اور میں مشرک نہیں ہوں۔

اگرچہ مروجہ عہد عتیق کے سفر تکوین میں یہ مشاہدہ مذکور نہیں ہے لیکن یونانی ترجمہ نسخہ سبعینہ کی کتاب جو بلی میں بجنسہ موجود ہے کیا عجیب بات ہے کہ نظارہ اجرام سماوی کا معنی خیز واقعہ مروجہ تورات سے خارج ہے لیکن "قربانی سوختنی" جس کا یہود میں حضرت ابراہیم کے سیکڑوں برس بعد رواج ہوا اس کا قصہ یوں درج ہے۔

قصہ طیور ابراہیم نے خداوند سے کہا کہ کیوں کر جانوں کہ میں اس ملک کا وارث ہوں گا جواب ملا تین برس کی ایک بچھیا اور تین برس کی ایک بکری اور تین برس کا ایک مینڈھا اور ایک قمری اور ایک کبوتر کا بچہ میرے واسطے لا۔ اور اس نے اس کے واسطے یہ سب لیا اور ان کو بیچ سے دو ٹکڑے کیا اور ہر ایک ٹکڑا اس کے دوسرے ٹکڑے کے مقابل رکھا مگر پرندوں کے ٹکڑے نہ کئے تب شکاری پرندے ان لاشوں پر اترے پر ابرام انھیں ہانکا کیا..... اور ایسا ہوا کہ جب سورج ڈوبا اور اندھیرا ہو گیا تو ایک تنور جس سے دھواں اٹھتا تھا اور ایک جلتی مشعل ان ٹکڑوں کے بیچ سے گذری اس دن خدا نے ابرام سے عہد کر کے کہا کہ میں تیری اولاد کو یہ ملک دوں گا (سفر تکوین باب ۱۵)

اب دیکھو قرآن مجید کس طرح اصلیت سے پردہ اٹھاتا ہے مگر پہلے اس تمہید کو سمجھ لو۔ حضرت ابراہیم دو ہزار سال قبل مسیح اپنے وطن اور کلدانیان سے راہ خدا میں ہجرت

کر کے ملک شام میں مقیم ہوتے ہیں اور مصر بھی تشریف لے جاتے ہیں جیسا کہ سفر تکوین میں مذکور ہے اس زمانہ کے مصریوں میں حیات بعد الموت کا عقیدہ عجیب طور سے پھیلا تھا وہ اپنے مردوں کی لاشوں کو عجیب و غریب طریقہ سے جس کی تشریح درج ذیل ہے اس طرح محفوظ کرتے تھے کہ آج تک اہرام مصر کے گورستانوں سے بجنسہ یہ لاشیں جن کو ممی کہتے ہیں ہزاروں سال بعد نکلتی ہیں۔

ممی بنانے کا طریقہ | آلات و ادویہ کے ذریعہ سے مشاق مصری مُردوں کے دماغ کو پہلے ناک کے راستہ سے خارج کر لیتے تھے اور پھر پتھر کے ایک چھرے سے جسم کے ایک جانب شگاف دے کر دل۔ جگر۔ پھیپھڑا اور آنتیں نکال لیتے تھے اور خوب صاف کر کے شراب میں بھگو کر خوشبو سے معطر کرتے تھے پھر گوشت کو ادویہ کے ذریعہ سے تحلیل کر دیتے تھے اور جسم کو خشک کر کے خوشبو دار ادویہ بھر کر سی دیتے تھے پھر ستر دن تک ایک دوا میں چھپا دیتے تھے جس کے بعد غسل دے کر دھجیوں سے جن کو ایک قسم کے گوند میں تر کر لیتے تھے جسم اچھی طرح لپیٹ دیتے تھے پھر ایک تابوت میں رکھ کر بند کر دیتے تھے اور اس پر دیوتاؤں کی شکلیں بناتے تھے اور دعائیں لکھ دیتے تھے اور ڈھکنے پر مردہ کا چہرہ نقش کر دیتے تھے۔ دل۔ جگر۔ پھیپھڑا اور آنتیں جنکو پہلے سے نکال لیا تھا ان کو الگ الگ چار گھڑوں میں رکھتے تھے ہر ہر گھڑے پر ایک ایک موکل پرندہ کا نقش ہوتا تھا ایک کا سر بشکل انسان دوسرے کا بشکل سگ۔ تیسرے کا بشکل شغال اور چوتھے کا بشکل باز۔ یہ چاروں موکل جنکو آخا کہتے تھے گھڑے لئے ہوئے ایک صندوق کے اندر قبر میں رکھ دئے جاتے تھے قدیم مصریوں کا عقیدہ تھا کہ اس طور سے اگر جسم محفوظ کر لیا جائے تو روح جس کو وہ آبا کہتے تھے (سفید الو کے شکل کی چڑیا) چین سے رہتی تھی اور پھر حلول کرتی تھی اور اسائرس دیوتا کی بہشت میں مزے سے رہتی تھی۔ یہ دیوتا روحوں کا بادشاہ ہے (جیسے

ہنود میں یم راج اس کے ایک دشمن نے اس کے چودہ ٹکڑے کروالے تھے مگر اس کی دیوی آئسس نے سب سے پہلے لاش کو مذکورہ بالا طریقہ سے محفوظ کرلیا تب وہ اپنے بیٹے ہورس کی مدد سے زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا اور اب مُردوں کی روحیں اس کے حضور میں پیش ہوتی ہیں اور اپنے محفوظ جسموں سے تعلق رکھتی ہیں۔

مذکورہ بالا تمہید کو خاصکر چار موکل پرندکو پیش نظر رکھ کر اب سنو کہ حضرت ابراہیم نے جس طرح اپنے وطن میں نظارہ اجرام سماوی سے اپنی ستارہ پرست قوم کو توحید کی تلقین کی تھی مصریوں کی ان عجیب وغریب ممی اور ان کے متعلق عقائد سے متاثر ہو کر خداوند سے یوں دُعا فرمائی۔

واذ قال ابراهيم رب ارنی کیف	اور جب ابراہیم نے کہا پروردگار مجھ کو دکھادے
تحیی الموتی قال او لم تومن	کیوں کر مردوں کو جلائے گا فرمایا کہ تجھ کو یقین
قال بلی ولکن لیطمئن قلبی-	نہیں ہے۔ ابراہیم نے کہا کیوں نہیں لیکن
قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن	اس لئے کہ میرے دل کو تسلی ہو جائے فرمایا تو
الیك ثم اجعل علی کل جبل	اچھا چار پرندے لے پھر ان کو اپنے ساتھ
منهن جزءً ثم ادعهن یاتینك سعیا	ملالے پھر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھدے
واعلم ان الله عزیز حکیم۔	پھر ان کو بلا وہ لپکتے ہوئے تیرے پاس آجائینگے
"سورۃ البقرۃ"	اور یہ جان لے کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے

حکم ہوتا ہے چار چڑیاں لو اور ان کو اپنے سے مانوس کرلو (یعنی ہلالو) پھر پہاڑ پر الگ الگ ان کو چھوڑ آؤ پھر ان کو بلاؤ دیکھو وہ تم سے ہلی ہوئی چڑیاں مختلف مقامات کوہ سے اڑتی ہوئی جلدی سے تمہارے پاس پہونچ جائیں گی اس مثال سے حضرت ابراہیم کے قلب

سلیم کو اطمینان ہو جاتا ہے اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ روحوں کی چڑیاں بھی اسی طرح اپنے مالک سے جو ان کو حقیقی طور پر دانہ پانی دیتا ہے ہلی ہوتی ہیں اور خواہ وہ جسم خاکی میں ہوں یا عالم بالا میں وہ انھیں جب بلائے شوق کے پروں سے اڑتی ہوئی اس کے پاس چلی آتی ہیں۔ واقعی ایسے پاکیزہ قلوب جو قیل وقال اور توہمات سے محفوظ ہوتے ہیں انکی طمانیت خاطر کے لئے ایک ادنیٰ سا اشارہ کافی ہوتا ہے لیکن روایات یہود کا برا ہو جن کی بنا پر ہماری تفاسیر میں بالعموم قصہ طیور رمی لاشوں سے بھی زیادہ عجیب نظر آتا ہے حضرت ابراہیم چار چڑیاں لے کر ان کو ذبح کرتے ہیں پھر سب کو ایک میں ملا کر ان کے ٹکڑے پہاڑ پر الگ الگ رکھ آتے ہیں۔ اب ان کو پکارتے ہیں ہر ٹکڑا ادھر ادھر سے اڑتا ہوا آتا ہے اور لوٹ پوٹ کر پھر چاروں چڑیاں زندہ ہو جاتی ہیں اور حضرت ابراہیم کو مردوں کے جی اٹھنے کا یقین آجاتا ہے! سبحان اللہ یہ وہی سفر تکوین کی قربانی سوختنی کے قصہ سے ملتی جلتی داستان ہے مگر اس پر غور نہیں کیا گیا کہ توریت میں حضرت ابراہیم نے چوپایوں کو ٹکڑے کیا تھا چڑیوں کو ٹکڑے نہیں کیا تھا۔ اصل یہ ہے کہ آیت قرآنی فصرھن الیک کے معنی حضرت ابن عباس سے قطعھن یعنی ٹکڑے کر لے لیکن عبیدہ سے جمعھن یعنی جمع کرنے کے مروی ہیں اس لئے اکثر مفسرین نے اسرائیلیات کی دھن میں ٹکڑے والا قصہ درج کر دیا اور وہی مقبول عام ہو گیا ور نہ محققین نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے اور شاہ ولی اللہ نے بھی اپنے ترجمہ فارسی میں "بہم آر مہ را" لکھا ہے۔ امام رازی اپنی تفسیر میں ابو مسلم اصفہانی کا قول یوں نقل کرتے ہیں۔ والمراد بصرھن الیک الامالۃ والتمرین علی الاجابۃ یعنی اپنی طرف جھکانا اور ان کو جواب دینے کا خوگر بنانا۔ اسی لئے شاہ عبدالقادر دہلوی نے اپنے ترجمہ میں چڑیوں کو ہلانا لکھا ہے اور یہی درست ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ مولوی نذیر احمد جو عجوبہ پرستی کی ہنسی اڑاتے تھے خود بھی اعجوبہ پرست بن گئے اور اپنے ترجمہ قرآن میں "بوٹی بوٹی کر ڈال" لکھ دیا

ذبح عظیم | یہود کی قربانی سوختنی کا ایک اور قصہ سنو -

"خدا نے ابرآہام کو آزمایا اور کہا اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے اسحٰق کو لے اور زمین موریاہ میں جا اور اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے لئے چڑھا تب ابراہام نور کے تڑکے اٹھا اور اپنے گدھے پر چار جامہ کسا اور اپنے ساتھ دو جوان اور اپنے بیٹے اسحٰق کو لیا اور سوختنی قربانی کی لکڑیاں چیریں اور اٹھ کر اس جگہ جس کی بابت خدا نے اس کو فرمایا تھا چلا- تیسرے دن جب ابراہام نے اپنی آنکھ اٹھا کے اس جگہ کو دور سے دیکھا تب ابراہام نے اپنے نوجوانوں سے کہا تم یہاں گدھے کے پاس رہو میں اس لڑکے کے ساتھ وہاں جاؤں گا اور سجدہ کر کے پھر تمھارے پاس آؤں گا اور ابراہام نے سوختنی قربانی کی لکڑیاں لے کے اپنے بیٹے اسحٰق پر رکھیں اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ میں لی اور دونوں ساتھ ساتھ چلے تب اسحٰق نے ابراہام سے کہا کہ دیکھ آگ اور لکڑیاں تو ہیں پر سوختنی قربانی کے لئے برہ کہاں- ابراہام نے کہا اے بیٹے خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برّہ کی تدبیر کرے گا سو وہ دونوں ساتھ ساتھ چلے اور اس مقام پر جس کی بابت خدا نے اس سے کہا تھا پہنچے تو ابراہام نے وہاں قربان گاہ بنا لی اور لکڑیاں چنیں اور اپنے بیٹے اسحاق کو باندھا اور اس قربان گاہ میں لکڑی کے اوپر دھر دیا اور ابراہام نے ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے وہیں خدا کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابراہام اے ابراہام وہ بولا میں حاضر ہوں- پھر اس نے کہا تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا اور اسے کچھ مت کر کہ اب میں نے جانا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے اس لئے کہ تو نے اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے کو مجھ سے دریغ نہ کیا- تب ابراہام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ ایک جھاڑی میں اٹکے ہیں تب ابراہام نے جا کر

اس مینڈھے کو لیا اور اس کو اپنے بیٹے کے بدلہ میں سوختنی قربانی کے لئے چڑھایا (سفر تکوین باب ۲۲)
اس قصہ میں یہ عجیب بات ہے کہ حضرت اسحٰق کو مطلق خبر نہ تھی کہ ان کی قربانی ہوگی پھر جب آپکو باندھ کر لکڑیوں پر رکھا تو کچھ ذکر نہیں کہ بخوشی بندھے یا کیا حالانکہ قصہ میں اور جزئیات چھوٹے نہیں ہیں ۔

جوانوں نے جو ہمراہ تھے ان سے حضرت ابراہیم نے یہ بہانہ کیا کہ تم ٹھہرو میں بیٹے کو لے کر سجدہ کرکے واپس آؤں گا اکلوتے بیٹے کی لفظ بھی کھٹکتی ہے اس لئے کہ بڑے بیٹے اسمٰعیل تھے اور اس زمانہ میں بڑے بیٹے کی قربانی کی خونی رسم جاری تھی بہرحال سفر تکوین میں قصہ اس طور سے بیان ہوا ہے اب دیکھو کہ قرآن مجید کا طرز اور اسلوب بیان کیا ہے یہ قصہ سورہ والصّٰفّٰت میں مذکور ہے حضرت ابراہیم اپنے باپ اور قوم کو چھوڑ کر راہ خدا میں مہاجرت اختیار کرکے فرماتے ہیں۔

قال انی ذاهب الی ربی سیهدین	اور ابراہیم نے کہا اب میں اپنے مالک کی طرف
رب هب لی من الصالحین. فبشرنه	چلا جاتا ہوں وہ میری ضرور ہدایت کریگا
بغلم حلیم ٥ فلما بلغ معه	مالک میرے مجھ کو ایک بیٹا دے جو نیک
السعی قال یبنی انی اری فی	ہو تو ہم نے ایک تحمل والے لڑکے کی اس کو
المنام انی اذبحك فانظر ماذا	خوشخبری دی جب وہ لڑکا اس لائق ہوا
تری ـ قال یابت افعل ما تؤمر	تو ابراہیم نے کہا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں
ستجدنی ان شاء الله من	میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو بھی سوچکر دیکھ
الصّٰبرین ـ فلما اسلما و	تیری کیا رائے ہے لڑکے نے کہا بابا جو حکم تجھ کو
تله للجبین وناديناه ان یا ابراهیم	ہوا ہے اس کو بجا لا تو دیکھے گا اللہ نے چاہا میں
قد صدقت الرءیا انا کذلك	ضرور صبر کروں گا جب باپ بیٹا دونوں مستعد

نجزی المحسنین - ان ھذا	ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا
لھوالبلاء المبین - و	اور ہم نے ابراہیم کو پکارا اے ابراہیم تو نے
فدینٰہ بذبح عظیم - و	خوب کر دکھایا ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیا
ترکنا علیہ فی الاخرین. سلٰمٌ	کرتے ہیں بیشک یہ کھلی آزمائش تھی اور ہم نے
علٰے ابراھیم -	اس لڑکے کے صدقہ میں ایک بڑی قربانی دی
	اور ابراہیم کا ذکر خیر ہم نے پچھلے لوگوں میں باقی
" والصفٰت"	رکھا سلام ہے ابراہیم پر

بنی اسرائیل حضرت اسحٰق کو ذبیح مانتے تھے لیکن اسمٰعیلی عرب حضرت اسمٰعیل کو قرآن نے اس نزاع لفظی سے اعراض کر کے قصہ شروع کرتے وقت ذبیح کا نام نہیں لیا لیکن بلیغ پیرایہ میں بتادیا فبشرناہ بغلم حلیم حضرت ابراہیم کو ہجرت اختیار کرنے کے بعد ولادت فرزند کی جو بشارت دی گئی اس کا ظہور پہلے اسمٰعیل سے شروع ہوا ہے پھر حلیم کی لفظ اس فقرہ کی تردید میں ہے جو حضرت اسمٰعیل کی نسبت جب وہ بطن مادر میں تھے سفر تکوین میں درج ہوا ہے کہ وہ وحشی آدمی ہوگا۔ ایک اور تپہ دیا وہ یہ کہ اسحٰق کو ذبح ہونے کی مطلق خبر نہ تھی لیکن یہاں ابراہیم اپنا خواب بیٹے سے بیان کرتے ہیں اور وہ بخوشی رضائے خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہے، یہ سب پتے بتا رہے ہیں کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل تھے اب قصہ سنو حضرت اسمٰعیل بڑی تمناؤں اور دعاؤں کے بعد اس وقت پیدا ہوئے تھے جب حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس کی تھی ایسے بیٹے سے باپ کو جو محبت تھی اس کا اظہار خود سفر تکوین باب ۱۷ میں یوں ہوتا ہے کہ جب تیرہ برس کے بعد حضرت ابراہیم کو ۹۹ برس کی عمر میں پھر دوسرے بیٹے کی ولادت کی بشارت ملتی ہے تو آپ خداوند سے یوں بے تابانہ عرض کرتے ہیں "کاش کہ اسمٰعیل تیرے حضور جیتا رہے" خدا کے خلیل کی اپنے بیٹے

سے استغدر محبت تحلت کے خلوت خاص ہیں حسنات الابرار سیات المقربین کے قبیل سے تھی جس کی شکل آپ کے قلب صافی نے جو آئینہ انوار الٰہی تھا خواب میں یوں دیکھی کہ آپ اس بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں پھر جب اس سے خواب بیان کرتے ہیں تو وہ بیٹا جو خدا کے خلیل کا بیٹا الولد سر لابیہ، مجسم اطاعت وصبر اور پیکر تسلیم ورضا تھا قربان ہونے کیلئے بخوشی راضی ہوجاتا ہے اب تلہ للجبین پر غور کرو حضرت اسحٰق کو باپ نے باندھ کر لکڑیوں پر رکھا تھا۔ یہاں ماتھے کے بل گراتے ہیں یعنی بیٹا سربسجود اور باپ کو وقت امتحان بیٹے کا چہرہ نظر نہ آئے۔ یہ روح فرسا منظر جس سے قلب وجگر ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں دیکھ کر خود امتحان لینے والا بول اٹھتا ہے۔ یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا۔ یہ نکتہ بھی یاد رکھو کہ توریت میں خدا ذبح فرزند کا حکم دیتا ہے۔ یعنی دیوتاؤں کی طرح بھینٹ مانگتا ہے۔ یہاں ابراہیم صرف خواب دیکھتے ہیں اور بیٹے کو فدا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر غیب سے خدا خود فدیہ بھیجتا ہے۔ خاصان خدا کے خواب۔ خواب وخیال نہیں ہوتے وہ سچے ان کے خواب بھی سچے۔ یہ واقعہ جس قدر پر درد تھا اسی قدر باعث مسرت ورحمت ہوگیا۔ انسانی قربانی یک قلم موقوف یادگار جشن عید قرباں تاقیام قیامت قائم۔ سلامٌ علیٰ ابراھیمؑ

مرقع عبرت

سندھ ایران اور یونان کے قدیم آریہ نسلوں کے قصص وحکایات ان کی مشہور رزمیہ نظموں اور داستانوں میں آج تک زندہ ہیں لیکن یہ مقام عبرت ہے کہ قدیم سامی اقوام جن کی زبردست سلطنتیں بابل۔ نینوا۔ شام ومصر میں قائم ہوئیں ان کے جاہ وجلال تہذیب وتمدن کے آثار انھیں کے ساتھ ویرانوں میں مدفون ہیں۔

عرب کا مشہور شاعر ملک الضلیل امراؤ القیس اپنی معشوقہ کے فراق میں گریہ و بکا کرنے کے لئے دو چھوٹی سی پہاڑیوں کے درمیان ٹھر جانے کو کہتا ہے لیکن ایام اللہ کو نظر عبرت سے دیکھنے والا بحر عرب سے بحر خزر اور وادئ نیل سے خلیج فارس تک ٹھر جانے کو کہتا ہے تاکہ عاد و ثمود اور اہل فنیقیہ کے رزم و بزم کا تماشا ریگ رواں کے ذرات میں دیکھکر آنکھوں سے خون کے آنسو بہائے۔

گذشتہ صدی میں اگرچہ فرنگستان کے سیاحوں اور السنہ شرقی کے ماہروں کی کوششوں سے بابل و نینوا کے کھنڈروں اور ویرانوں میں کثرت سے آثار قدیمہ برآمد ہوئے ہیں اور اسیطرح یمن و حضر موت کی مدفون عمارات سے اکثر کتبے نکلے ہیں جس سے قدیم سامی اقوام عاد و ثمود کے حالات کا پتہ چلتا ہے لیکن یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے پھر بھی ان انکشافات سے ان قصص قرآنی پر جو توریت و اناجیل میں مذکور نہیں اور جن کو مخالفین اسلام فرضی داستانیں کہا کرتے تھے کافی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کی حقیقت کیا تھی۔

قوم عاد| علم الانسان اور علم الالسنہ کے ماہرین نے رنگ کے اعتبار سے نسل انسانی کی تین قسمیں کی ہیں۔

۱۔ جنس اسود یعنی افریقہ کے کالے رنگ کے حبشی اقوام۔

۲۔ جنس اصفر یعنی زرد رنگ کی اقوام۔ چین۔ جاپان۔ توران وغیرہ

۳۔ جنس ابیض یعنی سفید رنگ کے فرنگستانی۔ آریہ اور سامی اقوام۔

توریت سفر تکوین میں یہ تین قسم کی اقوام حضرت نوح کے تین بیٹے حام۔ یافث اور سام کی طرف منسوب ہیں۔ سامی اقوام کا اصلی مسکن عرب تھا جہاں سے وہ اقصائے عالم میں پھیل کر شام و روم و مصر و عراق میں گلہ بانی سے تخت و تاج کے مالک ہوگئے سان اقوام میں وہ قبائل جو یمن حضر موت عمان

اور مشرقی عرب میں خلیج فارس و عراق تک پھیلے ہوئے تھے وہ قوم عاد کہلائے سورہ اعراف میں ان کو خلفائے قوم نوح (اداولیٰ) کہا گیا ہے یہ لوگ قوی ہیکل اور زبردست تھے باغوں اور نہروں کے مالک تھے اور پہاڑوں کو کاٹ کر ان میں عالیشان عمارتیں بناتے تھے ان کو اپنی قوت پر بڑا گھمنڈ تھا اور دشمنوں کو پامال کرنے میں بڑے سخت تھے یہ قوم ستارہ پرست تھی۔ حضرت ھود ان کی ہدایت کو مبعوث ہوئے لیکن انھوں نے اپنے ناصح مشفق کا کہنا نہ مانا اور عذاب الہٰی سے نڈر ہوگئے تب خدا کا غضب طوفان مہیب کی ہولناک شکل میں نازل ہوا اور ان کو اسطرح خاک میں ملا دیا کہ نام و نشان تک باقی نہ رہا قرآن مجید میں یہ واقعات مختلف سورتوں میں مذکور ہیں اور اہل نظر کے لئے تازیانہ عبرت ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فاما عاد فاستكبروا فى الارض	لیکن عاد نے یہ کیا کہ ناحق ملک میں لگے شیخی کرنے
بغير الحق قالوا من اشد منا قوة	اور کہنے لگے بل بوتے میں ہم سے بڑھ کر کون ہے کیا انکو
اولم يروا ان الله الذى خلقهم	یہ نہ سوجھا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا وہ بل بوتے
هو اشد منهم قوة وكانوا	میں ان سے بڑھ کر ہے اور وہ ہماری آیتوں کا انکار
بايتنا يجحدون۔ فارسلنا	کرتے رہے آخر ہم نے کئی منحوس دنوں میں زور کی
عليهم ريحا صرصرا فى ايام	آندھی چلائی اس لئے کہ ہم دنیا کی زندگی میں ان کو
نحسات لنذيقهم عذاب الخزى	ذلت کا عذاب چکھائیں اور بیشک آخرت کا عذاب
فى الحياة الدنيا ولعذاب الاخرة	زیادہ ذلت کا ہے اور (وہاں) ان کو مدد بھی نہیں
اخزى وهم لا ينصرون۔	ملنے کی۔
واما عاد فاهلكوا بريح صرصر عاتية	اور عاد بہت زناٹے کی آندھی سے تباہ کئے
سخرها عليهم سبع ليال وثمنية	گئے برابر سات راتیں اور آٹھ دن ان پر ہوا چلائی

ایام حسوما فتری القوم فیھا صرعیٰ | تو اگر اس وقت ہوتا تو دیکھتا وہ لوگ اس آندھی
کانھم اعجاز نخل خاویۃ فھل تریٰ | میں اس طرح مرے ہوئے پڑے تھے جیسے کھجور کی
لھم من باقیہ "سورۃ الحاقۃ" | ڈھنڈ پھر اب تو دیکھتا ہے ان میں سے کوئی بچ رہا

یہ طوفان سموم عرب کے اسی ریگستان عظیم میں جو سیکڑوں میل تک وسیع ہے اور جس کو احقاف اور اب الربع الخالی کہتے ہیں اس کی ایک ادنیٰ سی جھلک پالگریو اپنے سفر نامہ میں یوں دکھاتا ہے۔

"دوپہر تھی جنوب کی طرف سے دفعتًا لو کے جھونکے آنے لگے ہوا کی تیزی رفتہ رفتہ بڑھتی گئی۔۔۔۔ میرے عرب رفیق نے اپنے چہرہ کو کپڑے سے لپیٹ لیا اور اونٹوں کو مار کر تیز کرنے لگا لیکن اونٹ بار بار بیٹھ جانے کی کوشش کرتے تھے۔ میں نے رفیقوں سے پوچھا لیکن انھوں نے نہایت گھبراہٹ کیساتھ بس اتنا ہی کہا کہ سامنے کے خیمہ میں اگر پہونچ گئے تو جان بچ جائے گی اس اثنا میں ہوا اور زیادہ تیز و تند ہوگئی گرمی کی یہ شدت کہ گویا آسمان سے دوزخ اتر آئی بالآخر ہم خیمے تک پہونچے وہاں ایک عورت منھ لپیٹے اوندھی پڑی تھی ہمارے اونٹ ہوا کے رخ سے منھ پھیر کر ناک کو ریت میں گاڑ کر مردے کی طرح پڑ گئے۔ ہم بھی خیمہ میں جاکر منھ لپیٹ کر اوندھے پڑ گئے۔ تاریکی اتنی شدید تھی کہ رات معلوم ہوتی تھی۔ دس منٹ تک تقریبًا یہی حالت رہی پھر ہوا اور گرمی میں تخفیف ہوئی تب ہم اٹھے مگر چہروں پر مردنی چھائی تھی۔"

اللہ اکبر جب دس منٹ میں یہ حالت ہوئی تب ایک ہفتہ تک مسلسل یہ طوفان سموم

متکبران عاد کے لئے کسقدر ہولناک تھا۔

قوم ثمود؛ جس طرح عاد جنوبی اور مشرقی عرب پر قابض تھے قوم ثمود ان کے مقابل میں حجاز۔ وادی القریٰ جزیرہ نمائے سینا اور حدود شام تک پھیلی ہوئی تھی عاد کی طرح ثمود نے بھی متمدن زندگی اختیار کی تھی۔ مگر اسی کے ساتھ تمدن کی خرابیوں میں مبتلا تھے۔ رہنے کو عالیشان پختہ مکانات اور پہاڑوں میں تراشے ہوئے گھر۔ کھانے پینے کو ہرے بھرے باغات نازک گابھے کی عمدہ کھجوریں ابلتے ہوئے چشمے اور آب شیریں کے کنویں غرضیکہ ان عیش پرستیوں میں نازک دماغی اور جباری بڑھ گئی اپنے ابنائے جنس پر ظلم وجور کرنے لگے اور قادر مطلق خدائے واحد کو بھول کر اجرام سماوی اور اصنام کی پرستش کرنے لگے تب ان کی ہدایت کے لئے انھیں میں سے ایک پیغمبر حضرت صالح مبعوث ہوئے لیکن آپ کی تعلیم کا جو اثر اور اس بدبخت قوم کا جو انجام ہوا وہ زبان قرآن سے سنو۔

کذبت ثمود المرسلین اذ قال لهم	ثمود کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی
اخوهم صالح الا تتقون انی لکم	صالح نے ان سے کہا کہ تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں
رسول امین فاتقوا الله و اطیعون	تمہارا سچا پیغمبر امانتدار ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا
وما اسئلکم علیه من اجر ان اجری	کہنا مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں چاہتا ہوں
الا علی رب العالمین۔ اتترکون	میری اجرت تو بس اسی پر ہے جو سارے جہان کا مالک
فی ما ههنا آمنین۔ فی جنت و	ہے کیا تم (یہ) سمجھتے ہو کہ جو یہاں ہیں باغ اور چشمے اور
عیون و زروع و نخل طلعها هضیم	کھیت و کھجور کے درخت جن کے گابھے نازک ان میں
و تنحتون من الجبال بیوتا فرهین	چین سے چھوڑ دئے جاؤ گے اور فراغت سے پہاڑوں
فاتقوا الله واطیعون ولا تطیعوا	میں تراش کر گھر بناتے رہو گے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور
امر المسرفین الذین یفسدون	میرا کہا مانو اور جو لوگ حد سے بڑھ گئے ہیں اور ملک

في الارض ولا يصلحون - قالوا
انما انت من المسحرين - ما انت
الا بشر مثلنا فات باية ان
كنت من الصادقين - قال هذه
ناقة لها شرب ولكم شرب يوم
معلوم ولا تمسوها بسوء فياخذكم
عذاب يوم عظيم - فعقروها
فاصبحوا نادمين - فاخذهم
العذاب -

میں دھند مچاتے ہیں اور سنوارتے نہیں ان کا کہنا مت
سنو، وہ کہنے لگے (صالح) تجھ پر کسی نے جادو کر دیا
ہے۔ تو ہماری طرح ایک آدمی ہے اور کچھ نہیں اگر
سچا ہے تو کوئی نشانی بتلا۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے
(خدا کی بڑی نشانی) ایک دن پانی یہ پئے ایک دن
تمہارا مقرر ہے تم پیو۔ اور (دیکھو خیال رکھو)
اس کو ستانا نہیں پھر بڑے دن کا عذاب تم کو آدبوچے
آخر انھوں نے (نہ مانا) اونٹنی کو زخمی کیا پھر شرمندہ
ہوئے پھر عذاب نے ان کو آدبوچا۔

(سورہ الشعرا)

تفسیروں میں ناقہ کے متعلق جو عجیب وغریب روایتیں کہ پہاڑ کے ایک بڑے پتھر سے اونٹنی پیدا ہوگئی اور وہیں ایک بچہ جنی جو فوراً جوان ہو کر چرنے لگا۔ قصہ گویوں کی محض داستان سرائی ہے جو نہ قرآن میں مذکور ہے نہ احادیث صحیحہ میں واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ثمود آئین واصول کے پابند نہ تھے ان میں ضد اور ہٹ دھرمی سے قساوت قلبی پیدا ہوگئی تھی۔ حضرت صالح پر جو لوگ ایمان لائے تھے وہ زیادہ تر غربا کی جماعت تھی متکبرین ان کو بنظر تحقیر دیکھتے تھے اور ان کے ساتھ گویا برہمن اور شودر کا سا برتاؤ کرتے تھے حضرت صالح ان کو عدل وانصاف اور رواداری کی تعلیم فرماتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا لو یہ ناقہ ہے اس کو آزادی سے چرنے دو۔ شربہ برابر ایک دن اس کے لئے مخصوص ہو جب آپ کے متبعین بھی مستفید ہوں اور دوسرا دن تمہارے جانوروں کے لئے لیکن متکبرین کی نازک دماغی اس پابندی اور اس تقسیم کو کب گوارا کر سکتی تھی پھر ناقہ بھی وہ جو نہ ان کی آسمانی ملکہ اشتار (زہرہ)

شمس و سن (قمر) کی طرف منسوب تھا بلکہ خدائے واحد کا ناقہ کہلاتا تھا شہر کے چھٹے ہوئے نو بدمعاشوں نے باہم مل کر اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں لیکن ان کے اس حد سے گذرے ہوئے فعل نے خود ان کو اور ان کی سرکش قوم کو بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

انا ارسلنا علیھم صیحۃ واحدۃ فکانوا کھشیم المحتظر۔ سورۃ القمر
ہم نے ان پر ایک چیخ کا عذاب بھیجا وہ روندی ہوئی باڑھ کی طرح ہو کر رہ گئے۔

امت لوط؛ سفر تکوین میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے جب اپنے وطن سے ہجرت فرمائی تو آپ کے بھتیجے لوط بھی ہمراہ ہو گئے مصر سے واپسی کے بعد حضرت ابراہیم نے کنعان میں سکونت اختیار کی اور لوط شہر سدوم اور عمورہ میں جو بحر مردار کے کنارے واقع تھے آباد ہو گئے، یہاں کے باشندے امردوں کیساتھ بدفعلیاں کرتے تھے تب خداوند نے شام کو دو فرشتے بھیجے جن کو لوط نے اپنا مہمان بنایا اور انھوں نے نان نطیری کھائی۔ سیہ کاروں کو خبر ہو گئی۔ گھر گھیر لیا اور لگے دروازہ توڑنے مگر فرشتوں نے انکو اندھا کر دیا اور وہ دروازہ ڈھونڈھتے رہ گئے، تب فرشتوں نے لوط سے کہا خداوند اس شہر کو غارت کرنے والا ہے پھر انھوں نے لوط اس کی بیوی اور بیٹیوں کو ہاتھ پکڑ کر باہر کر دیا اور کہا جلدی بھاگو پیچھے پھر کر نہ دیکھنا چنانچہ سب بھاگے مگر عورت نے پیچھے دیکھا اور یکایک نمک کا ستون بن گئی۔ تب خداوند نے اس شب کو سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آسمانی آگ برسائی اور ساری بستی جلا کر خاک سیاہ کر دی، صبح کو جب ابراہیم نے جا کر وہاں دیکھا تو جلی ہوئی زمین سے دھواں اٹھتا نظر آیا۔

قرآن مجید کی متعدد سورتوں۔ الاعراف۔ الشعراء۔ النمل۔ العنکبوت میں حضرت لوط کے حالات مذکور ہیں لیکن عورت کا ستون نمک بن جانا اور فرشتوں کا روٹی کھانا مذکور نہیں۔ باشندے نہ صرف بدفعلیاں کرتے تھے بلکہ رہزن تھے اور لوٹ مار میں مصروف تھے جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے

ولوطا اذ قال لقومہ انکم لتاتون
اور لوط جب اس نے اپنی قوم والوں سے کہا تم تو

الفاحشۃ ما سبقکم بھا من احد من العالمین ائنکم لتاتون الرجال وتقطعون السبیل وتاتون فی نادیکم المنکر (العنکبوت)

ایسی بے شرمی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے سارے جہاں میں کسی نے نہیں کیا تم مردوں سے صحبت کرتے ہو اور راستہ لوٹتے ہو اور اپنی مجلس میں برا کام کرتے ہو

پھر عذاب الٰہی کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے۔

فجعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل ان فی ذالک لایت للمتوسمین وانھا لبسبیل مقیم (الحجر)

پھر ہم نے اس کو اوپر تلے کر دیا اور انپر پتھر برسائے بیشک اس میں ٹوہ لگانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور یہ بستی تو سیدھے رستے پر ہے

خلاف وضع فطری کی شامت سے یہ الٹے ہوئے شہر جنکو موتفکہ کہا گیا ہے آج بھی بحر مردار کے راستے میں زبان بے زبانی سے عبرت کی داستان سنا رہے ہیں۔ والموتفکۃ اھوی فغشھا ما غشٰی اب ہم پھر سفر تکوین کی داستان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس میں ایک ایسی روایت مندرج پاتے ہیں جو سدومیوں کے افعال شنیعہ سے بھی بدتر ہے باب ۱۹ درس ۳۰ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت لوط اپنی بیٹیوں کو لے کر ایک چھوٹے سے شہر ضغر میں ایک غار کے اندر پناہ گزیں ہوتے ہیں۔ بیٹیوں کو فکر ہوئی کہ آپ کی نسل قائم رہے چنانچہ آپ کو شراب پلائی جاتی ہے اور ایک ایک شب کو دونوں لڑکیاں آپ سے حاملہ ہو جاتی ہیں پھر ایک کا بیٹا قبیلہ مواب کا مورث اعلیٰ ہوتا ہے اور دوسری کا قبیلہ بنی عمون کا۔ نعوذ باللہ۔

چونکہ یہ دونوں قبیلے بنی اسرائیل کے ہمیشہ سے دشمن رہے ہیں دیکھو جامعین سفر تکوین نے انکا شجرہ کیسا ناپاک دکھایا ہے قرآن مجید حضرت لوط کو اس تہمت سے پاک دکھاتا ہے سورہ الانبیاء میں ارشاد ہوتا ہے۔

ولوطا اتینٰہ حکما وعلما ونجینٰہ من

اور لوط کو ہم نے پیغمبری اور علم دیا اور اسکو ہم نے

القریۃ التی کانت تعمل الخبائث	بستی (سدوم) سے نجات دی جہاں کے لوگ ناپاک
انہم کانوا قوم سوء فاسقین و	کام کیا کرتے تھے بیشک وہ بدکار لوگ تھے اور ہم نے
ادخلنہ فی رحمتنا انہ من الصالحین۔	اس کو اپنی رحمت میں داخل کرلیا بیشک وہ نیک
(انبیاء)	بندوں میں سے تھا۔

توریت نے حضرت لوط کو غار میں پہونچا کر غارت کردیا لیکن مخبر صادق کی زبان پاک سے شہادت دی جاتی ہے کہ لوط رحمت خداوندی میں داخل ہوئے اس لئے کہ وہ خدا کے نیک بندہ تھے۔ یہود کیوں نہ غضب الہی میں مبتلا ہوں ان قاتلان انبیاء نے خاصان خدا پر کیسی کیسی تہمتیں تراشی ہیں پھر غضب یہ کہ باوجود شہادت قرآنی کے آج بھی یہ ناپاک روایتیں کلیساؤں اور ہیکلوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ (ترجمہ) پس ہلاکت ہو ان کے لئے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کی جانب سے ہے۔)

اصحاب مدین | حضرت ابراہیم کی تیسری بیوی قطورا سے جو اولادیں ہوئیں ان میں سے ایک کا نام توریت نے مدین بتایا ہے یہ سب اولادیں بنی اسمٰعیل کی طرح عرب میں آباد ہوئیں۔ مدین کی نسل شمالی عرب میں بحر احمر کے کنارے خلیج عقبہ تک پھیلی ہوئی تھی اور تجارت پیشہ تھی حضرت یوسف کو اسی قوم کے کارواں نے کنوئیں سے نکال کر مصر کی بازار میں بیچا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے کوئی سو برس یعنی عہد موسیٰ تک جب بنی اسرائیل مصر میں مقیم تھے قوم مدین کا ذکر توریت میں نہیں ہے مدین کی نسل جب پھولی پھلی تو بت پرستوں کے میل جول سے اپنے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم کے دین پر قائم نہ رہی تب ان میں سے ایک پیغمبر شعیب ان کی ہدایت کو مبعوث ہوئے۔ بعض مفسرین کے نزدیک حضرت شعیب حضرت موسیٰ کے خسر تھے اور آج کل اسی قول کو ترجیح دیجاتی ہے لیکن چند وجوہ سے یہ قول قابل تسلیم نہیں ہے۔

اول سورہ ہود میں حضرت شعیب کی زبان سے یوں مذکور ہے۔

یقوم لایجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم هود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید ۔

اے قوم کہیں میرے ساتھ ضد کرنا تم کو اس (آفت) میں نہ ڈالدے جو آفت نوح کی قوم پر پڑی یا ہود کی قوم پر یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں

حضرت شعیب کے اس قول سے کہ قوم لوط تم سے دور نہیں آپ کی قوم کا زمانہ متعین ہوتا ہے قوم لوط حضرت اسحق کی پیدائش سے پیشتر عہد ابراہیمی میں یعنی سنہ ۱۹۰۰ء قبل مسیح میں فنا ہو چکی تھی۔ مدین میں ابراہیم کی نسل کو قوم کی حیثیت حاصل کرنے کے لئے کم از کم دو سو برس درکار تھے اور توریت سے ثابت ہے کہ جو قافلہ حضرت یوسف کو مصر لے گیا وہ مدین کا تھا اس لئے حضرت شعیب حضرت یوسف کے بعد ہی مبعوث ہوئے نہ کہ عہد موسوی میں کئی سو برس بعد۔ اگر حضرت شعیب حضرت موسیٰ کے خسر ہوتے تو بجائے قوم لوط کے قوم فرعون کا ذکر کرتے جو اس وقت غرق ہو چکی تھی۔ اور قہر الٰہی کا تازہ واقعہ پیش کرتے۔

دوم۔ قوم مدین حضرت موسیٰ کی تلوار سے فنا ہوئی جیسا کہ توریت کتاب اعداد باب ۳۱ میں درج ہے حالانکہ قرآن مجید میں فاخذتهم الرجفة اعراف وعنکبوت اور اخذت الذین ظلموا الصیحة (سورہ ہود) صاف مذکور ہے۔

سوم حضرت موسیٰ کے خسر کا نام قرآن مجید میں مذکور نہیں، توریت میں کہیں راعویل۔ کہیں یترو اور کہیں حوباب درج ہے اور کسی ایک نام پر اتفاق نہیں ہے

حضرت شعیب اور ان کی قوم کے مکالمات قرآن کی متعدد سورتوں میں مذکور ہیں سورہ ہود میں قوم نوح، عاد، ثمود اور قوم لوط کے ذکر کے بعد اصحاب مدین کا قصہ یوں بیان ہوتا ہے۔

والی مدین اخاهم شعیبا قال یقوم اعبدوا الله ما لکم من الٰه غیره ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی اراکم

اور ہم نے مدین والوں کی طرف شعیب کو بھیجا جو انکا بھائی تھا اس نے کہا بھائیو اللہ تعالیٰ کو پوجو اس کے سوا کوئی تمھارا معبود نہیں اور تمہارے پاس تو تمہارے

بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط۔ ویقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین۔ بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین۔ (اعراف)	رب کی طرف سے ایک نشانی آچکی ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ دو اور جب ملک سنور گیا ہے تو اب اس میں خرابی نہ مچاؤ۔ اگر تم ایماندار ہو تو ان باتوں پر عمل کرنا تمھارے حق میں بہتر ہے۔

اصحاب مدین "ہندی بطال" نبیوں کی طرح نہ تھے بلکہ بدوی بنئے تھے جو ڈنڈی مارنے اور بٹہ لینے کے ساتھ لوٹ مار بھی کرتے تھے اور یہ حرکات اس حد تک قلب کو سیاہ کر چکے تھے کہ بجائے اس کے کہ اپنے ناصح مشفق کی نصیحت سنیں الٹے طعنہ دیتے تھے کہ یہ شخص کسی شمار میں ہے جو ہم کو نصیحت کرے آخر شامت اعمال نے ان کو غارت کر دیا۔

حلم حق با تو مواسا ہا کند ۔۔۔ چوں کہ از حد بگذرد رسوا کند

آنحضرت صلعم سورہ ہود کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اس نے مجھ کو بوڑھا کر دیا۔ واقعی سورہ ہود جس میں قدیم اقوام عالم کی تباہی اور بربادی کا ذکر ہے ایک مرقع عبرت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عاد کا کبر و نخوت اور ظلم و جور۔ ثمود کی خود بینی۔ ہٹ دھرمی۔ ضد اور قساوت قوم لوط کا تعیش۔ فسق و فجور اور شرارت اور اصحاب مدین کی حرص و طمع' بددیانتی اور مفسدہ پردازی غرضیکہ یہی وہ صفات ذمیمہ ہیں جنھوں نے نہ صرف انفیس اقوام کو برباد کیا بلکہ ہندوستان قدیم کے چھتریوں کی زبردست قومیں ایران کی کیانی اور ساسانی نسلیں اور رومہ کے جبابرہ کو بھی خاک میں ملا دیا۔ تاریخ کی یہ خونی داستانیں اور ہولناک واقعات نہ صرف قدما تک محدود ہیں بلکہ آج بھی بغداد و قرطبہ کے ویرانوں اور روضہ تاج گنج و بیجاپور کے گول گنبد سے یہی صدائیں آرہی ہے۔

مگر افسوس موجودہ اقوام عالم جو قومیت و حب جاہ کے نشے میں چور اور نفرت و عداوت کے جذبات

سے مشتعل ہیں۔ ہولناک جنگ کے شعلے بحر و بر میں بھڑک رہے ہیں اور اس خاکدان خاکی کو آتش خانہ جہنم بنا رکھا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

طور سینین

حضرت اسمٰعیل جب چودہ برس کے ہوئے تو ان کے سوتیلے بھائی حضرت اسحٰق حضرت سارہ سے جن کی عمر اس وقت نوّے برس کی تھی پیدا ہوئے اور سگے سوتیلے کا جھگڑا شروع ہو گیا سفر تکوین باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ حضرت سارہ نے کہا کہ میرے بیٹے کے ساتھ "یہ لونڈی کا لڑکا وارث نہ ہوگا۔ سوتیلی ماں نے رشک کی بنا پر واقعی یہ فقرہ چسپت کیا تھا یا سفر تکوین کے جمع کرنے والوں نے یہ زیادتی کی ہے۔ ہم کو یہاں اس فرسودہ بحث سے کچھ کام نہیں ہم کو تو قدرت کا کرشمہ دکھانا ہے کہ جس نبی زادہ کو لونڈی بچہ کہا گیا نہ صرف وہ بلکہ اس کی کثیر التعداد ذریت فاران کی وادی بے زرع میں حریت اور عزت کے ساتھ صدیوں پھلتی پھولتی رہی اور بڑے بڑے قیاصرہ اور اکاسرہ بھی اپنے فتوحات سے ان کو غلام لونڈی نہ بنا سکے لیکن وارث حضرت سارہ کا پرپوتا حضرت یوسف اپنے بے درد بھائیوں کے ہاتھوں اسمٰعیلی قافلہ کے غلام بنتے ہیں اور مصر کے بازار میں بیچے جاتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ نسل اسحٰق تا عہد موسیٰ صدیوں تک مصر میں غلاموں کی ذلیل زندگی بسر کرتے رہے اور اب بھی یورپ کے اس دور تہذیب میں باوجود دولت و ثروت کے غلاموں سے بدتر ہے کیا یہ مقام عبرت نہیں۔ عارف روم نے سچ کہا ہے۔

ایں جہاں کوہ است و فعل ما ندا

خیر یہ تو درسِ اخلاق تھا واقعہ یہ ہے کہ یوسف ہزار بار بکیں غلام نہیں اسی طرح اگر اسمٰعیل کو کنیز کہ زادہ کہا گیا تو ان کے شرافت و نجابت کے پاک دامن پر دھبہ نہیں آسکتا۔ ان کی رگوں میں خدا کے خلیل اور مصر کی شاہزادی کا ملا ہوا خون دوڑ رہا ہے اور اسی خون سے رحمۃ للعالمین کا ظہور

دعائے خلیل سے ہوا ہے۔

احسن القصص | حضرت یوسف کا قصہ سفر تکوین کے باب ۳۷ سے ۵۰ تک مذکور ہے فریحالات مدراش یلقوت مدراش ابکبر اور تالمود میں درج ہیں قرآن مجید میں ایک پوری سورہ یوسف میں آپ کا تذکرہ ہے اس سورۃ کو پڑھو پھر دیکھو کہ یہ داستان سرور منازل حیات کے نشیب و فراز اور حوادث و انقلاب عالم کے پس پردہ خداوندی مصلحتوں کے انکشافات اور اخلاق فاضلہ اور لطیف جذبات کی تشریح سے تمام تر مملو ہے لیکن مفسرین نے اس قصہ میں بھی لغو اور بے سروپا روایات شامل کر دیں جنکو مورخین نے بھی نقل کیا پھر شعرا خصوصًا ملا جامی نے تخیل کی گلکاریوں سے حسن یوسف اور عشق زلیخا کا ایک افسانہ رنگین بنا دیا اب یہ داستان بالعموم اسی رنگ میں دیکھی جاتی ہے اور اصلیت کی طرف توجہ نہیں ہوتی مثلًا سفر تکوین میں لکھا ہے کہ حضرت کو فرعون کے ایک فوجی افسر فوطیفار نے خرید کر کے اپنے محل کا داروغہ بنایا۔ آپ نہایت حسین تھے اس کی عورت نے آپ کو دام ہوسبازی میں پھانسا اور ایک خلوت کے موقع پر دروازے بند کر کے بطرح مجبور کرنا چاہا مگر آپ خدائے پاک کے مخلص بندے تھے نفس امارہ کو اپنے محسن کی احسانمندی کے جذبات پر غالب نہ ہونے دیا اور اگرچہ آپ اس وقت غلام کی حیثیت سے تھے لیکن اطاعت خداوندی کے مقابلہ میں اس کی کچھ پروا نہ کی اور دروازے کھول کر پاک و صاف نکل گئے۔ توریت و قرآن مجید دونوں میں یہ واقعہ مذکور ہے پھر سفر تکوین باب ۴۱/۴۵ میں لکھا ہے کہ فرعون نے جب آپ کی عمر تیس برس کی تھی اپنا نائب السلطنت مقرر کر کے ملک مصر کے سیاہ و سفید کا حاکم بنا دیا تو آپ کا عقد عون کے کاہن فوطیفرع کی بیٹی آثینہ کے ساتھ کر دیا جس سے دو بیٹے افرائیم اور منسّی پیدا ہوئے ربیوں نے فوطیفار اور فوطیفرع کو ایک ہی شخص خیال کیا اور ربیکا نے والی عورت کو زلیخا جس کے متعلق ایک لمبی چوڑی داستان عشق بازی بنائی جس کا نہ قرآن میں تذکرہ ہے نہ توریت میں۔

قصہ یوسف میں آپ کی پاکدامنی کے واقعہ کے ساتھ اور بھی ایسے واقعات ہیں جو نہایت موثر اور

سبق آموز ہیں بہکانے والی عورت جب خلوت میں ناکام رہتی ہے اور اس کو زنان مصر طعنہ دیتی ہیں تو وہ ان کو اپنا ہمدرد بنانے کے لئے ایک جلسہ دعوت میں بلاتی ہے اور حضرت یوسف کو بھی پھر خوشامد اور دھمکی سے کام نکالنا چاہتی ہے مگر آپ کے پائے استقلال کو لغزش نہیں ہوتی اور ان کے مکر و کید سے پریشان ہو کر یوں دعا فرماتے ہیں۔

رب السجن احب الی مما — اے پروردگار مجھ کو قید زیادہ پسند ہے اس سے جس کی طرف
یدعوننی الیہ (سورۂ یوسف) — یہ عورتیں مجھ کو بلاتی ہیں۔

دعا قبول ہوتی ہے اور آپ عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر قید خانہ کی ذلت و مصیبت برداشت فرماتے ہیں پھر قید خانہ میں جب دو قیدی آپ سے اپنے خوابوں کی تعبیر پوچھتے ہیں تو آپ پہلے اپنا فرض تبلیغ ادا فرماتے ہیں اور خدائے پاک کی وحدانیت اور آخرت پر یقین لانے کی تلقین فرماتے ہیں اور تبرکاً اپنے آبائے کرام کا تذکرہ فرماتے ہیں بعد ازاں ساقی اور باورچی کے خوابوں کی تعبیر دیتے ہیں جو سچی نکلتی ہے پھر جب فرعون کے خواب کی تعبیر کے لئے آپ ساقی کی سفارش سے دربار میں طلب ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ خوش ہو کر فوراً روانہ ہو جائیں پہلے جس بنا پر آپ کو قید کیا گیا ہے اس کی تحقیقات چاہتے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پاس شرافت عروج دنیوی پر مقدم ہے حسن اتفاق سے اگر دربار رسی کا شرف حاصل ہو جائے لیکن ننگ و نام پر دھبہ قائم رہے تو کس کام کا بغرضکہ تحقیقات ہوتی ہے زنان مصر آپ کی پاکدامنی کی شہادت دیتی ہیں اور فوطیفار کی عورت خود منفعل ہو کر اپنے جھوٹے الزام کا اقرار کر لیتی ہے جب آپ کی بیگناہی اس طرح ثابت ہو جاتی ہے تو کسر نفسی کے طور پر کس قدر اعلیٰ و ارفع خیالات ان الفاظ میں ادا فرماتے ہیں

وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة — اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بیشک نفس تو
بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی لغفور — برے کام کے لئے ابھارتا ہے مگر جب میرا مالک رحم کرے

رحیم۔ (سورۂ یوسف) بیشک میرا مالک بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر آپ دربار میں جاکر دلنشیں پیرایہ میں فرعون کے خواب کی تعبیر دیتے ہیں فرعون آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور ملک مصر کا مختار کل مقرر فرماتا ہے اور آپ کے حسنِ انتظام کے جوہر کھلتے ہیں پھر جب مصر میں سات برس کا ہولناک قحط پڑتا ہے اور اس کا تباہ کن اثر شام و عرب میں بھی پہونچ جاتا ہے تب آپ کے بھائی ارض کنعاں سے پریشان ہو کر نکلتے ہیں اور مصر میں غلہ خریدنے آتے ہیں آپ ان کو پہچان کر وہ تمام مظالم جو انھوں نے آپ پر کئے تھے بھول جاتے ہیں اور عفو و کرم سے کام لیتے ہیں۔ بھائی اپنی خطاؤں پر اظہار ندامت کرتے ہیں تب آپ فرماتے ہیں

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم۔ آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے اللہ تم کو بخشے اور وہ سب وھوارحم الراحمین (سورۂ یوسف) پر رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

نکتہ یہاں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب آنحضرت صلعم کے برادران قریش نے مکہ میں اچھی طرح طرح کے ظلم و ستم کئے لیکن بعد ہجرت جب ۸ھ میں مکہ فتح ہوا اور شکست خوردہ قریش آپ کے حضور میں مجرموں کی طرح فیصلہ کے منتظر تھے تب آپ کے لب جاں بخش نے یہی الفاظ عفو و کرم فرمائے لا تثریب علیکم الیوم اس طور سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو سورہ یوسف کے نزول کے وقت مکہ میں سوال کرنے والوں کے جواب میں کی گئی تھی۔ لقد کان فی یوسف واخوتہٖ ایات للسائلین۔

الغرض حضرت یوسف اپنے سارے کنبے کو مصر میں اپنے پاس طلب کر لیتے ہیں پھر والدین کو تخت پر بٹھا کر سب سجدہ تحیت میں گر پڑتے ہیں اور اس طور سے آپ کے بچپن کا خواب سچا ثابت ہوتا ہے تب آپ فرعون سے سفارش کر کے ایک وسیع اراضی مصر جس کو جشن کہتے ہیں۔ حاصل کر کے اپنے سارے خاندان کو آباد کرتے ہیں اور جب حضرت یعقوب کا انتقال ہوتا ہے تو وصیت

کے مطابق ارض کنعان میں نعش مبارک لے جاکر خاندانی قبرستان میں دفن کرتے ہیں اور جب آپ کا وقت آتا ہے تو یہ دعا فرماکر انتقال فرماتے ہیں۔

رب قد اتیتنی من الملک وعلمتنی	پروردگار تونے مجھے حکومت سے کچھ دیا اور خوابوں
من تاویل الاحادیث فاطر السموات	کی تعبیر بھی کچھ سکھلائی۔ اے آسمانوں اور زمین کے
والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ	پیدا کرنے والے تو ہی میرا والی ہے دنیا اور آخرت
توفنی مسلما والحقنی بالصلحین۔	میں مجھ کو اپنا تابعدار رکھ کر دنیا سے اوٹھا لے اور
(سورۂ یوسف)	نیک بندوں سے مجھ کو ملا دے۔

حضرت یوسف جس فرعون کے وزیر تھے وہ عمالقہ یا سامی عربوں کے خاندان سے تھا جس کو مصریوں کی تاریخ میں ہکساس یا ساسو یعنی گلہ بان کہتے تھے (عہد ابراہیمی میں بھی یہی قوم حکمراں تھی) سترھویں صدی قبل مسیح میں شاہ احمس اول نے مصریوں کی قومی حکومت جو اٹھارواں خاندان کے لقب سے مشہور ہے قائم کرکے ہکساس کو مصر سے نکال دیا یہ اٹھارواں خاندان جس کے فراعنہ نے شمالی افریقہ اور مغربی ایشاء کے ملکوں کو فتح کرکے ڈہائی سو برس تک بڑے جاہ و جلال سے حکومت کی۔ تاریخ میں مشہور رہے اس خاندان میں ایک فرعون انیہوتب چہارم گذرا ہے جس کے تفصیلی حالات گذشتہ صدی میں آثار قدیمہ سے دریافت ہوئے ہیں، یہ فراعنہ میں پہلا موحد تھا۔ اس کے حالات چونکہ حضرت موسیٰ کے ان واقعات سے جو سورہ کہف اور سورہ المومن میں مذکور ہیں گہرا تعلق ثابت کرتے ہیں اس لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

فراعنہ میں پہلا موحد ہنود کی طرح مصریوں میں بھی بے شمار دیوتا اور دیویاں تھیں جن کے بت مندروں میں پوجے جاتے تھے ان کا بڑا دیوتا امن تھا جس کا چہرہ بشکل ایک ریشائل انسان کے

اور کبھی مینڈھے کی طرح جس کے دو غیک کانوں کی طرح جھکے ہوں نقش کیا جاتا تھا اور پیچھے ایک دم لٹکتی ہوتی تھی، سر پر لمبی کلاہ دو گوشہ سرخ سبز اور نیلے رنگ کی پیشانی کے دونوں جانب بدر کامل اور آفتاب اس دیوتا کا عظیم الشان مندر دار السلطنت تھبیس میں تھا اور ملک بھر میں بڑا متبرک مانا جاتا تھا اور ہر فرعون وہاں ۔۔ و نیاز چڑھایا کرتا تھا۔ اس مندر کا سردار کاہن نہایت مقتدر اور متمول ہوتا تھا اور عموماً وزیر سلطنت سیاہ و سفید کا مالک اور محکمہ تعمیرات کا افسر اعلیٰ ہوتا تھا اراضی ملک کا ۱/۲ حصہ اسکے قبضہ میں بطور جاگیر رہتا تھا اور ذاتی مسلح فوج رکھنے کا اختیار رکھتا تخت نشینی کے جھگڑوں میں جس فریق کا طرفدار سردار کاہن ہوتا تھا وہی فرعون بن بیٹھتا تھا۔

پندرھویں صدی قبل مسیح میں امنہوتپ سوم بڑی شان و شکوہ کا فرعون گذرا ہے اس کے عہد میں دولت مصر دنیا کی سب سے بڑی سلطنت شمار ہوتی تھی اس کے عہد کی تعمیرات اور صنم خانے اعلیٰ صناعی اور نقاشی کے نمونے تھے اس کا میر عمارت اپنے زمانے کا مشہور ساحر سمجھا جاتا تھا اس نے تھبیس کے مغربی میدان میں فرعون کے دو بڑے مجسمے ایسی صنعت سے بنائے تھے کہ طلوع آفتاب کے وقت ان کی جوف سے آوازیں نکلتی تھیں (سامری نے حضرت موسیٰ کے زمانے میں سونے کا بچھڑا اسی صنعت سے بنایا تھا) اس فرعون نے ۳۶ برس حکومت کی تخت نشینی کے بیسویں سال اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جو باپ کی وفات کے بعد امنہوتپ چہارم کے لقب سے جانشین ہوا اس نے حکیمانہ دماغ پایا تھا اور مزاج میں بڑی نفاست تھی ابتدا ہی سے اُسے ۔۔۔ بت پرستی سے نفرت تھی اور وزیر اعظم سردار کاہن کے مذہبی تشدد اور امور مملکت میں دخل اندازی کو پسند نہیں کرتا تھا، سردار کاہن نے بادشاہ کا یہ رنگ دیکھ کر عوام کے مذہبی جوش کو بھڑکا کر اپنی قوت بڑھانا چاہی مگر فرعون کی ہیبت دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی کچھ نہ ہو سکا۔ تب فرعون نے کھلم کھلا اپنے عقائد کا اظہار شروع کیا امن کے مندر کی معافیاں ضبط کر لیں اور بتوں کی پوجا کی ممانعت ہونے لگی پھر اس نے اپنا پایہ تخت تھبیس سے بدل کر تین سو میل جنوب الیستان

میں قائم کیا اور ایک نیا عالیشان معبد بنایا جس میں نہ اصنام تھے نہ تماثیل۔ صاف ستھرا مکان جانب مشرق پھولوں سے آراستہ۔ عبادت کے وقت اتون یعنی نورالانوار کا ذکر جس کا مظہر آفتاب اور جس کی شعاعیں مبداء حیات۔ اس کی تعلیم یہ تھی کہ آتون جو خدائے واحد ہے حسن کامل ہے اس تک رسائی حسن کلام اور حسن عمل سے ہوتی ہے روح انسانی اس کے نور کی ایک شعاع ہے اس لئے کشت و خون اور جنگ و جدال سے گریز چاہئیے اور صلح و آشتی سے زندگی بسر کرنا چاہئیے۔

اس حکیمانہ تعلیم کے ساتھ فرعون نے اپنا لقب امینوتپ بدل کر اخنیتون رکھا اور حکم دیا کہ ممالک محروسہ میں اس نئے دین کی تبلیغ کی جائے چنانچہ مصر اور شام میں نئے عبادت خانے تعمیر ہوئے اخنیتون نہ صرف حکیم موحد تھا بلکہ شاعر بھی تھا اس کی ایک مناجات گذشتہ صدی میں دستیاب ہوئی ہے کہتا ہے

تیری صنعتیں جو ہماری نظروں سے غائب ہیں شمار نہیں ہو سکتیں۔ اے خدائے
واحد تیری قدرتیں کسی اور میں کب ہیں تو نے عالم کو اپنی مرضی کے مطابق بنایا
ایسی حالت میں جبکہ تو یگانہ تھا کائنات تیرے ید قدرت میں ہے تیرے
ظہور سے زندگی ہے اور تیری غیبت سے موت تجھی سے انسان کی زندگی ہے
اور اس کی آنکھیں تیرے ہی حسن کی نگراں ہیں تو نے ہی صورت حسین کھینچی
ہے اور ہاں تو ہی میرے قلب میں جلوہ گر ہے۔

اخنیتون کا انتقال جوانی میں ہو گیا اس کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ جانشین نااہل نکلے اور ایک ہی قرن کے اندر اس خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ امن دیوتا کے کاہنوں کی پھر بن آئی انھوں نے اپنے ڈھب کے فراعنہ جو انیسویں خاندان رعمیس کے نام سے مشہور ہیں تخت پر بٹھائے اور ظلم و استبداد کا زور و شور سے عمل شروع ہوا اخنیتون کے متبعین اور ہم نواؤں پر آفت آگئی بہت سے مارے گئے اور اکثروں نے اپنا ایمان چھپایا بنی اسرائیل بھی جو ہکساس کے اخراج کے بعد سے

موردِ ظلم و ستم تھے اب بے طرح ستائے جانے لگے آخر ان مظلوموں کی نالہ نیم شبی اور آہ سحر نے عرش الٰہی کو ہلا دیا اور خدا کے کلیم کا بشکل موسیٰ ظہور ہوا

داستانِ کلیم | توریت کتاب خروج میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل جنھیں حضرت یوسف نے مصر میں آباد کیا تھا ۴۳۰ برس کے بعد وہاں سے حضرت موسیٰ کے ہمراہ غرقِ فرعون کے بعد نکل گئے اس وقت حضرت موسیٰ کی عمر اسّی سے متجاوز ہو چکی تھا اس حساب سے آپ کی پیدائش کا زمانہ چودہ سو برس قبل مسیح تھا وہ دورِ فرعون ستی اول کا تھا جس نے بیس سال حکومت کی۔ اس کی وفات کے بعد اسکا نابالغ بیٹا رعمیسس دوم نجبس کے دار السلطنت میں تخت نشین ہوا اور ۶۷ برس تک حکومت کی اور یہ حضرت موسیٰ کا فرعون تھا۔

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ کا قصہ بہت سے متعدد سورتوں میں بار بار مذکور ہے اور واقعات تقریباً وہی ہیں جو تورات کتاب خروج اعداد اور ثنی میں درج ہیں لیکن چند ایسے واقعات بھی سورۃ المومن سورۃ الکہف اور سورہ یونس میں مذکور ہیں جن کا ذکر کتب یہود و نصاریٰ میں نہیں ہے لیکن ان کی تصدیق گذشتہ صدی میں مصر کے آثار قدیمہ کے انکشافات سے اب ہوئی ہے ان واقعات کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اول۔ آل فرعون کا ایک مردِ مومن

حق تعالیٰ سورۃ المومن میں ارشاد فرماتا ہے۔

وقال رجل من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینٰت من ربکم۔ ....

اور فرعون کے رشتہ داروں میں ایک مرد ایماندار تھا لیکن ظاہر میں فرعون سے) اپنا ایمان چھپاتا تھا یوں کہنے لگا بھلا یہ کونسا انصاف ہے) تم ایک شخص کو (اتنی بات پر) قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا مالک خدا ہے

حالانکہ وہ تمھارے مالک کی طرف سے تمھارے پاس نشانیاں
لے کر آیا ہے۔

فرعون نے جب موسیٰ سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ الہٰی سنا تو برہم ہو کر حضرت کو قتل کرنا چاہا لیکن آل فرعون کے ایک مرد مومن نے جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا مانع ہوا اور فرعون کو سمجھانے لگا کہ وہ اپنے قصد سے باز آئے۔

اس مرد مومن کا ذکر توریت میں نہیں ہے۔ ہمارے مفسرین نے قیاس آرائی کی مگر کوئی ثبوت نہ تھا اب جبکہ فرعون اخین اتون کے حالات کا جن کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں آثار قدیمہ سے انکشاف ہوا تو دیکھو کہ قرآن کی معجز بیانی کی کیسی تصدیق ہوتی ہے خاندان رعمیس اس دیوتا کے کاہنوں کی حمایت سے تخت نشین ہوا تھا فرعون اخین آتون کے متبعین جو موحد تھے نئی حکومت کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔ انھیں میں سے آل فرعون کا یہ مرد مومن بھی تھا جسے حضرت موسیٰ کے بے خوف و خطر اعلان حق سے اتنی جرأت ہوئی کہ متکبر فرعون کو سمجھانا شروع کیا اور یوں کہنے لگا۔

يقوم انى اخاف عليكم يوم التناد- يوم تولون مدبرين مالكم من الله من عاصم و من يضلل الله فماله من هاد-

اور اے قوم مجھ کو تمہاری نسبت پکار کے دن سے ڈر لگتا ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا جس دن تم پیٹھ موڑ کر بھاگو گے اس دن اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو اللہ بھٹکا دے اس کو کوئی راستے پر نہیں لا سکتا۔

ان آیات میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے آل رعمیس کی تخت نشینی کے بعد مغربی ایشار کے مفتوحہ ممالک نے بغاوت کی اور متحدہ قوت سے مقابلہ پر آمادہ ہوئے۔ موسوی فرعون رعمیس دوم ایک تمام فوج لے کر ان پر حملہ آور ہوا مگر میدان جنگ میں اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ شکست کھا کر بھاگا۔ اتحادیوں نے مصری کیمپ کو لوٹنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر فرعون اپنی بقیہ فوج لے کر بادل کی طرح گرجتا ہوا بڑی دلیری سے ان پر ٹوٹ پڑا اور دشمنوں کو مارتا کاٹتا ہوا دریائے انیٹو

کی طرف ڈھکیل دیا جہاں ان کی کثیر تعداد دریا میں غرق ہوگئی اس فتح کی یادگار میں فرعون نے ایک بڑا مندر عظیم شہر تھبس میں بنوایا اور دیواروں پر اس جنگ کا نقشہ کھنچوایا۔ فرعون ایک قوی ہیکل دیوتا کی طرح کھڑا ہے ہاتھ میں بھاری کمان ہے جس سے وہ اپنے دشمنوں کے جم غفیر پر جن کو بہت ہی پستہ قد دکھایا ہے تیروں کی بوچھار کر رہا ہے وہ بھاگ رہے ہیں اور دریا میں ڈوبتے ہوئے ایک دوسرے کو مدد کے لئے بلا رہے ہیں اس ہیبت ناک منظر کو یاد دلاتے ہوئے آل فرعون کا وہ مرد مومن قوم سے کہتا ہے کہ فرعون کی زیادتیوں کا کہیں وہی نتیجہ نہ نکلے جس کی تصویر اس نے نقش کرائی ہے۔ یقوم انی اخاف علیکم یوم التناد کے یہ معنی ہیں جواب الحمد للہ حل ہوئے ہیں۔ یہاں یہ بلیغ انداز بھی ملحوظ رہے کہ وہ مرد مومن متکبر فرعون کو براہ راست مخاطب نہیں کرتا ہے کہ کہیں اس کے غضب اور ضد کی آگ بھڑک نہ اٹھے بلکہ ایک مختصر اور موثر تقریر میں قوم سے خطاب کرتا ہے۔ مردان خدا کی نگاہ کتنی تیز ہوتی ہے وہ مستقبل کی تصویر حال کے آئینے میں دیکھتے ہیں

دوم قصہ مجمع البحرین۔

واذ قال موسیٰ لفتٰہ لا ابرح حتیٰ ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا۔	اور جب کہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا میں تو نہیں ٹھہروں گا جب تک وہاں نہ پہونچوں جہاں دو بحر ملے ہیں یا برسوں چلتا ہی رہوں گا۔

ان آیات میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ تفاسیر و احادیث میں قصہ حضرت موسیٰ کے نام سے مشہور ہے جو غرق فرعون کے بعد جب بنی اسرائیل بیابان تیہ میں سرگرداں تھے حضرت موسیٰ کو پیش آیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ایک دن وعظ فرماتے ہیں جس سے مجمع نہایت متاثر ہوتا ہے اور حیرت سے پوچھتا ہے کہ کیا آپ سے بھی بڑھ کر کوئی اور عالم ہے آپ نفی میں جواب دیتے ہیں وحی آتی ہے کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین پر ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے آپ شوق علم میں نکل پڑتے ہیں اور ان بزرگ سے جو خضر ہیں استفادہ فرماتے ہیں۔ یہاں یہ یاد رہے کہ جس زمانے کا یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے اس

وقت آپ کی عمر سو سے زائد متجاوز ہو چکی تھی آپ رسول اولوالعزم ہو چکے تھے اور کوہ طور پر احکام مل چکے تھے احادیث کے سلسلہ روات پر اگر غور کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ قصہ از قبیل اسرائیلیات ہے روایات سے تھوڑی دیر خالی الذہن ہو کر اگر آیات قرآنی کا مطالعہ آثار قدیمہ کے انکشافات اور جغرافیہ و تاریخ کی روشنی میں کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کی صورت ہی کچھ اور تھی ۔

حضرت موسیٰ کو فرعون کی ملکہ نے اولاد کی طرح پرورش کیا تھا آپ کی تعلیم و تربیت مدینۃ الشمس (ہیلیو پولیس میں ہوئی جو اس زمانہ میں جب کہ حکمائے یونان تھے نہ زرتشت نہ گوتم۔ ایک مشہور یونیورسٹی تھی جہاں علوم و فنون کے ماہر جو عموماً کاہن ہوتے تھے تعلیم دیتے تھے۔ انجیل اعمال حوارین باب ۷ میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی تھی اور کلام اور کام میں قوت والے تھے جوانی میں آپ کو فرعون نے حبشیوں کے ملک اتھوپیا کی طرف بھیجا تھا جہاں آپ نے باغیوں کو زیر کیا اور وہیں قرابت بھی کرلی (سفر اعداد باب ۱۲)۔ اس ملک کی سرحد سوڈان سے ملی ہوئی ہے جہاں دریائے نیل کی دو شاخیں جو بحر ابیض اور بحر اسود کے نام سے مشہور ہیں بمقام خرطوم ملجاتی ہیں (جیسے گنگا و جمنا الہ آباد میں) یہی وہ مقام ہے جس کو قرآن میں مجمع البحرین کہا گیا ہے اسکی تصدیق کلام پاک ۱۵ حقبا سے بھی ہوتی ہے اگر مجمع البحرین سے جانب جنوب دریائے نیل کے منبع کی طرف بڑھیں تو سیکڑوں کوس تک بر سوں انسان چلتا رہے اور راستہ ختم نہ ہو ۔

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ فرعون اخین آتون۔ نے اپنا دارالسلطنت تھیبس سے جانب جنوب تین سو میل قائم کیا تھا اور جا بجا نئے معبد بنوائے تھے جو عموماً دریا کے کنارے پر فضا مقامات میں ہوتے تھے ان معبدوں میں اس کے عہد کے موحدین مشغول عبادت رہتے تھے (جیسے آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب میں ورقہ بن نوفل۔ زید بن عمرو بن نفیل۔ قس بن ساعدہ وغیرہ وغیرہ تھے) ان موحدین میں وہ بزرگ بھی شامل ہیں جو حضرت موسیٰ کو ملے اور جن کے متعلق قرآن میں و علمناہ من لدنا علماً۔

وارد ہوا ہے حضرت موسیٰ لعبثت سے پیشتر عالم جوانی میں جو تحصیل علم کا زمانہ ہے ان بزرگ سے ملاقی اور مستفید ہوئے حضرت موسیٰ اس وقت جلد مشتعل ہو جانے والے قوی پنجہ جوان تھے مشیت الٰہی یہ تھی کہ قبل اس کے کہ آپ فرعون اور اس کے جنود کے سامنے جنگ آزادی کے لئے عدم تشدد کے ساتھ بغیر ایک قطرہ خون بہائے ہوئے کھڑے ہوں دینی مصلحت بینی سیکھیں اور جلد بازی نہوں ساتھ ہی غور و تامل صبر و تحمل اور کتمان راز کا سبق سیکھیں کشتی کا توڑنا۔ لڑکے کا قتل۔ اور دیوار کا بغیر اجرت بنا دینا وہ نظارہ تھا جو مذکورہ بالا صفات حاصل کرنے کے لئے عملی تعلیم تھی۔

خضر کا نام اگرچہ احادیث میں آیا ہے۔ کتب تصوف میں بزرگان دین کا ان سے فیض حاصل کرنا مذکور ہے۔ نظامی سکندر نامہ میں مرا خضر تعلیم گر بود و فض" فرما گئے ہیں۔ سکندر کے ساتھ آبحیات لینے بھیج بھی دیا ہے جہاں سکندر تو تشنہ رہا لیکن خضر پی گئے اور ساڑھے تین ہزار برس سے اب تک زندہ ہیں بایں ہمہ قرآن مجید میں خضر کا نام نہیں ہے حضرت موسیٰ والے بزرگ کا نام جو بھی ہو وہ عارف موحد تھے اور علم لدنی سے فیض یاب۔ اب یہ کہنا کہ وہی بزرگ خواجہ خضر ہیں جن کے متعلق اہل بابل و یہود میں عجیب و غریب روایات مشہور اور تفاسیر میں مذکور ہیں۔ اور جو ساڑھے تین ہزار برس سے اب تک زندہ ہیں محض داستان سرائی ہے۔ محدثین میں بخاری حیات خضر کے منکر ہیں۔ انکی تائید میں حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور تفسیر میں دو عمدہ دلیلیں پیش کی ہیں (۱) وما جعلنٰھم جسدًا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (۲) حدیث نبوی کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میرا اتباع کرتے اب اگر خضر زندہ عہد رسالت میں موجود ہوتے تو حاضر ہو کر زمرہ اصحاب میں شامل ہوتے۔ حضرات صوفیہ کا کسب فیض ہمارے نزدیک یوں ہے کہ عالم روحانیت میں غیب و شہادت کے مجمع البحرین پر مستفید ہوئے ہوں اور یہ کچھ بعید نہیں۔

ایکہ انکار کنی عالم درویشاں را — تو چہ دانی کہ چہ سوداد سراست ایشاں را

سوم فرعون کا ڈوبتے وقت اظہار ایمان

حق تعالیٰ سورہ یونس میں ارشاد فرماتا ہے ۔

وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر	اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار اتار دیا پھر فرعون
فاتبعهم فرعون وجنوده بغیاً	اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی کے لئے ان کے پیچھے
وعدواً حتی اذا ادرکه الغرق قال	لگا جب ڈوبنے لگا تو کہہ اٹھا میں ایمان لایا جس
آمنت انه لا اله الا الذی آمنت	خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے وہی سچا خدا ہے اور
به بنوا اسرائیل وانا من المسلمین	میں تابعداروں میں سے ہوں کیا اب (ایمان لایا)
آلئن وقد عصیت قبل وکنت من	اور پہلے نافرمانی کرتا رہا اور تو فسادیوں میں کا ایک
المفسدین ۔ فالیوم ننجیك ببدنك	فسادی تھا تو آج تیری لاش کو ہم بچالیں گے اس لئے
لتکون لمن خلفك آیة ۔ وان کثیرا من	کہ جو لوگ تیرے بعد رہ گئے ان کے لئے تو نشانی ہو اور
الناس عن آیتنا لغفلون ۔	البتہ بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

فرعون اخیبن انتوں اپنی مناجات میں جسے ہم نے اوپر نقل کیا ہے خدائے واحد کے نور کو اپنے قلب میں جلوہ گر دیکھتا ہے۔ لیکن فرعون رعمیس کو جب حضرت موسیٰ نے ایک ہی قادر مطلق رب اعلیٰ کی یاد دلائی تو وہ نشہ کبر و نخوت سے چور اپنے وزیر ہارزن سے جو امن دیوتا کا سردار کاہن اور میر عمارت تھا کہنے لگا ۔

یاھامان ابن لی صرحا لعلی اطلع الی الٰه موسیٰ — اے ہامان میرے لئے ایک محل تیار کر شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں ۔

رعمیس نے عالیشان رعمیسم کا مندر بنایا مگر اس لامکان کے نور کو روزن قلب سے نہ دیکھ سکا اس لئے کہ تکبر کا خناس اس کے دماغ میں سما گیا تھا اور جباری کا بھوت سر پر سوار تھا ایسی تختلف القوم

رعایا پر قاہرانہ حکومت جمانے کے لئے اس نے غضب کی پالیسی اختیار کی تھی

وان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا۔ (سورۂ قصص) اور بیشک فرعون بلند ہوا (مغرور ہوا) زمین میں اور اس نے لوگوں کو جتھے جتھے کر دیا۔

اس فرعونی پالیسی کو داستان کہن نہ سمجھنا۔ رومہ کے قیاصرہ اسی کے متبع تھے دول یورپ دور جدید میں اسی کے پیرو ہیں اور آہ بدنصیب ہندوستان کے غلام رعایا کے حق میں یہ پالیسی تپ دق کا کام کر رہی ہے اور اندر ہی اندر فرقہ وارانہ حقوق طلبی کی باہم کشمکش اور الکشن بازیوں کی مفسدہ انگیزیوں کے باعث خانہ برانداز ملک وملت ثابت ہو کر حریت اور آزادی کا گلا گھونٹ رہی ہے لیکن یہ حالت ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتی۔ افراد کی طرح اقوام کی حیات وموت کا ایک وقت ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ ۶۷ سال تک فرعون کی یہ پالیسی طاغوتی رنگ میں عذاب جان اور بلائے ملک رہی اور تلقین وتہدید موسوی اور آفات ارضی وسماوی کے نزول کے باوجود بھی اصلاح پذیر نہ ہوئی آخر وہ وقت آیا جب ایک شب کو مظلوموں کی آہوں سے جو عرش الہی کو ہلا دیتی ہیں دریا اتنا اتر گیا کہ حضرت موسیٰ ان ادبی بعبادی [illegible] پڑھتے ہوئے اور بنی اسرائیل واترک البحر رھوا کا تماشہ دیکھتے ہوئے پار اتر گئے لیکن جب فرعون مع اپنی فوج کے مظلوموں کو پکڑنے کے لئے وہاں پہونچا تو دریا کا پانی جوش غضب میں بڑھ آیا اور ظالم مع اپنی فوج کے راہ آب سے جہنم کے نذر ہو گیا پانی جب سر سے گذرا تب فرعون کی آنکھیں کھلیں اور کہنے لگا میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لایا۔ اس وقت آخر کے ایمان سے روح عذاب سے نہ بچ سکی ہاں جسم ممی کی شکل میں محفوظ ہو گیا مدتوں اس ممی کا پتہ نہ تھا اور نہ کتب یہود میں اس کا ذکر تھا لیکن نبیؐ آخر کی زبان پاک سے قرآن میں اس کے وجود کا اعلان کیا گیا جس کی تصدیق ۱۸۸۱ء میں ہوئی جب یہ ممی آثار قدیمہ کے متلاشیوں کو مل گئی اور اب قاہرہ کے عجائب خانہ میں عبرت ناظرین ہے اتنا ہی نہیں بلکہ فرعون کے وزیر ہامان[۵۱]

---

[۵۱] اس کی تفصیل ہماری کتاب تاریخ صحف سماوی صفحہ ۱۲۵ لغایت ۱۵۴ میں دیکھو۔

کی ممی کبھی جرمنی کے شہر منخ میں زبان بے زبانی سے یوں گویا ہے۔

میں بھی کبھی کسی کا سر پر غـــرور تھا

طورسینین کی تجلیاں | زمانہ حال میں نہر سوئز نے براعظم افریقہ کو ایک عظیم الشان جزیرہ کی شکل میں ایشیا سے علیحدہ کر دیا ہے ورنہ سینا کا جزیرہ نما خلیج سوئز اور خلیج عقبہ سے گھرا ہوا ہے اور جس کے شمال میں بیابان تیہ ہے افریقہ کو عرب کے شمالی و مغربی حصہ سے ملائے ہوئے تھا اس جزیرہ نما میں سینا کا کوہستانی سلسلہ ہے جس میں تین علیحدہ علیحدہ پہاڑ نظر آتے ہیں۔ اول کوہ سربل جو ۶۷۵۰ فٹ بلند ہے دوسرا ام شمیر ۸۰۰۰ فٹ اور تیسرا کوہ کیتھرائن ۸۵۴۰ فٹ بلند ہے اس کی دو چوٹیاں ہیں شمالی کوہ حورب اور جنوبی کو جبل موسیٰ کہتے ہیں۔ کوہ کیتھرائن قرآن کا طور سینین ہے۔ فرعون کے غرق ہونے کے بعد حضرت موسیٰ چھ لاکھ بنی اسرائیل کو لئے ہوئے اسی پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوئے توریت میں اس پہاڑ کا منظر یوں دکھایا گیا ہے۔

اور یوں ہوا کہ تیسرے دن صبح کو بادل گرجے اور بجلیاں چمکیں اور پہاڑی پر کالی گھٹا اٹھی اور قرنا کی آواز بہت بلند ہوئی چنانچہ سارے لوگ ڈیروں میں کانپ گئے اور موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے اور وہ پہاڑ کے نیچے کھڑے ہوئے اور سارے پہاڑ پر زیر و بالا دھواں تھا کیوں کہ خداوند شعلے میں ہو کے اس پر اترا اور تنور کا سا دھواں اس پر سے اٹھا اور پہاڑ سراسر ہل گیا۔ اور جب قرنا کی آواز بہت بلند ہوتی جاتی تھی موسیٰ نے کلام کیا اور خدا نے اسے ایک آواز سے جواب دیا (خروج $\frac{19}{16}$)

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ طور سینا آتش فشاں پہاڑ تھا اور بنی اسرائیل کے لئے جنگی نشو و نما وادی نیل کے سطح مرغزاروں میں ہوئی تھی۔ اس کا نظارہ کس قدر عجیب و غریب اور ہیبتناک تھا ان کی جو حالت ہوئی وہ کتاب خروج کے باب ۲۰ میں یوں دکھائی گئی ہے۔

پہاڑ سے دھواں اٹھا اور سب لوگوں نے جب یہ دیکھا تو ہٹے اور دور جا کھڑے ہوئے تب انھوں نے موسیٰ سے کہا کہ تو ہی ہم سے بول اور ہم سنیں لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہیں ہم مر نہ جائیں۔ موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم مت ڈرو اس لئے کہ خدا آیا ہے کہ تمہیں امتحان کرے اور تا کہ اس کا خوف تمھارے سامنے ظاہر ہو کہ تم گناہ نہ کرو۔ تب وہ لوگ دور ہی کھڑے رہے اور موسیٰ کالی بدلی کے جس میں خدا تھا نزدیک گیا۔

تب حضرت موسیٰ بحکم خدا ستر منتخب اسرائیلی بزرگوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھے۔ اب یہاں توریت میں اختلاف بیانی شروع ہوئی۔ خروج باب ۲۴ میں لکھا ہے۔

"تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہو اور ستر بزرگ اسرائیلی اوپر گئے اور انھوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اس کے پاؤں کے تلے جیسے نیلم کے پتھر کی گچکاری اور اس کی شفافی جرم آسمان کے مانند تھی اور بنی اسرائیل کے امیروں پر اس نے اپنا ہاتھ نہ رکھا انھوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا"

دیدار الٰہی کے اس تجسیمی اور شاعرانہ بیان کو اب اسی کتاب خروج کے باب ۳۳ سے مقابلہ کرو۔ خداوند یہوواہ فرماتا ہے "کہ کوئی انسان نہیں کہ مجھ کو دیکھے اور جیتا رہے اس قول خداوندی کی تائید توریت کی کتاب استثنا باب ۱ سے ہوتی ہے حضرت بنی اسرائیل کو یاد دلاتے ہیں۔

> اور وہ پہاڑ آسمان کے بیچوں بیچ تک اندھیری اور بدلیوں اور تیرگی کے ساتھ آگ سے جل رہا تھا اور خداوند نے اس آگ میں سے تمھارے ساتھ خطاب کیا تم نے باتوں کی آواز سنی لیکن تم شکل نہ دیکھی فقط آواز ہی سنی تھی۔

خیر یہ توریت باری تعالیٰ کا دقیق مسئلہ ہے لیکن غضب تو یہ ہے کہ اصلی صحیفوں اور ان کی نقل در نقل کے ضایع ہو جانے کے بعد جب احبار یہود نے بارہ سو برس کے بعد مروجہ عہد عتیق کو مرتب کیا تو کتاب خروج

کے باب ۳۲ میں ہارون کو سونے کا بچھڑا بنانے والا اور بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کی ایام غیبت میں گمراہ کرنے والا لکھدیا حضرت ہارون کو خداوند نے حضرت موسیٰ کے ساتھ شریک نبوت و رسالت کیا تھا تقدیس کا لباس پہنایا تھا اور ان کو اور ان کی نسل کو امامت کا درجہ عطا فرمایا ایسا بزرگ اور اس سے ایسا شرک و فساد صادر ہو - یہود و نصاریٰ باوجود علم و فضل آج تک اسی قصہ کو صحیح سمجھ کر معبدوں میں اس کی تلاوت کرتے ہیں لیکن دیکھو کہ مخبر صادق نبی امی روحی فداہ کی زبان پاک سے عالم الغیب نے کس طرح حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ہے ۔

فرجع موسى الى قومه غضبان اسفا۔ قال يقوم الم يعدكم ربكم وعدا حسنا۔ افطال عليكم العهد ام اردتم ان يحل عليكم غضب من ربكم فاخلفتم موعدى۔ قالوا ما اخلفنا موعدك بملكنا ولكنا حملنا اوزارا من زينة القوم فقذفناها فكذلك القى السامرى فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار فقالوا هذا الهكم واله موسى فنسى افلا يرون الا يرجع اليهم قولا ولا يملك لهم ضرا ولا نفعا ولقد قال لهم هارون من قبل

پس لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے افسوس کرتے ہوئے کہنے لگے بھائیو کیا تم سے تمھارے رب نے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ کیا تم پر عہد (وعدہ) کی بڑی مدت گذر گئی یا تم نے یہ چاہا کہ تمھارے مالک کا غضب تم پر اترے اور اس وجہ سے تم نے وعدہ کیخلاف کیا جو مجھ سے کیا تھا وہ کہنے لگے ہم نے اختیار سے تیرے وعدے کے خلاف نہیں کیا۔ بلکہ ہوا یہ کہ فرعون والوں کے زیور کے بوجھ ہم پر لاد دئے گئے تھے تو ہم نے ان کو ڈالدیا پس اسی طرح ڈالا سامری نے بھی پھر سامری نے لوگوں کے لئے ایک بچھڑا بناکر نکالا وہ دھڑ بچھڑے کی طرح آواز کرتا تھا۔ پس کہنے لگے یہی تمھارا خدا ہے اور موسیٰ کا خدا۔ پس بھول گئے موسیٰ کیا ان کو یہ بھی نہ سوجھا کہ وہ ان کی بات کا جواب نہیں دیتا ہے اور

يقوم انما فتنتم به وان
ربكم الرحمن فاتبعونی واطيعوا
امری قالوا لن نبرح عليه
عكفين حتى يرجع الينا
موسى - قال يا هارون ما
منعك اذ رأيتهم ضلوا -
الا تتبعن افعصيت امری قال
يا بنؤم لا تاخذ بلحيتی ولا
براسی - انی خشيت ان تقول
فرقت بين بنی اسرائيل ولم ترقب
قولی - قال فما خطبك يا
سامری قال بصرت بما لم
يبصروا به فقبضت قبضة
من اثر الرسول فنبذتها و
كذالك سولت لی نفسی قال
فاذهب فان لك فی الحيوة ان
تقول لا مساس وان لك موعدا
لن تخلفه وانظر الى الهك الذی
ظلت عليه عاكفا لنحرقنه ثم

نہ ان کے برے بھلے کا اختیار رکھتا ہے۔ اور ہارون
نے (موسیٰ کے لوٹنے سے) قبل ہی ان سے کہہ دیا بھائیو
تم اس بچھڑے کی وجہ سے بلا میں پڑ گئے اور تمھارا
مالک تو رحمان ہے تو میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو
انھوں نے جواب دیا ہم تو برابر بچھڑے (کی پوجا) پر
جمے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہمارے پاس لوٹ
آئیں موسیٰ نے کہا اے ہارون کیا وجہ ہے کہ جب تم نے
ان کو گمراہ دیکھا تو میرے پاس کیوں نہ آئے کیا تم نے میرے
حکم کی نافرمانی کی ہارون نے کہا اے میرے بھائی میری
داڑی اور میرا سر نہ پکڑ میں ڈرا کہ تو کہے کہ تو نے بنی اسرائیل
میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا موسیٰ
نے کہا سامری تو نے یہ کیا کیا کہنے لگا میں نے وہ دیکھا
جو اوروں نے نہیں دیکھا میں نے (اللہ کے) بھیجے ہوئے
کے پاؤں کے تلے سے ایک (خاک کی) مٹھی
اٹھائی اس کو میں نے (ڈھلے ہوئے بچھڑے میں) ڈالا
اور میرے جی نے مجھ کو یہی صلاح دی۔ موسیٰ نے کہا چل
دور ہو جب تک تو دنیا میں زندہ ہے یوں کہتے
رہے گا چھونا نہیں اور تیرے لئے (آخرت میں) ایک
وعدہ ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں اور دیکھ اپنے خدا

لَنُنَسِّفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا (بچھڑے) کو جس کو تو پوجتا رہا ہے ہم اس کو جلا دیں گے اور دریا میں بکھیر دیں گے۔ (سورۂ طٰہٰ)

قرآنی شہادت کے مطابق بچھڑا بنانے والا ایک شخص سامری تھا نہ حضرت ہارون۔ کتاب خروج کو درایت کی نظر سے تاریخ کی روشنی میں دیکھو قرآنی شہادت کی تصدیق ہو جاتی ہے حضرت موسیٰ نے پہاڑ پر شریعت لیجانے وقت بنی اسرائیل سے فرمایا تھا۔

تحقیق سامری | اور دیکھو ہارون اور حور تمھارے ساتھ ہیں تم میں سے جس کسی کو کوئی معاملہ پیش آئے تو ان کی طرف رجوع کرنا (خروج باب ۲۴ درس ۱۴)

حور حضرت یعقوب کے بیٹے یہوداکے قبیلہ سے تھا اس کا ایک پوتا بطلی ایل تھا جس کے متعلق خداوند نے موسیٰ سے یوں فرمایا۔

"دیکھ میں نے بطلی ایل بن اوری ابن حور کو یہوداکے قبیلہ میں سے نام لے کے بلایا اور میں نے اس کو حکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی ہنرمندی میں روح الٰہی سے بھر دیا ہے تاکہ استادی کے کاموں کو ایجاد کرے اور سونے اور روپے اور پیتل کے کام کرے اور جواہر کو کندہ کرے تاکہ انہیں جڑے اور لکڑی کو تراشے کہ جس سے سب طرح کی کاریگری کا کام ہوئے اور دیکھ میں نے اہلیاب کو جو اخی سمک کا بیٹا اور دان کے قبیلہ سے ہی اسکا ساتھی کر دیا۔ (خروج باب ۳۱)

بطلی ایل کا رفیق اہلیاب قبیلہ دان (منسوب بہ دان ابن حضرت یعقوب سے تھا اس قبیلہ نے حضرت موسیٰ کے بعد علانیہ بت پرستی اختیار کی تھی ان میں گوسالہ پرستی کا رواج اس وقت تک رہا جب تک یہ قبیلہ مع نو قبائل بنی اسرائیل کے جنھوں نے حضرت سلیمان کے بیٹے کے عہد میں بغاوت کر کے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کر لی تھی گرفتار ہو کر نینوا میں جلاوطن نہ ہوا (توریت کتاب قاضیان ۱۸/۳۰)

اس قبیلہ کے شہر دان میں یربعام نے سونے کے بچھڑے کا مندر بنوایا تھا (دیکھو اول ملوک ۱۲/۲۸)
پھر اس کے بعد عمری نے شہر سماریہ اپنا پایہ تخت قرار دیا اور گوسالہ پرستی کی بری رسم جاری رکھی۔ یہ
لوگ سامرین کہلاتے تھے۔

مذکورہ بالا اقتباس اور واقعات کو پیش نظر رکھ کر اب شہادت قرآنی پر غور کرو۔
قدیم مصری ہنود کی طرح گائے بیل کے پرستار تھے ان کے دیوتا اسائرس کا ایک بیل ایپس
تھا جس میں دیوتا کی روح حلول کئے ہوئے تھی اور اس کا مجسمہ مندروں میں رکھا جاتا تھا۔
بنی اسرائیل صدیوں مصر میں رہے تھے اور ہندوستانی شودروں کی طرح غلامانہ زندگی بسر کرتے
تھے گائے بیل کی توہمانہ تعظیم دلوں میں سمائی ہوئی تھی، حضرت موسیٰ کو جب پہاڑ سے واپس آنے میں
دیر ہوئی تو جو زیورات بنی اسرائیل نے چلتے وقت مصریوں سے بطور عاریت لئے تھے ان سے ایک
سونے کا بچھڑا نبطلی ایل اور اس کے رفیق نے بنایا حضرت ہارون نے منع کیا لیکن وہ ان کا قبیلہ
لاوی اقلیت میں تھے ان کا جو شریک کار حور تھا اسی کا پوتا نبطلی ایل تھا ظاہر ہے کہ اس نے پوتے
کی حمایت کی ہوگی اس طور سے حضرت ہارون کا کہنا کسی نے نہ مانا اور انھوں نے تفرقہ کے خوف
سے خاموشی اختیار کی۔

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ فرعون انیہوتپ سوم کے عہد میں تھیبس میں اس کے میر عمارت نے دو
ایسے مجسمے بنائے تھے کہ جن سے طلوع آفتاب کے وقت آوازیں نکلتی تھیں۔ نبطلی ایل بھی جو ایک
چابک دست زرگر توریت میں مذکور ہے اس نے اس سونے کے بچھڑے کو اس صفت سے بنایا کہ اس سے
آواز نکلنے لگی۔ اور بنی اسرائیل اس کی پوجا کرنے لگے۔ نبطلی ایل نے دیکھا تھا کہ کس طرح حضرت موسیٰ
نے ایک خدا کے نام کی منادی سے بنی اسرائیل کو مجتمع کر کے اپنی قیادت میں لے لیا تھا۔ اب اس نے
بھی ان کی عدم موجودگی میں لیڈری کی ہوس میں نقالی کر کے یہ کارروائی کی۔ یہی مطلب ہے۔

فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها وکذلک سولت لی نفسی۔ [1]

ہمارے راویوں کا یہ کہنا کہ جبرئیل کی گھوڑی کے پاؤں کے نیچے کی مٹی سامری نے اٹھالی تھی جو اس نے بچھڑے میں ڈال دی اور وہ بولنے لگا۔ ایک لغو بات ہے۔ قرآن میں نطلی ایل کا نام مذکور نہیں ہے جیسے رعمیس کا نام نہیں لیا گیا ہے صرف فرعون کہا گیا جس نے حضرت موسیٰ سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح سامرین یعنی گوسالہ پرستوں کے گروگھنٹال نطلی ایل کا نام نہیں لیا گیا صرف "السامری" کہہ کر سامع کا ذہن منتقل کر دیا گیا۔

تجلی الہٰی | کیا عجیب بات ہے کہ جس طرح طوفان نوح کی داستان مہابھارت میں بھی مذکور ہے (جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اسی طرح دیدار الٰہی کا موسوی سوال ارجن کی زبان سے مہابھارت کے حصہ گیتا میں پایا جاتا ہے سنئے۔

میدان جنگ میں ارجن اپنے ان بزرگوں کو جن کی وہ تعظیم کرتا تھا اور ان عزیزوں سے جن سے وہ محبت کرتا تھا مقابل صف آرا دیکھکر باہمی کشت وخون کے دردناک تصور سے اسقدر دلگیر ہوتا ہے کہ تیر وکمان ہاتھ سے رکھ دیتا ہے اس وقت سری کرشن جو ارجن کے رتھ بان کے بھیس میں تھے اس کو اس کے فرض سے آگاہ کرتے ہیں اور وحدت وجود اور بقائے روح کی تعلیم دیتے ہیں جو گیتا کے نام سے مشہور ہے ارجن اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ جنگ کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے مگر پہلے بھگوان کرشن کا دیدار دیکھنا چاہتا ہے

ذیل میں ہم گیتا سے یہ مکالمہ درج کرتے ہیں

---

[1] تفسیر کبیر میں ابومسلم اصفہانی کا قول اس کے مطابق ہے (دیکھو تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱) امام رازی ابومسلم کے اس قول کے متعلق لکھتے ہیں کہ مفسرین کے اقوال کے مخالف تو ہے لیکن تحقیق کے بہت قریب ہے۔

منتر ۸ " تو مجھے اپنی ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا اس لئے میں تجھے عجیب و غریب آنکھ دیتا ہوں کہ تو اس سے میری قدرت کے جلال دیکھے۔

منتر ۹ " یہ کہہ کر قادر مطلق کرشن نے ارجن کو اپنی قدرت کا اعلیٰ جلوہ دکھایا۔

منتر ۱۰-۱۳ جو کہ بے شمار منہ اور آنکھیں بے شمار عجیب شکلیں بے شمار نایاب زیور اور بے شمار ہتھیار رکھتا تھا اور عجیب مالائیں اور پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے اور عمدہ عطر لگائے ہوئے تھا اور نہایت حیرت انگیز اور روشن تھا جس کی کہیں انتہا نہ تھی اور جس کا ہر طرف رخ تھا

منتر ۱۴-۱۷ تب خوف کے مارے ارجن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور وہ سر جھکا کر دست بستہ کرشن بھگوان سے کہنے لگا۔ اے کرشن میں آپ کے جسم میں تمام دیوتاؤں کو ہر قسم کے موجودات کو خداوند کائنات برہما کو جو کنول پر نشست رکھتے ہیں اور سب رشیوں کو اور عجیب عجیب سانپوں کو دیکھتا ہوں اے عالم کے صاحب میں آپ کو بے شمار بازو و شکم دہن اور آنکھیں رکھنے والا محیط کل پاتا ہوں اور مجھے آپ کے بے غایت ظہور کا آغاز، وسط اور انجام نظر نہیں آتا۔ میں دیکھتا ہوں آپ تاج پہنے ہوئے ہیں اور ہاتھ میں گدا اور چکر لئے ہوئے ہیں اور بے حد جلال رکھتے اور ہر سمت کو روشن کرتے ہیں آپ پر آنکھ بالکل نہیں ٹھہرتی کہ آپ کی روشنی شعلہ زن آفتاب کے مانند ہے اور بے انتہا ہے (گیتا ترجمہ پنڈت امرناتھ مدن ص ۲۲۵ - ۲۲۹)

کوہ طور پر حضرت موسیٰ جب زبانہ آتشیں کے حجابات میں لذت ہمکلامی سے مشرف ہوتے ہیں تو وجد میں آکر رویت کا سوال کر بیٹھتے ہیں یہ مکالمہ توریت اور قرآن دونوں میں مذکور ہے جس کو ہم ذیل میں بالمقابل نقل کرتے ہیں۔

توریت

جب موسیٰ نے کہا میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے اپنا جلال دکھا۔ اس نے کہا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا اس لئے کہ کوئی انسان نہیں جو مجھے دیکھے اور جیتا رہے اور خداوند نے کہا دیکھ یہ جگہ میرے پاس ہے تو اس چٹان پر کھڑا رہ اور یوں ہوگا کہ جب میرے جلال کا گذر ہوگا تو میں تجھ کو اس چٹان کی دراز میں رکھوں گا اور جب تک نہ گذروں۔ تجھے اپنی ہتھیلی سے ڈھانپوں گا اور پھر اپنی ہتھیلی اٹھاؤں گا اور تو میرا پیچھا دیکھے گا لیکن میرا چہرہ ہرگز نہ دکھائی دے گا۔

(خروج باب ۳۳)

قرآن

ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمہ ربہ

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے مقام پر آیا اور اس کے

قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی و

ربنے اس سے کلام کیا کہنے لگا پروردگار مجھے اپنے تئیں دکھا دے

لکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف

جواب ملا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا لیکن اس پہاڑ کیطرف دیکھ

ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ

پھر اگر پہاڑ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے تو تو بھی مجھے دیکھ سکیگا پھر جب

صعقا۔ فلما افاق قال سبحنک تبت الیک

اس کے ربنے پہاڑ پر تجلی کی تو اس کو چکنا چور کردیا اور موسیٰ

وانا اول المومنین (سورۂ اعراف)

بیہوش ہوکر گر پڑا جب ہوش آیا کہنے لگا پاک ہے تو تیرے آگے میں توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا ایمان لانے والا ہوں

مذکورۂ بالا تین مکالمات پر غور کرو گیتا میں نظارہ اگرچہ چشم ظاہر سے نہیں بلکہ ایک عجیب وغریب آنکھ سے ہے لیکن شاعرانہ انداز میں تمام ترجمانہ رنگ ہے جس نے جلوہ معانی پر صورت پرستی کا پردہ ڈالدیا ہے توریت میں تنزیہ پر تشبیہ غالب آگئی طالب دیدار کو پرجلال چہرہ نظر نہیں آسکتا ہاں پشت سے خرام ناز کی ایک جھلک دیکھ لے گا قرآن میں تمثیل کے آئینہ میں نفی واثبات کا عکس نظر آتا ہے۔ دیدار دکھانے سے اگرچہ صاف انکار لن ترانی لیکن مشتاق جمال کی دلشکنی بھی گوارا نہیں اس لئے

فسو ف توانی کو شرط مشروط کے پیرایہ میں یوں سمجھایا ہے کہ پہاڑ اگر اپنی جگہ پر قائم رہے تو پھر تماشا دیکھنا لیکن برق تجلی کی ایک ہی جھلک سے جسم دکا بنیت کا پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے ایک مشت خاک کیا چیز ہے کلیم اللہ غش کھا کر گرتے ہیں تب روحانیت کی آنکھ کھلتی ہے حقیقت حال کا انکشاف ہوتا ہے اور لکنت کرتی ہوئی زبان یوں گویا ہوتی ہے ۔ سبحنك تبت الیك و انا اول المومنین اب معلوم ہوا کہ چشم ظاہر اس قابل ہی نہیں کہ شاہد ازل کا دیدار دیکھ سکے ۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرك الابصار۔	نظریں اس کو نہیں معلوم کر سکتیں اور وہ نظروں کو خوب جانتا ہے

لیکن وہ واہب العطایا جس نے اس ظلمتکدہ عالم میں انسان کو بصر کا ایک چھوٹا سا نازک حاسہ عطا کیا ہے جس سے اشیاء نظر آتی ہیں تو اس عالم نور میں جب

فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔	کوئی نہیں جانتا کہ ہم نے کیسی آنکھوں کو ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے ۔

کا انکشاف ہوگا۔ اس حاسہ بصر سے کہیں اعلیٰ و اشرف حاسہ نظر عطا ہو کر مشتاق دیدار کو اس قابل بنایا جائے گا کہ ۔

وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الی ربھا ناضرہ	بہت سے منہ اس دن تروتازہ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے ۔

کی ابدی جنت نگاہ سامنے آجائے

مسئلہ رویت باری تعالیٰ کے متعلق متکلمین کے قیل و قال اور حکماء کی موشگافیوں سے ہم کو یہاں بحث نہیں وہ اگر منکر دیدار ہیں تو خیر۔ یوں سمجھ لیں کہ ہماری "سعی بے حاصل" میں ایک لذت ہے جس سے صرف اہل حال کے دل درد آشنا ہیں

بیت المقدس کا عروج و زوال

حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصریوں کی غلامی سے نجات دلا کر حریت و آزادی کے میدان میں نکال تو لائے لیکن ان کی صدیوں کی غلامانہ ذہنیت قدم قدم پر ان سے ذلیل حرکتیں کراتی تھی اور ان کی پست ہمتی ۔ دنائت اور کج بحثی کے عجیب و غریب مظاہرے دکھاتے تھے ان کی مثال ایسے لدو گھوڑے کی تھی جو تھان پر بندھا ہوا۔ تیار تلا دانہ چارہ پائے اور بوجھ اٹھاتے وقت ڈنڈے اور گالیاں کھائے لیکن جب اس کو کھلے میدانوں میں چھوڑا جائے کہ جہاں چاہے چرے بچرے تو وہ اپنے چھڑانے والے پر دولتیاں چلائے اور تھان کا دانہ چارہ یاد کرے ۔

توریت کی کتاب خروج و استثنا ، اور قرآن کی سورہ بقر اور اعراف میں بنی اسرائیل کے یہ حرکات ہمارے لئے پند و عبرت ہیں بیابان تیہ میں جہاں سے ارض موعود فلسطین کا راستہ قریب تھا ان کے کھانے پینے کے لئے غیب سے سامان تھا سمندر کی طرف سے شام کے وقت بٹیریں آتیں اور ہر طرف پھیل جاتیں صبح کے وقت شبنم کی طرح کوئی چیز مثل ترنجبیں ٹپکتی تھی جو طلوع آفتاب کے بعد زمین پر پتلے چمڑے کی طرح پھیلی نظر آتی تھی ۔ یہی من و سلویٰ تھا کوہ سینا سے بادل اٹھتے تھے اور سائبان کی طرح ان کو دھوپ سے بچاتے تھے ۔ پتھروں سے چشمے پھوٹتے تھے اور ان کی پیاس بجھاتے تھے صحت بخش ہوائیں چلتی تھیں اور ان کو تر و تازہ رکھنے میں مدد دیتی تھیں لیکن پھر بھی وہ اپنے نجات دہندہ کو طعنہ دیتے تھے کہ تو ہمیں کہاں نکال لایا یہاں نہ گیہوں کی روٹی ہے نہ ترکاریاں نہ مسور کی دال ہے نہ پیاز ۔ نہ نہریں ہیں نہ کنویں ۔ ہم سے تو وعدہ تھا کہ دودھ اور شہد کی نہریں ملیں گی یہاں تو ریگ رواں اور جنگل بیابان کے سوا کچھ بھی نہیں ۔ کیا ہم کو یہاں مرنے کے لئے نکال لایا اس سے تو ہماری مصر کی محکومانہ زندگی بہتر تھی

اینٹیں بناتے تھے لکڑیاں کاٹتے تھے۔ پانی بھرتے تھے اور کوڑے بھی کھالیتے تھے مگر شام کی روٹی اور سالن تو ملتا تھا۔ مزے سے کھاتے تھے اور چین سے سوتے تھے سچ ہے غلامانہ ذہنیت آزادی کا گلا گھونٹ کر انسان کو مسخ کر دیتی ہے۔

پھر جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اٹھو مرد میدان بن کر خدا کی وسیع زمین پر قبضہ کرو تو وہ پست ہمت بزدل کہتے تھے تو اور تیرا خدا لڑنے کو جائیں ہم تو یہ بیٹھے ہیں۔ غرض کہ چالیس سال میں جب یہ لوگ مر کھپ گئے اور حضرت موسیٰ کا بھی وصال ہو گیا تب ان کے نوجوانوں کی نئی نسل جس نے آزادی کی ہوا میں پرورش پائی تھی حضرت موسیٰ کے خادم اور خلیفہ حضرت یوشع کی سرکردگی میں ارض موعودہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور چار سو برس تک حکومت کرتے رہے انکا طرز حکومت نہ ملوکیت تھا نہ جمہوریت۔ خدائے واحد ان کا حاکم مطلق تھا توریت ضابطہ اور آئین تھا اور ہر قبیلہ کا شیخ ان کا قاضی تھا جو مجلس شوریٰ منعقد کرتا تھا اور احکام خداوندی کا اجرا کرتا تھا ان قاضیوں کا دائرہ حکومت خود مختارانہ تھا لیکن مرکز ایک ہی قانون خداوندی توریت تھا رفتہ رفتہ بت پرست ہمسایہ اقوام کے رسم ورواج کے متعدی امراض ان میں پھیلنے لگے جن کا اثر یہ ہوا کہ اکثر قبیلے غیروں کے محکوم ہو گئے تب انھوں نے اس زمانہ کے نبی حضرت شموئیل سے درخواست کی کہ ہم پر ایک بادشاہ مقرر کیا جائے تاکہ اس کی ماتحتی میں ہم ایک ہی جھنڈے کے نیچے متفقہ طور پر جہاد کریں حضرت نے ان کو ملوکیت کی خرابیاں اور استبدادی حکومت کی برائیاں سمجھائیں لیکن وہ اصرار کرتے رہے تب آپ نے فرمایا اچھا حکم خداوندی کے منتظر رہو۔

<u>بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ</u> | عجب اتفاق ہے کہ حضرت موسیٰ کوہ طور پر آگ لینے گئے تھے پیغمبری ملگئی اسی طرح قبیلہ بنیامن کا ایک قوی ہیکل دراز قد اسرائیلی جس کا نام ساول تھا اپنے کھوئے ہوئے گدھوں کی تلاش میں حضرت شموئیل کے پاس فال کھلوانے گیا تھا بادشاہی مل گئی۔

حضرت شموئل نے جس وقت ساول کو جس کو قرآن نے اس کے جسم و علم کے اعتبار سے طالوت کہا ہے) دیکھا اور اس کی باتیں سنیں تو اس کے سر پر تیل ملا اور ہاتھ پھیر کر برکت عطا کی۔ اس وقت سے یہ رسم ہوگئی کہ نبی اسرائیل کے ہر نئے بادشاہ کے سر پر تیل کاہن ملتا اور برکت دیتا تھا اور اس کو مسیحا کا لقب ملتا تھا (حضرت عیسیٰ کے ذکر میں ہم اس کی مزید تفصیل کریں گے۔

الغرض شاہ طالوت قبائل بنی اسرائیل کو جمع کر کے فلسطینوں سے جہاد کرنے نکلا جس کا ذکر قرآن میں یوں ہے

فلما فصل طالوت بالجنود قال ان	پھر جب طالوت فوجوں سمیت نکلا تو کہنے لگا اللہ تم کو
الله مبتليكم بنهر فمن شرب منه	ایک نہر کے ذریعہ آزمائے گا جو اس سے پی لے وہ
فليس منى ومن لم يطعمه فانه منى	مجھ سے نہیں ہے اور جس نے اس میں سے نہیں پیا
الا من اغترف غرفة بيده فشربوا	وہ میرا ہے مگر ایک چلو ہاتھ سے لے لے اور پی لے تو
منه الا قليلا منهم فلما جاوزه	کوئی قباحت نہیں) پھر سبھوں نے اس کا پانی پیا
هو والذين امنوا معه قالوا	مگر تھوڑے لوگوں نے جب طالوت اور اس کے ساتھ
لا طاقة لنا اليوم بجالوت وجنوده	والے ایمان دار نہر کے پار ہوئے تو کہنے لگے آج ہم کو
قال الذين يظنون انهم ملاقوا	جالوت اور اس کی فوجوں سے لڑنے کی طاقت نہیں
الله كم من فئة قليلة غلبت	جن لوگوں کو خدا سے ملنے کا یقین تھا انھوں نے
فئة كثيرة باذن الله والله	کہا کہ ایسا بہت ہوا ہے کہ تھوڑی جماعت بڑی
مع الصابرين - ولما برزوا لجالوت	جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب ہوگئی ہے اور
وجنوده قالوا ربنا افرغ علينا	اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جب جالوت
صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا	اور اس کی فوجوں کے مقابل ہوئے تو کہنے لگے پروردگا

على القوم الكافرين ۔ فهزموهم	ہمارے اوپر صبر اتار دے اور ہمارے پاؤں (میدان
باذن الله وقتل داؤد جالوت	جنگ میں) جما دے اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح
وآتاه الله الملك والحكمة وعلمه	دے پھر اللہ کے حکم سے ان کو شکست دی اور داؤد
مما يشاء ولولا دفع الله الناس	نے جالوت کو مار ڈالا اور خدا نے اسکو (داؤد کو)
بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله	بادشاہت اور پیغمبری دی اور جو چاہا اس کو سکھایا
ذو فضل على العالمين۔	اور اگر اللہ بعضوں کو ہاتھ سے بعضوں کو نہ روکے
(سورة البقرہ)	تو زمین بگڑ جائے لیکن اللہ کا فضل تمام جہان پر ہے

اپنے افسر کا حکم بے چون و چرا ماننا سپاہی کا اصلی جوہر ہے۔ طالوت کا حکم آزمائش کے طور پر تھا جس سے معلوم ہوتا کہ جان باز کتنے ہیں اور کتنے سرشاری کے لئے ہیں پھر جب فلسطینیوں کی طرف سے انکا مشہور قوی ہیکل پہلوان جالوت تانبے کا خود اور زرہ پہنے ہوئے ہتھیاروں سے لیس ایک بھاری نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے میدان میں نکلا اور پکارا کہ اے اسرائیلو اپنے کسی چنے ہوئے بہادر کو بھیجو اور اگر وہ مجھے مار لے تو ہم سب تمھارے خادم لیکن اگر میں مار لوں تو تم سب خادم ہو جاؤ تو اسرائیلی لشکر میں سناٹا چھا گیا اور کوئی اس کے مقابلہ کو نہ نکلا تب رب الافواج نے اپنی قدرت کا تماشا دکھایا قبیلہ یہوداکے ایک شخص یسّی کے آٹھ بیٹے تھے جن میں تین طالوت کے لشکر میں شامل تھے لیکن سب سے چھوٹا جو سرخ رنگ نازک چہرہ نوجوان تھا گھر کی بکریاں چرایا کرتا تھا باپ نے اس کو کھانے کی کچھ چیزیں دیکر لشکر میں بھیجا جہاں اس نے جالوت کی للکار سنی۔ اس کو اسرائیلیوں کی بزدلانہ خاموشی پر غصہ آیا اور کہنے لگا اس نامختون فلسطی کی کیا ہستی ہے جو زندہ خداوند کی فوج کو ذلیل کرے بادشاہ نے جب یہ سنا تو نوجوان کو طلب کیا اور کہنے لگا اے لڑکے کیا تو اس دیو سے لڑنے چلا ہے نوجوان نے کہا اے بادشاہ جنگل میں میرے ایک بکری کے بچہ کو شیر نے پکڑ لیا میں نے لپک کر بچہ کو چھین لیا اور جب وہ درندہ

مجھ پر جھپٹا تو میں نے وہیں اس کا سر توڑ دیا۔ خدا نے مجھے اس شیر پر غالب کیا۔ کیا وہ اس فلسطی سے نہ بچائے گا۔ یہ سنکر طالوت نے اپنا خود وزرہ نوجوان کو دے اور وہ مسلح ہوکر میدان کو نکلا۔ لیکن تھوڑی دور جاکر پلٹ پڑا اور کہنے لگا ان ہتھیاروں کو میں نے آزمایا نہیں ہے میں تو اپنا لٹھ اور گوپھن لے کر جاتا ہوں پھر اس نے پانچ چکنے پتھر وادی سے چن کر جھولی میں ڈالے اور میدان میں نکلا۔ جالوت نے نوجوان کو حقارت سے دیکھ کر کہا اے بیوقوف کیا تو مجھے کتا سمجھا ہے جو لٹھ لیکر نکلا ہے۔ نوجوان نے جوش شجاعت میں جھوم کر کہا جنگ کا فیصلہ کرنے والا ہمارا خداوند ہے تلوار اور نیزہ کیا چیز ہے تب فلسطی نے غصہ میں آکر بھالا اٹھایا لیکن نوجوان نے پھرتی سے ایک پتھر گوپھن میں رکھ کر اس زور سے اس کی پیشانی پہ مارا کہ دماغ میں پیوست ہوگیا اور جالوت تیورا کر گرا۔ تب نوجوان نے اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیا۔ یہ دیکھ کر فلسطیوں کے قدم اٹھ گئے اور اسرائیلیوں نے حملہ کر کے میدان مار لیا یہ نوجوان حضرت داؤد تھے جن کے یہ واقعات ہمنے توریت سفر شموئیل اوّل سے لئے ہیں اور مزید حالات درج ذیل ہیں۔

<u>حضرت داؤد کی سرگذشت</u> اس فتح عظیم سے حضرت داؤد بنی اسرائیل میں ہر دل عزیز ہو گئے۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی میکل سے آپ کا نکاح کر دیا۔ ولی عہد یوناتن آپ کا اس قدر گرویدہ ہوگیا کہ اس نے آپ سے عقد مواخات باندھا کہ مرتے دم تک ایک دوسرے کے جانثار دوست رہیں گے یہ سب کچھ ہوا مگر ملوکیت اپنا رنگ لائی، تیرہ باطن مصاحبوں نے بادشاہ کے کان بھر دیئے کہ داؤد خود بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ تب بادشاہ نے آپ کو خفیہ طور پر قتل کر دینا چاہا لیکن وفاشعار یوناتن نے آپ کو مطلع کر دیا جس شب کو جلاد آپ کے قتل کو آرہے تھے آپ مکان کی پشت سے چھپ کر نکل گئے اور شہر نوب میں اخیملک کاہن کے یہاں پناہ لی لیکن کاہن نے بادشاہ کے خوف سے آپ کو توشہ دے کر رخصت کر دیا۔ بادشاہ کو جب یہ خبر ملی تو وہ شہر نوب پر چڑھ دوڑا۔ اخیملک اور

اس کے ساتھ پچاسی کاہنوں کو تہ تیغ کیا۔ اور شہر کے کسی متنفس کو بوڑھے سے دودھ پیتے بچے تک زندہ نہ چھوڑا صرف اخیملک کا ایک بیٹا ابی یاتر بھاگ کر حضرت داؤد سے مل گیا۔ آپ عدولام کے ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے جہاں آپ کے خاندان کے لوگ جمع ہو گئے اس طور سے چار سو کی جمعیت ہو گئی بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ فوج لے کر آپ کو پکڑنے چلا لیکن آپ وہاں سے سلامت نکل گئے اور پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپتے رہے پھر بھی بادشاہ نے پیچھا نہ چھوڑا ایک موقع پر جب بادشاہ لشکر لئے ہوئے پڑا تھا۔ حضرت داؤد مع اپنے ایک رفیق کے شب کے وقت چھپ کر لشکر میں بادشاہ کے قیام گاہ تک پہونچ گئے دیکھا کہ پہرہ دار غافل ہیں اور بادشاہ سو رہا ہے رفیق نے آپ سے کہا بس یہی موقع ہے بادشاہ کو فوراً قتل کر دینا چاہیئے آپ نے فرمایا خدا خود ہی اس کو فنا کر دے گا میں اپنے ہاتھ مسیحا کے خون میں رنگین نہ کروں گا پھر بادشاہ کا نیزہ سرہانے سے اکھاڑ کر اور پانی کی صراحی لے کر لشکر سے باہر نکل آئے۔ صبح کو پہاڑ پر سے بادشاہ کے سپہ سالار کو پکار اکر تو اپنے بادشاہ کی ایسی ہی حفاظت کرتا ہے کہ حریف شب کو اس کے سرہانے پہونچ جائے اور اس کا نیزہ اٹھالے جائے جس وقت یہ آواز طالوت کے کان میں پڑی وہ پہچان گیا اور کہنے لگا داؤد یہ تیری آواز ہے۔ آپ نے جواب دیا اے بادشاہ اگر تو خدا کے حکم سے مجھے گرفتار کرنا چاہتا ہے تو میں حاضر ہوں لیکن اگر لوگوں نے تیرا دل میری طرف سے پھیرا ہے تو انپر لعنت ہے اس لئے کہ وہ مجھے خداوند کی میراث سے محروم کر کے کہتے ہیں جا بیگانوں میں دوسرے معبودوں کی عبادت کر۔ یہ سن کر طالوت کا دل بھر آیا۔ کہنے لگا اے میرے بیٹے داؤد تو نے مجھ پر قابو پا کر بھی ہاتھ نہ اٹھایا۔ تو مبارک ہے خطاوار میں ہوں تو بڑے بڑے کام کرے گا اور فتحمند ہو گا۔ اس گفتگو کے بعد طالوت اپنی فوج لے کر واپس ہوا اور حضرت داؤد اپنی جمعیت کو لئے ہوئے بنی اسرائیل کی سرحدوں سے نکل گئے اور کچھ عرصہ تک فاران کی "وادی بکا" میں جیسا کہ زبور کے نغمہ ۸۴ میں

لکھا ہے اور جس کو قرآن مجید میں بیکۂ مُباد کا کہا گیا ہے مقیم رہے ۔

فلسطینوں کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ایک بڑی فوج لے کر طالوت پر حملہ آور ہوئے اور کوہستان جلبوعہ میں ایک خونخوار لڑائی ہوئی طالوت مع اپنے بیٹوں کے جن میں یوناتن بھی تھا میدان میں کام آیا اور بنی اسرائیل شکست کھا کر فرار ہو گئے حضرت داؤد کو اس سانحہ سے سخت صدمہ ہوا جس کا اظہار زبور کے ایک نغمہ میں پر درد طریقہ سے کیا گیا ہے اس حادثہ کے بعد بنی اسرائیل کے سب قبائل خشکی اور تری سے حضرت داؤد کے پاس جمع ہوئے اور متفقہ طور پر شہر حبرون میں آپ کو اپنا مسیحا یعنی بادشاہ تسلیم کر لیا۔ توریت تاریخ الایام الاول کے باب ۱۴ میں لکھا ہے کہ تین لاکھ سے زائد جنگجو نے (جن کی تفصیل بھی قبیلہ وار درج کی گئی ہے) پہاڑوں سے اتر کر اور ندیوں کو پار کر کے آپ سے رجوع کیا اور تابع فرمان ہو گئے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ صٓ میں بھی بلیغ انداز سے مذکور ہے۔

واصبر علی ما یقولون واذکر	صبر کر اس پر جو وہ سب کہتے ہیں اور ہمارے بندے
عبدنا داؤد ذا الایدِ انہ اواب۔	داؤد کو یاد کر جو زور والا تھا کیوں کہ وہ (اللہ کی طرف
انا سخرنا الجبال معہ۔ یسبحن	بہت رجوع رہتا تھا ہم نے پہاڑوں کو اسکا تابعدار
بالعشی والاشراق۔ والطیر	بنا دیا تھا جو سورج ڈھلے اور سورج نکلے اس کے
محشورۃ کل لہ اواب ۔ وشددنا	تسبیح کرتے اور پرندوں کو بھی (اس کا تابعدار کر دیا
ملکہ واتیناہ الحکمۃ وفصل	تھا وہ جمع ہو کر سب اس کی طرف رجوع ہوتے تھے
الخطاب۔	اور اس کی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے
(سورۂ صٓ)	اس کو تدبیر دی تھی اور جھگڑا چکانے والی بات

ان آیات میں ہمارے رسول کریم صلعم کو جب آپ مکہ میں کفار قریش کے ہاتھوں گرفتار بلا تھے صبر کی

تلقین کی جاتی ہے اور حضرت داؤد کے مصائب مہاجرت پھر حصول خلافت کی یاد دلائی جاتی ہے یہ خداوندی تسلی اس دن عملی شکل میں نظر آئی جب ۸ھ میں فتح مکہ کے دن کفار قریش کے سردار ابوسفیان نے پہاڑ پر سے قبائل عرب و انصار مدینہ کے دس ہزار جانبازان اسلام کو اس پیغمبر برحق کے گرد جہاد کے لئے جمع دیکھا جس کو انھوں نے ایک شب مکہ میں شہید کر ڈالنا چاہا تھا مگر حافظ حقیقی نے حضرت داؤد کی طرح محفوظ رکھ کر مدینہ پہونچا دیا تھا۔

کیا افسوس ہے کہ ہمارے راویوں نے مذکورہ بالا سورہ ص کے ربط آیات پر غور نہ کیا اور حضرت داؤد کے متعلق یوں داستان سرائی کی کہ آپ کے ساتھ پہاڑ بھی زبور پڑھتے تھے اور پرند بھی گرد جمع ہو کر ہم آہنگ ہوتے تھے حالانکہ انھوں نے قرآن پاک میں پڑھا ہوگا کہ ہر شے اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہے جبال وطیر کی خصوصیت تلقین صبر کے لئے کیا تھی۔ لیکن اگر جبال وطیر کے لفظی معنی ہی لئے جائیں تو مطلب یوں سمجھنا چاہیئے کہ حضرت داؤد کے نغمات زبور صبح و شام کو اس قدر دلکش تھے کہ صبح کے سہانے وقت اور شام کے بسیرے کے وقت چڑیاں ساتھ میں چہچہاتی تھیں گویا تہلیل و تقدیس میں مشغول ہیں اور اسی طرح پہاڑوں کا قبل طلوع اور قبل غروب دلفریب منظر لحن داؤدی کا نغمۂ خاموش تھا۔

<u>خلافت داؤدی کے سبق آموز واقعات</u> سورہ ص کی مذکورہ بالا آیات کے بعد ہی حضرت داؤد کی خلافت کا ایک واقعہ یوں مذکور ہے۔

وھل اتٰك نبؤا الخصم اذ تسوروا	اور کیا ان جھگڑنے والوں کی خبر تجھ کو پہونچی ہے جو
المحراب۔ اذ دخلوا علےٰ داؤد	دیوار پھاند کر داؤد کے عبادتخانے میں آ گئے جب داؤد
ففزع منھم قالوا لاتخف	کے پاس گھس آئے وہ ان کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ انھوں نے
خصمٰن بغیٰ بعضنا علےٰ بعض فاحکم	کہا مت ڈر ہم دونوں میں جھگڑا ہے ہم میں سے ایک نے
بیننا بالحق ولا تشطط واھدنا	دوسرے پر ظلم کیا تو انصاف سے ہمارا فیصلہ کر دے

الی سواء الصراط۔ ان هذا اخی
له تسع وتسعون نعجة ولی
نعجة واحدة۔ فقال اکفلنیها
وعزنی فی الخطاب۔ قال لقد
ظلمك بسؤال نعجتك الی نعاجه
وان کثیرا من الخلطاء لیبغی
بعضهم الی بعض الا الذین
آمنوا وعملوا الصالحات و
قلیل ما هم وظن داؤد انما
فتنه۔ فاستغفر ربه وخرّ
راکعا واناب فغفرنا له
ذالك وان له عندنا لزلفیٰ
وحسن مآب۔

(سورۂ ص)

اور بے انصافی نہ کر اور ہم کو سیدھی راہ بتادے یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے اب وہ کہتا ہے کہ تو اپنی وہ دنبی بھی میرے حوالے کر دے اور بات چیت کرنے میں وہ مجھ کو دبا بیٹھا ہے داؤد نے کہا بیشک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے جو تیری ایک دنبی مانگ کر اپنی دنبیوں میں ملانا چاہتا ہے اور اکثر ساجھی ایک دوسرے پر ظلم کرتے رہتے ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اور داؤد کو خیال آیا (کہ یہ مقدمہ نہ تھا بلکہ) کہ ہم نے اس کو آزمایا تھا اسی وقت اس نے اپنے مالک سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑا اور (خدا کی طرف) رجوع ہو گیا۔ آخر ہم نے اس کا یہ قصور معاف کر دیا اور بیشک داؤد کے لئے ہمارے پاس نزدیکی کا درجہ ہے اور اچھا ٹھکانا ہے

بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے عہد کے بعد سے قاضیوں کے آخر عہد یعنی حضرت شموئیل کے زمانہ تک قبائل کے شیوخ اپنے اپنے خیموں میں یا کھلے مقامات میں گھنے درختوں کے نیچے لوگوں کے باہمی جھگڑے اور مقدمات فیصل کرتے تھے حضرت داؤد متفقہ اسباط بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ اور پیغمبر صاحب کتاب تھے جنھوں نے اس طریقہ کی اصلاح کی۔ آپ نے چالیس سال تک حکومت کی اور ہمیشہ بنفس نفیس رفع خصومات فرماتے رہے آپ نے اپنے دار الخلافہ اورشلم میں شاہانہ تزک و احتشام کی بنیاد ڈالی۔ شہر پناہ

کی دیوار کھچوائی اور حاجب و دربان مقرر کئے اور اپنے لئے ایک محل بنوایا۔ بنی اسرائیل اب تک اس قسم کی مدنیت سے آشنا نہ تھے خاصکر دیہات میں مویشی چرانے والے ابنائے بادیہ بالکل سادہ زندگی بسر کرتے تھے انھیں مویشی چرانے والوں میں چند آپ کے پاس رفع خصومت کے واسطے آئے یہاں دیکھا کہ حاجب و دربان پاسبانی کر رہے ہیں نگروہ آزاد ابنائے بادیہ جو سردار قبیلہ کے خیموں اور درختوں کے سایہ کے نیچے مقدمات فیصل ہوتے دیکھتے تھے وہ حاجب و دربان کو کیا سمجھتے بے تکلفانہ دیوار پھاند کر حضرت داؤد کے حضور میں کھڑے ہو گئے حضرت داؤد کو چونکہ عہد خلافت میں فلسطینیوں اور دیگر قبائل کفار سے ایک نہ ایک مقابلہ درپیش رہتا تھا اس لئے آپ کو خیال گذرا کہ یہ شخص دشمن ہیں لیکن انھوں نے فوراً آپ کو اطمینان دلایا پھر مدعی نے اپنے ایک دنبی کا قضیہ اور مدعا علیہ کا باوجود ۹۹ دنبیوں کے مالک ہونے کے اس ایک دنبی کو سخت کلامی کے ساتھ چھیننے کی کوشش کا ذکر کیا۔ مدعا علیہ نے اس کی تردید نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اس کو جرم کا اقرار تھا اس لئے حضرت داؤد نے اس کے اس حرص و درشتی کو ظلم سے تعبیر کیا اور پھر یہ کلمہ ارشاد فرمایا وان کثیرًا من الخلطاء لیبغی بعضھم علےٰ بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ماھم اس طور سے ضمناً مدعا علیہ کو عمل نیک کی تعلیم بھی دیدی لیکن جس وقت آپ یہ فیصلہ سنا رہے تھے معاً آپ کو اپنی ابتدائی حالت یاد آگئی کہ کس طرح حق تعالیٰ نے ایک معمولی چرواہے کی حیثیت سے آپکو خلافت کے اعلیٰ عہدے پر فائز فرمایا تھا کہ خلق خدا کی صلاح و فلاح میں مشغول رہیں پھر جبوقت مخاصمین کے دربان و حاجت کے روک ٹوک کے باعث دیوار پھاند کر حاضر ہونے کا تصور بندھا آپ احکم الحاکمین کے ہیبت و جلال سے مرعوب ہو گئے اور سمجھے کہ یہ قضیہ تو جرائی اللہ کے لئے تازیانہ ہے اور اس لئے خضوع و خشوع کے ساتھ سجدہ میں گر پڑے فاستغفر ربہ وخر راکعًا وانابــ حق تعالیٰ نے آپ کی انابت اور رجوع کو قبول فرما کر آپ کو مقام ہیبت سے مقام

کی طرف ترقی دی پھر لذت ہمکلامی سے مشرف فرما کر بطور خطاب نہ بطریق عتاب[ا؎] خلافت حقہ اور اس کے نازک ذمہ داریوں کی یاد دلائی یاداؤد انا جعلناك خليفة في الارض الآ۔ حقیقت یہ ہو کہ انبیاء کے قلوب آئینہ انوار ہوتے ہیں۔ آئینہ جس طرح منہ کی بھاپ سے دھندلا ہو جاتا ہے لیکن جہاں کسی چیز سے اس کو رگڑ دیا پھر اور چمک اٹھتا ہے اسی طرح انبیاء کے قلوب مطہر عالم رنگ و بو کے اثر سے کبھی مکدر ہو جاتے ہیں لیکن معاً خشیت الٰہی کی تیز روشنی اپنا عکس ڈالتی ہے جس سے ان کی فطرت کا نورانی جرم اور چمک اٹھتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے انی لاستغفر الله ربی فی کل یوم سبعین مرة بیشک میں اپنے پروردگار سے ہر روز دن میں ستر مرتبہ مغفرت مانگتا ہوں آنحضرت صلعم اگرچہ اصطفٰے کے مقام اعلیٰ پر فائز تھے لیکن پھر بھی دن میں ستر مرتبہ استغفار فرماتے تھے سبحان اللہ! انبیاء کے قلوب کی یہ کیفیت ہے۔ [۲؎]

دوسرا واقعہ

وعلمنٰہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فھل انتم شاکرون (سورۂ انبیا)	اور سکھایا ہم نے اس کو تمہارے لباسوں کا بنانا تاکہ محفوظ رکھے تم کو تکلیف سے پس کیا تم شکر گذار ہو
والنا لہ الحدید ان اعمل سٰبغٰت وقدر فی السرد واعملوا صالحا انی بما تعملون بصیر۔ (سورۂ السبا)	اور ہم نے اس کیلئے لوہا نرم کر دیا تھا اس کو یہ حکم دیا تھا پورے بدن کی زرہیں بنا اور کڑیاں اندر سے جوڑ اور نیک کام کرتے رہو۔ کیوں کہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں۔

شاہ طالوت کے عہد میں بنی اسرائیل کی جنگی بے سروسامانی کی یہ حالت تھی کہ نہ کسی کے پاس تلوار

[ا؎] تفسیر بیضاوی جلد ہفتم صفحہ ۳۷۲

[۲؎] واقعہ کی یہ تشریح ہم نے تاریخ صحف سماوی میں قصہ ادریا کے ضمن میں درج کی تھی۔ دیکھو صفحات ۴۶ لغایت ۴۲

تھی نہ بھالا ان کی ساری زمین میں ایک بھی آہنگر نہ تھا یہاں تک کہ اپنی زراعت کے آلات کلہاڑی ۔ کدالی اور پھاوڑے وغیرہ فلسطینیوں سے بنواتے اور تیز کرانے جاتے تھے (دیکھو سموئیل باب ۱۳) حضرت داؤد نے اپنے عہد خلافت میں بنی اسرائیل کو لوہے کے ہتھیاروں سے لیس کیا اور خود انکے واسطے کڑیوں والی زرہیں بناتے تھے پھر اس سازو سامان سے مختلف لڑائیوں میں فلسطیوں کو شکست دی اور بنی اسرائیل کی سلطنت دریائے فرات سے بحر روم تک مضبوط کردی یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جاتا تھا اس سے یہی مراد ہے ۔

خاصان خدا کے واقعات عجوبہ پرستی کی کہانیاں نہیں ہیں اور قرآن میں اس غرض سے ان کا تذکرہ ہے ان کی غایت نفس انسانی کی تہذیب اور روحانیت کی تعلیم ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات سے ظاہر ہے اسلحہ کی صنعت۔ اس وقت باعث رحمت ہے جب اس کے ذریعہ سے فتنہ دفع کر کے امن و امان قائم کیا جائے اور شکر خداوندی بجالایا جائے ۔ فعملاً تم شاکرون کا یہ مطلب ہے کہ سامان جنگ کی تیاریاں اور ان کا استعمال اس لئے ہے کہ عمل صالحہ کی بجاآوری ہو سکے اور یہ یقین کیا جائے کہ ہماری صنعتیں صانع حقیقی کی نگاہ کے سامنے ہیں اور ان کی حیثیت انسانی ترقیوں کے لئے تعمیری ہو نہ تخریبی ۔

آج جبکہ سائنس کی روزافزوں ترقیوں سے لوہا موم کیا بلکہ پانی ہو گیا ہے کاش ہمارے دل بھی خشیت الٰہی سے پانی پانی ہو جائیں ۔ ایک انگریزی شاعر ٹنی سن کہتا ہے ۔

"علم بڑھ رہا ہے بڑھنے دو مگر دل میں تعظیم الٰہی اس سے زیادہ جاگزیں رہے ۔"

<u>بیت المقدس کی تعمیر</u> | جس زمانہ میں حضرت داؤد شاہ طالوت کے خوف سے جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپتے پھرتے تھے آپ کا گذر دشت فاران میں ہوا جہاں آپ بنی قیدار بن حضرت اسمٰعیل کے خیموں میں پناہ گزیں ہوئے (دیکھو زبور ۱۲۰) دوران قیام میں آپ نے وہ نظارہ دیکھا جب بنی اسمٰعیل اور

قبائل عرب خدائے ابراہیم کے پہلے گھر ان اول بیت وضع للناس الذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین کی زیارت کو مکہ میں آتے تھے اور سعی وطواف کرتے تھے۔ ان کا ایک ہی مرکز پر جمع ہو کر عبادت کرنا ایسا نظارہ تھا جس سے حضرت داؤد ایسے متاثر ہوئے کہ اس کا ذکر زبور کی تہلیل ۸۴ میں یوں کیا ہے۔

"مبارک ہے وہ انسان جس کی قوت تجھ سے ہے ان کے دل میں تیری راہیں ہیں وہ بکاکی[1] وادی میں گذر کرتے ہوئے اسے ایک کنواں بناتے ہیں برکات ڈھانک لیتے ہیں نشان بنانے والے کو۔ وہ قوت سے قوت تک جاتے ہیں اور خدا کے سامنے ہر ایک حاضر ہوتا ہے صیہون میں"

شاہ طالوت کے بعد حضرت داؤد خلیفۃ الٰہی ہوئے اور دشمنان دین سے ایک مدت تک جہاد کرنے کے بعد جب کچھ اطمینان ہوا تو ارنان کے کھلیاں کو چھ سو مثقال سونے کے عوض خرید کر خدا کے لئے ایک گھر بنانا چاہا اور اس کے لئے ایک لاکھ قنطار سونا اور دس لاکھ قنطار چاندی اور کثرت سے پیتل جمع کیا مگر عمر نے وفا نہ کی تب آپ نے وقت وفات اپنے بیٹے حضرت سلیمان کو وصیت کی کہ خداوند کے لئے ایک گھر بنائے چنانچہ حضرت سلیمان نے کام شروع کیا اور ایک ایسا خدا خانہ بنایا جس کی صفت یوں مذکور ہے۔

سلیمان نے ستر ہزار باربرداروں اور پہاڑ میں اسی ہزار پتھر توڑنے والوں کو ٹھرایا اور تین ہزار چھ سو آدمی کہ ان سے کام لیویں۔ اور سلیمان نے صور کے بادشاہ حورام سے کہلا بھیجا کہ میرے پاس ایک شخص بھیجو جو سونے اور چاندی، پیتل اور لوہے اور ارغوانی و قرمزی اور آسمانی رنگوں کے کاموں میں ہوشیار ہو کر ان کاریگروں کے ساتھ نقاشی کا کام کرے اور

---

[1] بکا کے متعلق ہم نے بصیرت رسول اللہ میں صفحات ۳۴۔ ۳۸ تک بحث کی ہے تفصیل وہاں دیکھو۔

سرو اور صنوبر اور صندل کے لٹھے لبنان سے میرے پاس بھیج دے چنانچہ اس نے ایسے ہی ایک صناع کو بھیج دیا اور لکڑیاں کٹوا کر لٹھے سمندر کے ذریعہ سے بندرگاہ یافا میں بھجوا دئے پھر سلیمان نے کوہ موریا پر ارنان کے کھلیان میں جہاں حضرت داؤد وصیت کر گئے تھے اپنی سلطنت کے چوتھے برس خدا خانہ بنوانا شروع کیا جس کا طول ساٹھ ہاتھ عرض بیس ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھ۔ چھت صنوبر کے تختوں سے خالص سونے سے مڑھی ہوئی اور قیمتی پتھر جڑے ہوئے شہتیر کھمبے اور کواڑے سب سونے سے مڑھے ہوئے اور دیواروں پہ کروبی یعنی پر دار فرشتے نقش کرائے کروبیوں کے پروں کی لمبائی بیس ہاتھ دونوں کروبی پر پھیلائے ہوئے اور منہ ہیکل کی طرف۔ اور پیتل کا ایک مذبح بیس ہاتھ لمبا بیس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ اونچا۔ پھر ایک ڈھالا ہوا گول تالاب سا بنایا جس کو بارہ بیلوں کے مجسمے سنبھالے ہوئے تھے دس حوض اور دس میزیں اور سو سونے کے کٹورے۔ ہیکل کی دہلیز میں دو پیتل کے ڈھلے ہوئے ستون ہر ایک اٹھارہ ہاتھ اونچا اور ایک ایک گھیرا بارہ ہاتھ اور دو بڑے ڈھکنے پیتل سے ڈھالکے بنائے تاکہ ستونوں کی چوٹیوں پر رکھے جائیں جن کے چھپانے کو چار خانے دار جالیاں اور گنڈے دار مالائیں بنائیں ایک ایک جالی کے لئے اناروں کی دو قطاریں۔ کل چار سو انار۔ پھر پیتل کی دس کرسیاں بنائیں چار چار ہاتھ طول و عرض اور اونچائی تین ہاتھ ان کے حاشیوں پر شیر اور بیل اور کروبیوں کی شکلیں کندہ تھیں پھر ایک خالص سونے کا مذبح اور سونے کی میز بنائی تاکہ اس پر نیاز کی روٹی رکھی جائے۔ اور شمعدان اور پھول اور گلگیر سب سونے کے بنائے اور اسی طرح پیالے اور چھریاں اور چمچے اور عود سوز۔ ہیکل کے اندر پاک ترین مکان کے لئے سونے کے تھے۔ پھر صندوق شہادت کو جس میں حضرات موسیٰ اور ہارون کے تبرکات تھے لا کر دونوں کروبوں کے پروں

کے نیچے رکھ دیا۔ اس طور سے سات برس کی مدت میں بیت المقدس تیار ہوا جو رام کے اسس صناع کی کارگیری تھی اور ان بیگانہ قوموں حتی۔ اموری اور فرزی وغیرہ کی محنت تھی جو رعایا کی حیثیت سے تھے۔ ان سے بجائے خراج کے یہ کام لیا گیا۔ اور شاہ حورام نے اپنے نوکروں کے ہاتھ سے جہازوں کو اور ملاحوں کو جو سمندر کے حال سے واقف تھے سلیمان کے پاس بھیجا تاکہ اس کے خادموں کے ساتھ ملک اوفیر کو جائیں اور وہاں سے سونا۔ صندل کی لکڑی اور جواہرات لائیں (دیکھو عہد عتیق کی کتاب اول ملوک اور تاریخ الایام دوم)

قرآن نے اس واقعہ کو جس طور سے بیان کیا وہ درج ذیل ہے۔

ولسلیمٰن الریح غدوھا شھر	اور سلیمان کے لئے ہم نے ہوا کو تابعدار کر دیا تھا وہ
ورواحھا شھر واسلنا لہ عین	صبح کو ایک مہینہ کی راہ لے جاتی اور شام کو ایک مہینہ
القطر ومن الجن من یعمل	کی راہ لے جاتی اور ہم نے اس کے لئے تانبے کا ایک چشمہ
بین یدیہ باذن ربہ ومن یزغ	بہا دیا تھا اور جنوں میں سے بھی ایسے سامنے کام کرتے
منھم عن امرنا نذقہ من عذاب	تھے اس کے رب کے حکم سے (اور ہم نے کہدیا تھا) جو
السعیر۔ یعملون لہ ما یشاء	کوئی جن ہمارے حکم سے پھرے گا ہم اس کو دوزخ کے
من محاریب وتماثیل وجفان	عذاب کا مزہ چکھائیں گے یہ جنات اس کے لئے
کالجواب وقدور راسیٰت	عالیشان عمارتیں بناتے تھے اور مورتیں اور حوض
اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من	کی طرح پیالے اور جمی ہوئی دیگیں۔ اے داؤد
عبادی الشکور۔	کی اولاد (اللہ تعالیٰ) کا شکر یا نکر نیک عمل کرتے رہو
(سورۂ السباء)	اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں۔

سلسلۂ تعمیرات۔ بیت المقدس کی تعمیر کے بعد حضرت سلیمان نے شاہی محلسرا نہایت عالیشان مطلا اور

منقش بنوایا اور اپنی ملکہ کے لئے جو فرعون کی بیٹی تھی اور دوسری بیویوں کے لئے بھی محل بنوائے اور اپنی ساری مملکت میں فرات سے دریائے نیل تک بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں جن کی تعمیر کا سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا اور وہ تمام قومیں جن کو بنی اسرائیل نے غلام بنالیا تھا عمارت کے کام میں جبراً و قہراً مصروف رہیں البتہ بنی اسرائیل میں سے داروغہ اور نگراں مقرر ہوتے تھے اور حورام شاہ صور کے ملاحوں کے ساتھ کشتیوں اور جہازوں میں بحری سفر کرتے تھے اور بحر قلزم، بحر عرب اور بحر ہند کے شہروں سے سونا چاندی، ہاتھی دانت، جواہرات، خوشبوئیں طاؤس، بندر، گھوڑے اور خچر وغیرہ لاو کر لاتے تھے۔ قرآن میں یہ واقعات یوں مذکور ہیں۔

فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء	اور ہم نے ہوا کو اس کے اختیار میں کر دیا جہاں وہ
حيث اصاب والشيطين كل بناء	پہونچنا چاہتا اس کے حکم سے دھیمی دھیمی چلتی اور شیطانوں
وغواص وآخرين مقرنين في	کو بھی جتنے ان میں معمار اور غوطہ خور تھے اور دوسرے
الاصفاد۔ (سورۂ ص)	شیطانوں کو بھی جو طوق و زنجیروں میں جکڑے رہتے

کیا افسوس ہے کہ ہمارے راویوں نے عہد سلیمانی کے واقعات مندرجہ قرآن کی تفسیر تورات کے عوض یہود کی کتب احادیث یعنی تالمود سے نقل کی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری تفاسیر میں حضرت سلیمان کے حالات فسانہ عجائب کی داستان معلوم ہوتے ہیں مثلاً قصہ خاتم سلیمانی جس کی تفصیل یہ ہے

قصہ خاتم سلیمانی تالمود میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا جس کے اثر سے انسان، جن، حیوان، چرند و پرند سب آپ کے مسخر تھے آپ کی سلطنت جس وقت خوب مستحکم ہو گئی تو آپ کو اپنی طاقت و قدرت پر غرور ہو گیا یہ بات خداوند یہواہ کو ناپسند ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیوؤں کا بادشاہ اصمودیس چالاکی سے آپ کی انگوٹھی چرا لے گیا اور فوراً آپ کا ہم شکل بن کر تخت پر بیٹھ گیا۔ اب سلیمان اپنی جان بچا کر بھاگے اور فقیروں کا بھیس بدل کر اور

اپنا نام تھلت رکھ کر بھیک مانگنے لگے آخر شاہ امون کے ملک میں پہونچکر آپ نے شاہی باورچی خانہ میں نوکری کر لی اتفاقاً بادشاہ کی بیٹی آپ پر عاشق ہوگئی۔ بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا تو دونوں کو جنگل میں نکال دیا ایک دن ایک ماہی گیر ادھر سے ایک مچھلی لئے ہوئے گذرا شاہزادی نے مچھلی خرید لی اور جس وقت اس کا پیٹ چاک کیا تو وہی انگوٹھی جو اصمودیس کی انگلی سے نکل کر دریا میں گر پڑی تھی نکل پڑی سلیمان نے انگوٹھی پہچان کر فوراً پہن لی اور طرفتہ العین میں بیت المقدس پہونچ کر شاہ دیوان کو قتل کر کے بدستور حکومت کرنے لگے ۔

اس لغو قصہ کو ہمارے یہاں بعض مفسرین نے وہب ابن ابنہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور واعظین اور شعراء نے ایسی رنگ آمیزیاں کیں کہ یہ جھوٹا قصہ عام طور سے مقبول ہوگیا مگر محققین علمائے اسلام نے اسرائیلیات کی ایسی اکاذیب باطلہ کی خوب قلعی کھول دی ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں لکھا ہے ۔

ما یروی من حدیث الخاتم والشیطان وعبادته الوثن فی بیت سلیمان من اباطیل الیھود — انگشتری اور شیطان اور سلیمان کے گھر میں بت پوجے جانے کی روایت یہود کے باطل قصوں میں سے ہے

زمخشری نے بھی اپنی تفسیر میں بجنسہ یہی الفاظ لکھے ہیں امام رازی اور بیضاوی میں اس قصہ کی نسبت لکھتے ہیں فاما الحکایۃ المخترعۃ التی یروونھا الحشویۃ فکتاب اللہ مبرا عنھا (یعنی حکایت جو حشویہ نے روایت کی سو کتاب اللہ اس سے بری ہے) —

شکنتلا یہود کے قصہ خاتم سلیمان سے ہنود کا قصہ انگشتریں شکنتلا مشابہت رکھتا ہے۔ راجہ دشینت ایک دن جنگل میں شکار کھیلتے ہوئے ایک برہمن کی کٹی میں پہونچتا ہے جہاں اسے مرجبین شکنتلا جو مینکا پری کے بطن سے پیدا ہوئی تھی تنہا نظر آتی ہے راجہ اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے وہ اس شرط پر راضی ہوتی ہے کہ اگر بیٹا پیدا ہو تو وہی ولی عہد ہو چلتے وقت راجہ اپنی انگوٹھی نشانی کے طور پر دیجاتا ہے

شکنتلا کے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب پاؤں چلنے لگتا ہے وہ اس کو لیکر راجہ کے پاس جاتی ہے۔ راہ میں وہ ایک تالاب میں غسل کرتی ہے انگوٹھی پانی میں گر جاتی ہے جس کو ایک مچھلی نگل لیتی ہے شکنتلا جب راجہ کے سامنے آتی ہے اور بچہ کو ناز و انداز سے پیش کرکے واقعہ یاد دلاتی ہے تو راجہ اسکو مطلق نہیں پہچانتا ہے اور کہتا ہے یہ تو تریا چرتر ہے شکنتلا پہلے تو اس کو شیریں زبانی سے رام کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن جب وہ قصہ عشق کو جھوٹ کہے جاتا ہے تو وہ جوش غضب میں دربار سے یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ میں جھوٹے کا منہ نہیں دیکھنا چاہتی۔ یکایک راجہ کا بھنڈاری انگوٹھی لئے ہوئے آتا ہے اور کہتا ہے مہاراج یہ مچھلی کے پیٹ سے نکلی ہے۔ راجہ کو انگوٹھی دیکھتے ہی شکنتلا یاد آجاتی ہے فوراً اس کو بلاتا ہے اور اپنے محل میں داخل کرتا ہے خاتم سلیمانی تو خیر ایک افسانہ ہے لیکن یہود نے حضرت سلیمان پر تہمتیں بھی تراشی ہیں جن کو قرآن باطل قرار دے کر آپ کو پیغمبر برحق ثابت کرتا ہے۔ آیات ذیل پڑھو۔

<u>کذب و افترا</u>

واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملک	اور سلیمان کی بادشاہت میں شیطان جو پڑھا کرتے تھے
سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیطین	اس کی پیروی کرنے لگے حالانکہ سلیمان کافر نہ تھے البتہ
کفروا یعلمون الناس السحر (سورۂ بقر)	شیاطین کافر تھے جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ان آیات کو سمجھنے کے لئے پہلے ان اسرائیلیات سے جو ہماری احادیث و تفاسیر میں نقل کی گئی ہیں خالی الذہن ہو کر روایت کی نظر سے تاریخ کی روشنی میں عہد سلیمانی کے واقعات پر غور کرو۔

(۱) تعمیرات کے سلسلہ میں شام و لبنان وغیرہ مقامات کی بت پرست قوموں کے صناع و کاریگر اور بنی اسرائیل کے فلسطینی غلاموں کے لاکھوں فرد در ملک سلیمان میں قیام پذیر تھے بحری سفر میں بھی یہی لوگ غواصی وغیرہ کاموں کو سرانجام دیتے تھے انھیں کے متعلق جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر

کیا ہے والشیاطین کل بناء وغواص استعمال ہوا ہے اور یہاں بھی وہی شیاطین ہیں جن کے متعلق واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علے ملك سلیمان کہا گیا ہے یہ سب لوگ اپنی شرکا نہ رسم و رواج کے منبع تھے اور بنی اسرائیل ان کے میل جول سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

(۲) جس طرح آجکل امریکہ اور یورپ وغیرہ ممالک میں مسمریزم اور علم تحضیر الارواح کا چرچا ہے شاہ طالوت کے عہد میں بھی ایسی ہی روحوں کو بلانے والے اور ان سے غیب کی باتیں دریافت کرنے والے کاہن اور ساحر تھے جو عجیب وغریب شعبدے دکھایا کرتے تھے توریت کی کتاب شموئیل اوّل میں لکھا ہے کہ جب حضرت شموئیل کا انتقال ہو گیا اور شاہ طالوت پر فلسطیوں نے حملہ کیا تو وہ ایک کاہنہ کے پاس گیا اس نے پوچھا کس کی روح بلاؤں بادشاہ نے کہا شموئیل کی چنانچہ اس نے اپنے سحر کے زور سے شموئیل کی روح کو حاضر کر دیا بادشاہ نے پوچھا جنگ کا انجام کیا ہوگا۔ روح نے جواب دیا تو اور تیرے بیٹے کل میدان جنگ سے میرے پاس آجائیں گے یہ سن کر طالوت غش کھا کر گر پڑا۔ وہ ہمت ہار گیا۔ اور دوسرے دن میدان جنگ میں مع اپنے بیٹوں کے مارا گیا۔ حضرت داؤد کے عہد خلافت میں بھی ان کاہنوں نے آپ کے بیٹے ابیسلوم کو بغاوت پر آمادہ کر دیا اور بہت سے بنی اسرائیل اس کے شریک ہو گئے مگر انکو شکست ہوئی اور ابسلوم مارا گیا حضرت سلیمان کے آخر عہد میں انھیں کاہنوں نے فتنہ پھیلایا تعمیرات کے سلسلہ میں حضرت سلیمان نے ایک شہ زور عفریت کو جس کا نام یربعام تھا بنی یوسف پر مختار مقرر کیا ایک دن یہ شخص میدان میں تنہا جا رہا تھا راہ میں اس کو اخیا کاہن ملا اور اپنی چادر کے بارہ ٹکڑے کر کے کہنے لگا۔ مجھے غیب سے خبر دی گئی ہے کہ تو منجملہ بارہ قبائل بنی اسرائیل کے دس کا بادشاہ ہوگا۔ اور باقی دو پر سلیمان کا بیٹا حاکم رہیگا اس لئے کہ سلیمان

نے خداوند کو چھوڑ کر صیدانیوں کی دیوی عسارات اور موابیوں کے بت کموس اور بنی عمون کے ملکوم کی پرستش شروع کر دی ہے۔ یہ سن کر یربعام کی نیت بد ہو گئی۔ اور سازشیں کرنے لگا حضرت سلیمان کو جب یہ معلوم ہوا تو اس مفسد کو قتل کرنا چاہا مگر وہ بھاگ گیا۔ اور مصری فرعون سیساق کے یہاں پناہ گزیں ہو گیا اور حضرت سلیمان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے لگا۔ آپ کی وفات کے بعد وہ فوراً واپس آیا اور دس قبائل بنی اسرائیل کو اپنی طرف توڑ لیا اور بادشاہ بن بیٹھا۔ پھر بیت المقدس کے مقابلہ میں دان اور بیتیل میں دو بتخانے بنوائے جن میں سونے کے بچھڑوں کی پرستش ہونے لگی اور نسل ہارون کے کاہنوں کو چھوڑ کر معمولی ساحروں کو کاہنوں کے عہدہ پر مقرر کیا[1] ملک سلیمان کے یہی مفسدین ہیں جن کو قرآن نے شیاطین کہا ہے انھوں نے حضرت سلیمان پر نہ صرف الزام کفر لگایا بلکہ آپ کے والدین پر ناپاک جھوٹی تہمت لگائی اور یوں مشہور ہو گیا کہ ایکدن داؤد اپنے محل کی چھت سے بت سبع بنت الیعم زوجہ اوریا کو برہنہ غسل کرتے دیکھ کر ایسے فریفتہ ہوئے کہ فوراً اس کو محل میں بلوا بھیجا پھر اس کے شوہر کو جو جہاد پر گیا ہوا تھا ایسے خطرناک مورچہ پر متعین کرنے کا حکم بھیجدیا جہاں وہ شہید ہو گیا تب آپ نے اس کی عورت سے جو حاملہ ہو چکی تھی شادی کر لی۔ یہی عورت سلیمان کی والدہ ہے حالانکہ یہ محض افتراء ہے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بت شوع بنت عمیال ہے جیسا کہ تورات کے کتاب تاریخ الایام اول باب۳ میں صاف لکھا ہوا ہے اور اس فحش قصہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ شیاطین کی یہی وہ افتراپردازیاں تھیں جو عہد عتیق کی کتاب سموئل میں درج ہیں۔

قصہ اوریا کو ہمارے راویوں نے نقل کفر کفر نباشد کے طور پر اہل کتاب سے نقل کیا حالانکہ حضرت سعید ابن المسیب حضرت علی مرتضٰی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے حضرت داؤد کا قصہ اس طور سے بیان کرے جس طرح قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اسکو ایکسو ساٹھ

---

[1] نوٹ دیکھو تورات ملوک اول باب ۱۲۔

دیے ماروں گا یہ حد ہے انبیا پر بہتان لگانے کی۔ کیا افسوس ہے کہ باوجود اس تہدید مرتضوی کے ہمارے اکثر مفسرین اور محدثین نے اس ناپاک قصہ کو نقل کیا اور دور از کار تاویلوں سے کام لیا

عہد سلیمانی کے چند سبق آموز واقعات | بنی اسرائیل کے لئے حضرت سلیمان کا زمانہ عہد زریں تھا آپ نے جس عظمت و شان اور عدل و داد سے چالیس سال تک حکومت کی ویسی سلطنت اور ویسا امن و امان پھر کبھی بنی اسرائیل کو نصیب نہ ہوا تورات ملوک اول باب ۴ میں لکھا ہے کہ

خدا نے سلیمان کو دانش و خرد بہت عطا کی اور دل کی وسعت بھی عنایت کی آپ کی دانائی اہل مشرق کی دانائی سے اور مصر کی ساری دانش سے کہیں زیادہ تھی آپ نے تین ہزار مثالیں کہیں اور ایک ہزار پانچ نغمات نظم کیے۔ آپ نے درختوں کی کیفیت بیان کی، سرو کے درخت سے لے کر جو لبنان میں تھا اس زوفہ تک جو دیوار و دیوار پر اگتا ہے اور چارپایوں اور پرندوں اور رینگنے والوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان نے ادب اخلاق، علم الحیوانات اور علم نباتات کے جو سائنس کے شعبے ہیں (زمانہ مابعد میں یہی شعبے اور سحر مشہور کئے گئے۔) تعلیم دی قرآن مجید اس کی شہادت یوں دیتا ہے۔

و ورث سلیمان داؤد و قال یا ایھا	اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور کہنے لگا لوگو ہم کو پرندوں
الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من	کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہم کو ہر طرح کا سامان دیا گیا ہے
کل شئ ان ھذا لھو الفضل المبین (سورۂ نمل)	بیشک یہ کھلا ہوا فضل ہے۔

اب واقعات مندرجہ ذیل پر غور کرو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس	اور سلیمان کا تمام لشکر تھا جنوں اور آدمیوں اور پرندوں
والطیر فھم یوزعون حتی اذا اتوا علی	کا اس کے لئے اکٹھا کیا گیا اور ان کی مسلیں لگائی گئیں

وادی النمل قالت نملۃ یا ایھا	جب وادی نمل (چیونٹیوں کے میدان میں) پہونچے تو
النمل ادخلوا مسٰکنکم لا یحطمنکم	ایک چیونٹی نے کہا چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ
سلیمٰن وجنودہ وھم لا یشعرون	تم کو سلیمان اور اس کے لشکر والے بےخبری میں کچل نہ ڈالیں
فتبسّم ضاحکا من قولھا وقال	سلیمان چیونٹیوں کے اس کہنے پر ہنس دیا اور کہنے لگا
رب اوزعنی ان اشکر نعمتك	مالک میرے مجھ کو اس کا پابند کر دے کہ میں تیری ان
التی انعمت علی وعلی والدی	نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے مجھ کو اور میرے ماں باپ
وان اعمل صالحا ترضہ وادخلنی	کو عنایت فرمائیں۔ اور میں نیک کام کرتا رہوں جس سے
برحمتك فی عبادك الصالحین	تو خوش ہو اور اپنی رحمت سے مجھے نیک بندوں میں
(سورۂ نمل)	شامل کرے۔

وادی النمل عام روایت میں وادی النمل سے چیونٹیوں کی وادی مراد ہے اور نملہ سے ایک لنگڑی چیونٹی جو بھیڑیے[۱] کی برابر تھی لیکن اکثر اہل علم کا قول ہے کہ وادی النمل ملک شام میں عسقلان اور جبیرین کے درمیان ایک وادی ہے اور نملہ سے مراد ایک ضعیفہ ہے لیکن ہمارے نزدیک صورت واقعہ یوں تھی چیونٹیوں کو دیکھو جب وہ اپنے سوراخوں سے انڈے منھ میں لئے ہوئے دوسرے سوراخ میں جمع ہوتی ہیں۔ تو کس نظام و ترتیب اور صف بندی کے ساتھ باقاعدہ روانہ ہوتی ہیں انکی اجتماعی زندگی ہمت جفاکشی اور دور اندیشی کس قدر سبق آموز ہیں حضرت سلیمان اپنی جرار فوج کو ترتیب دیکر ملک شام کی وادی نمل میں داخل ہوئے آپ کو چیونٹیوں کی قطاریں نظر آتی ہیں، جو آہٹ پاتے ہی اپنے سوراخوں میں گھس جاتی ہیں۔ گویا زبان بےزبانی سے کہتی جاتی ہیں بھاگو بھاگو کہیں سلیمانی فوج کچل نہ ڈالے اس نظارہ سے آپ پر جذبات تشکر کی ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ

---

[۱] تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ شاید کاتب کی غلطی ہو کہ ذباب (یعنی مکھی) کے عوض ذیاب (یعنی بھیڑیا) لکھ دیا۔

مسکراتے ہوئے اپنی فوج جرار کی طرف دیکھتے ہیں اور وہ وقت یاد آجاتا ہے جب آپ کے والد حضرت داؤد شاہ طالوت کے خوف سے چھپتے پھرتے تھے لیکن قادر مطلق نے خلافت عطا کی اور اب آج آپ اپنے والد کے جانشین ہیں۔ پھر وہ وقت بھی یاد آتا ہے جب حضرت داؤد بستر مرگ پر پڑے ہیں اور آپ کا بیٹا ادونیاہ بغیر اطلاع کے تخت پر بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن فوراً ہی بت شوع والدہ حضرت سلیمان اپنے قریب المرگ شوہر کے سامنے جاتی ہیں اور اپنے بیٹے سلیمان کے لئے جانشینی کا مسئلہ طے کرالاتی ہیں اور بنی اسرائیل متفقہ طور پر حضرت سلیمان کو اپنا مسیحا قبول کر لیتے ہیں۔ اب کھل گئے معنی ان آیات کے رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی کے رحمت و افضال خداوندی کی یہ کھلی ہوئی نشانیاں آپ کو لذت مناجات سے آشنا کرتی ہیں اور آپ عجز و نیاز کے ساتھ درگاہ بے نیاز میں ادائے شکر اور رضائے الٰہی کے موافق عمل صالح کی توفیق اور زمرہ صلحا میں داخل کئے جانے کی دعا فرماتے ہیں۔

نکتہ | جسے ہم عامیانہ اور معمولی واقعہ سمجھ کر اسکی طرف کچھ اعتنا نہیں کرتے وہی واقعہ خاصان خدا کو عالم روحانیت کی سیر کراتا ہوا مدارج قرب کی طرف لیجاتا ہے اس میں نہ چیونٹی کی تخصیص ہے نہ شہد کی مکھی کی نہ مکڑی کی اور نہ کسی اور ادنی مخلوق کی ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ہدہد کا افسانہ رنگیں | حضرت سلیمان نے جہازوں کا ایک بیڑا بنوایا تھا جن کے لئے حورام شاہ صور نے اپنے آزمودہ کار ملاح بھیجے تھے[1]۔ یہ بیڑا سمندروں میں چکر لگاتا تھا۔ اور تین سال میں ایک بار مختلف ممالک سے سونا چاندی جواہرات خوشبوئیں مسالے۔ صندل۔ گھوڑے۔ بندر۔ مور وغیرہ لایا کرتے تھے اس زمانہ میں خبر رسانی کے ذرائع محدود تھے صبا رفتار گھوڑوں اور

---

[1] دیکھو توراۃ ملوک اول باب ۹

ناقوں کے علاوہ ایک ذریعہ نامہ بر تیز پر کبوتر تھے جن سے آج بھی متمدن ملکوں میں کام لیا جاتا ہے ان نامہ بروں کی غور و پرداخت کے لئے منتخب لوگ ہوتے تھے۔ لفظ طیر اور ان کے مسخر ہونے کا ذکر حضرات داؤد وسلیمان دونوں کے بیان میں قرآن نے استعمال کیا ہے۔ مجازاً اس سے مراد سریع السیر خبر رساں دستہ فوج ہے جو گھوڑوں ناقوں اور کبوتروں سے کام لیتی تھی۔ تورات کی تفسیر ترگوم میں ہدہد کا ایک قصہ لکھا ہے جس نے ملکہ سبا کی خبر حضرت سلیمان کو پہونچائی اور آپ کا خط اس کے پاس لے گیا۔ ممکن ہے ہدہد اس زمانہ میں کبوتروں کا کام دیتا ہو یا پھر ہدہد جو مدین کے ایک شاہزادہ کا نام تھا (دیکھو تورات کتاب ملوک اول) ایک شاق نامہ بر کبوتر کا نام رکھ دیا گیا ہو۔ (لکھنؤ میں وہ بٹیر جو نو پالیاں جیت لے اس کو نوشیرواں کہتے تھے) بہر حال قصہ ہدہد ایراد قصص کے طور پر قرآن مجید کی سورہ النمل میں مذکور ہے لیکن جس طور سے اور جس غایت سے منقول ہے وہ خاصہ قرآن ہے ارشاد ہوتا ہے۔

وتفقد الطیر فقال مالی لا اری	اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگا کیا
الھدھد ام کان من الغائبین	بات ہے کہ ہدہد دکھائی نہیں دیتا ہے غائب ہے میں
لاعذبنہ عذابا شدیدا اولا	اس کو ضرور سخت سزا دوں گا یا اسے کاٹ ہی ڈالوں گا۔
اذبحنہ اولیاتینی بسلطان	نہیں تو معقول وجہ میرے سامنے پیش کرے تو بہت دیر
مبین فمکث غیر بعید فقال	نہیں گذری کہ ہدہد آگیا اور کہنے لگا میں نے وہ بات
احطت بما لم تحط بہ وجئتک	معلوم کی ہے جو تجھ کو معلوم نہیں ہے اور میں سبا سے
من سبا بنبا یقین انی وجدت	ایک تحقیقی خبر لے کر تیرے پاس آیا ہوں میں نے ایک
امراۃ تملکھم واوتیت من	عورت کو دیکھا وہ ان کی ملکہ ہے اور ہر طرح کا سامان
کل شئی ولھا عرش عظیم و	اس کے پاس موجود ہے اور اس کے پاس ایک بڑا

وجدتها وقومها يسجدون	تخت ہے میں نے دیکھا وہ عورت اور اس کی قوم
للشمس من دون الله وزين لهم	کے لوگ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور
الشيطن اعمالهم فصدهم	شیطان نے ان کے کام ان کی نظر میں اچھے
عن السبيل فهم لا يهتدون	کر دکھائے ہیں اور سیدھی راہ سے ان کو باز رکھا ہے
الا يسجدوا لله الذى يخرج	پس وہ ہدایت نہیں پا سکتے۔ کیا ہے کہ وہ اللہ کو
الخبء فى السموات والارض و	سجدہ نہیں کرتے ہیں جو آسمان اور زمین کی چھپی
يعلم ما تخفون وما تعلنون۔	ہوئی چیزوں کو نکالتا ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے
الله لا اله الا هو رب العرش	ہو اور ظاہر کرتے ہو اللہ ہی سچا معبود ہے۔ جس کے سوا
العظيم۔	کوئی معبود نہیں "بڑے تخت" کا مالک ہے۔

حضرت سلیمان ایک مستعد جنرل کی طرح اپنے خبر رسانوں کا جائزہ لیتے ہیں ہدہد غائب ہے۔ آپ اظہار ناراضگی فرماتے ہیں اس کے رسد ہانے والے کو سزائے سخت دی جائے گی یا وہ نکما پرند ذبح کر دیا جائے گا لیکن ایک ہدہد آتا ہے اور ملکہ سبا اور اس کے شان و شوکت کے اظہار کے ساتھ اس کی اور اس کی قوم کی آفتاب پرستی کا تذکرہ کرتا ہے کہ کس طرح وہ گمراہ زمین و آسمان کے عرش نشیں خداوند کو چھوڑ کر اس کی ایک مخلوق "آفتاب" کو سجدہ کرتی ہے یہ تھا صحبت سلیمانی کا اثر کہ خبر رساں بھی توحید کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

نکتہ: یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ابھی اس کتاب کی تمہید میں ہم لکھ چکے ہیں کہ داستان سرائی کا ایک دور جانوروں اور چڑیوں کی زبان سے امثال و حکایات پر مشتمل ہے۔ جیسے ہند قدیم میں کلیلہ و دمنہ کے قصے اور یونان کے ایسپ کی کہانیاں حضرت سلیمان کے حالات یہود کے ترگم و "تالمود" یعنی تورات کی تفاسیر و احادیث میں اسی قسم کے افسانوں اور جن و پری کی کہانی سے بھرے ہوئے

عام و خاص میں مشہور تھے اور تاریخی واقعات پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ قرآن نے تاریخی واقعات مندرجہ تورات پر افسانہ کا ایک رنگ پھیرا ہے کہ قصہ کی دلچسپی کے ساتھ حقیقت کی جھلک نظر آتی جائے نملہ اور ہدہد کی انسانوں کی طرح گفتگو اسی قبیل سے ہے جیسے کلیلہ و دمنہ کی داستانیں اور قصہ نل دمن میں زرین پر ہنس کا باتیں کرنا اور پیام محبت پہونچانا۔ اسی طرح ایسپ کی کہانیاں ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ وہاں تناسخ کے عقیدہ نے یہ سمجھا رکھا تھا کہ ان جانوروں اور چڑیوں میں انسانوں کی روحیں حلول کئے ہوئے ہیں لیکن یہاں یہ عقیدہ نہیں ہے پھر قرینہ ایسا قائم ہے کہ نطق ہدہد سے خبر رسال کے مکتوب کا پتہ چلتا ہے جس کے جواب میں حضرت سلیمان خط لکھ کر ہدہد کو دیتے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

قال سننظر اصدقت ام کنت	سلیمان نے کہا اچھا ہم دیکھتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے
من الکذبین اذھب بکتابی	یا تو بھی جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے۔ میرا یہ خط بھی
ھذا فالقہ الیھم ثم تول عنھم	اور ان لوگوں پر ڈال دے پھر وہاں سے ہٹ جا
فانظر ماذا یرجعون قالت یا	اور دیکھتا رہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ اس (ملکہ) نے
ایھا الملؤا انی القی الی کتب	کہا لوگو میرے اوپر ایک خط ڈالا گیا ہے ایک خط
کریم انہ من سلیمان وانہ	عزت کا وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی	شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت
واتونی مسلمین قالت یا ایھا	رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے
الملؤا افتونی فی امری ما کنت	آؤ حکم بردار ہوکر۔ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو
قاطعۃ امرا حتی تشھدون	مجھ کو میرے کام میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے
قالوا نحن اولوا قوۃ واولوا باس	حاضر ہونے تک۔ وہ بولے ہم لوگ زور آور اور ہیں دو
شدید والامر الیک فانظری	سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے سو تو

ماذا تامرین قالت ان الملوك اذا
دخلوا قریة افسدوها وجعلوا
اعزة اهلها اذلة وكذلك يفعلون
واني مرسلة اليهم بهدية فنظرة
بم يرجع المرسلون فلما جاء
سليمان قال اتمدونن بمال فما
اتن ی الله خیر مما آتکم بل انتم
بهديتكم تفرحون ارجع اليهم فلنا
تينهم بجنود لا قبل لهم بها ولنخرجنهم
منها اذلة وهم صاغرون ـ

دیکھ لے جو حکم کرے۔ کہنے لگی بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی
بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے
اہل کو بے عزت اور ایسا ہی کریں گے اور میں بھیجتی ہوں
ان کی طرف کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لیکر پھرتے
ہیں بھیجے ہوئے پھر جب پہونچا سلیمان کے پاس بولے کیا تم
میری اعانت کرتے ہو مال سے سو جو اللہ نے دیا ہے مجھکو
وہ بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفے سے
خوش رہو لوٹ جا ان کے پاس اب ہم پہونچتے ہیں
ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہوسکے ان سے
اور نکال دیں گے ہم ان کو بے عزت کرکے ۔

ہد ہد سے ملکہ سبا کے حالات سن کر حضرت سلیمان ایک خط لکھتے ہیں جو رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع ہوتا ہے اور اس کو اطاعت الٰہی کی طرف بلاتا ہے یہ فرمان شاہی نہ تھا ۔ یہ ہوس ملک گیری نہ تھی۔ یہ ایک الوالعزم پیغمبر کی دعوت دین تھی ملکہ کو خط پہونچا دیا جاتا ہے جس کے مضمون سے ہیبت حق طاری ہوتی ہے وہ اپنے ارکان دولت سے مشورہ کرتی ہے ۔ وہ بول اٹھتے ہیں ہم جنگجو کسی سے دبنے والے نہیں۔ ملکہ کے تابع فرمان ہیں جو حکم ہو۔ ذہین ملکہ سمجھتی ہے کہ اگر سلیمان دنیاوی بادشاہان جبار کی طرح ہے تو تحفے تحائف سے خوش ہو جائے گا۔ لیکن جب یہ تحفے دربار میں پیش ہوتے ہیں تو ایک پر جلال آواز آتی ہے ۔ خداوند نے جو کچھ مجھے اپنی رحمت سے عطا کیا ہے اس کے سامنے یہ چیزیں کیا مال ہیں تم انھیں فانی اشیاء کے دیوانے ہو اچھا جاؤ اب دیکھنا ہے کہ قہر الٰہی کیا کرتا ہے۔

قاصدوں کو یوں واپس کرکے اب آپ کو ایک خیال آتا ہے

قال یا ایها الملؤا ایکم یاتینی بعرشها	بولا اے دربار والو تم میں کون ہے جو لے آوے میرے
قبل ان یاتونی مسلمین قال عفریت	پاس اس کا تخت قبل اس کے کہ وہ آئیں میرے پاس
من الجن انا اتیك به قبل ان	حکم بردار ہوکر بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے
تقوم من مقامك وانی علیه لقوی	دیتا ہوں وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے
امین قال الذی عنده علم	اور میں اس پر زور آور ہوں معتبر بولا وہ شخص جس کے
من الکتب انا اتیك به	پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لائے دیتا ہوں اسکو
قبل ان یرتد الیك طرفك فلما	تیرے پاس قبل اس کے کہ تیری پلک جھپکے پھر دیکھا
راه مستقرا عنده قال هذا	اس کو دھرا ہوا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کا فضل
من فضل ربی لیبلونی ءاشکر	ہے میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری
ام اکفر ومن شکر فانما یشکر لنفسه	اور جس نے شکر کیا ادا کیا اپنے لئے اور جو ناشکری کرے
ومن کفر فان ربی غنی کریم۔ قال	سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا۔ کہا (سلیمان نے)
نکروا لها عرشها ننظر اتهتدی	روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اس تخت کا
ام تکون من الذین لا یهتدون	ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے۔
فلما جاءت قیل اهکذا عرشك	جن کو سمجھ نہیں۔ پھر وہ جب آپہونچی کسی نے کہا کیا
قالت کانه هو واوتینا العلم من	ایسا ہی تیرا تخت ہے بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو
قبلها وکنا مسلمین وصدها ما	معلوم ہو چکا پہلے سے اور ہم ہو چکے حکم بردار اور روک دیا
کانت تعبد من دون الله انها	ان کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے سوا البتہ
کانت من قوم کافرین۔ قیل لها	وہ تھی منکر لوگوں میں۔ کسی نے کہا اس عورت سے

ادخلی الصرح فلما راته حسبته لجة و	چل محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ
کشفت عن ساقیھا فقال انہ	پانی ہے گہرا اور کھولیں اپنی پنڈلیاں ۔ کہا یہ تو ایک
صرح ممرد من قواریر قالت رب انی	محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے بولی اے
ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان	رب میں نے برا کیا اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوں
للہ رب العلمین ط	ساتھ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا

حضرت سلیمان نے محلسرائے شاہی کی تعمیرات کے سلسلہ میں ہاتھی دانت کا ایک بڑا تخت بھی بنوایا تھا اور اس پر خالص سونا بھروایا تھا اس تخت کی چھ سیڑھیاں تھیں اور نشست گاہ کے دونوں جانب ایک ایک ٹیکن جس کے پاس ایک ایک طلائی شیر کل بارہ شیر بنوائے اس کے علاوہ سونا گڑھوا کر دو سو پھریاں اور تین سو ڈھالیں بنوائیں ایک ایک پھری چھ سو مثقال کی اور ایک ایک ڈھال تین سو مثقال کی (دیکھو تورات ملوک اول باب ۱) سبا کے قاصدوں کو واپس کر کے آپ کو خیال آیا کہ ملکہ کو اپنے ملک کی صنعت و دستکاری اور زر و جواہر کی افراط پر ناز ہے اور اس غرور اور دولت کے نشہ میں خدا کو بھولی ہوئی ہے اس کو دیکھا دینا چاہیے کہ خاصان خدا صناعی و دستکاری میں ید طولیٰ رکھتے ہوئے صانع حقیقی کو بھولے نہیں ہیں اور اس کی سبائی سلطنت ملک سلیمان کے جاہ و حشمت اور دولت و ثروت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی علم النفس کا یہ نکتہ حضرت سلیمان سمجھے ہوئے تھے اور اس لئے ملکہ کو راہ حق کی طرف مائل کرنے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی کہ اس کا تخت اٹھوا منگوائیں اور اس کا روپ اعلیٰ صناعی کیا تھا بدل کر اس کو دکھائیں ملکہ نے جیسا کہ ترگوم یہود میں لکھا ہے ۔ جہازوں پر زر و جواہر اور لکڑی پر صنعت کی ہوئی نادرات بھیجے تھے ۔ اور خود بھی روانہ ہو چکی تھی معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت سلیمان نے قاصدوں کو واپس کیا تو جہاز لنگر انداز تھے اور ملکہ کے حکم کے منتظر تھے حضرت سلیمان کے دربار

میں شاہ حورام کے بھیجے ہوئے قومی ہیکل کا رپرداز بھی تھے اور بنی اسرائیل کے مستعد کارندے بھی تھے۔ مناظرہ ہوتا ہے کون جلد سے جلد اسی سبائی تخت کو جو تحائف میں آیا تھا، اٹھا لاتا ہے اور جب اسرائیلی کارندہ غالب آتا ہے تو حضرت درگاہ خداوندی میں اظہار تشکر کرتے ہیں کہ بیگانوں کے مقابلے میں ایسے یگانے خدا نے عطا کئے ہیں جو مہمات ملکی خوبی کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں یہ مطلب ان آیات کا ہے ھٰذا من فضل ربی الغرض ملکہ حاضر ہوتی ہے اور دربار سلیمانی کی شان وشوکت اور جاہ وجلال دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتی ہے پھر اپنے تخت سے ملتے جلتے تخت کی صناعی دیکھ کر قائل ہو جاتی ہے اور جب محل میں فرش بلوریں جس کے نیچے پانی بھرا تھا۔ چلتی ہے تو تالاب سمجھ کر کشف ساق کرتی ہے لیکن حقیقت حال معلوم کر کے خفیف ہوتی ہے اب وہ مقام حیرت سے معرفت الٰہی کے دریا میں غوطہ لگاتی ہے اور بے اختیار اسلمت لرب العلمین کا اقرار کرتی ہے۔ کتب یہود میں لکھا ہے کہ ملکہ نے سلیمان سے پہلیاں پوچھیں قرآن نے بتایا کہ معمائے حیات حل ہوا اور وہ خدائے واحد پر ایمان لائی۔

بیت المقدس کا زوال

بیت المقدس کے عروج کا قصہ سنا اب اس کے زوال کی عبرت انگیز داستان سنو مگر تمہید کے طور پر پہلے اپنے دیس ہندوستان کے ایک قدیم شہر زریں کی تباہی کا ہولناک قصہ سن لو اس شہر کا نام دوارکان یعنی باب عالی کرشن تھا۔ جو گجرات کاٹھیاوار کے سمندر کے کنارے جانب جنوب کرشن اور آپ کے خاندان یادو کی راج دھانی تھی اس میں سونے کے محل تھے جنہیں جواہرات جڑے ہوئے تھے اور دور سے جگمگاتے نظر آتے تھے۔ مہابھارت کی ہولناک جنگ میں حصہ لینے کے بعد جب سری کرشن اپنی راجدھانی میں واپس آئے تو خیال آیا کہ جس طرح جد تستر

دوارکان کی تباہی

اپنے راج پاٹ کو اپنے بھائیوں کو دروپدی رانی کو اور خود اپنی ذات کو جوا کھیل کر ہار چکا تھا۔ جس کا نتیجہ مہا بھارت کی جنگ کی صورت میں کس قدر خونریز تھا اسی طرح دوارکان کے عیش پرست باشندے شراب نوشی کے باعث تباہ ہونے والے ہیں مہا بھارت میں لکھا ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ کوئی شخص شراب نہ پیئے اور سمندر کے کنارے عبادت الہٰی میں مشغول رہا کرے۔ ایک دن ایک میلہ لگا اور لوگوں میں شراب کا دور چلنے لگا بسبہ مستی کی حالت میں خاندان یادو کے لوگ ایک دوسرے سے لڑکر خون کی ہولی کھیلنے لگے کرشن کا ایک بیٹا مارا گیا اور سارا خاندان اور بہت سے شہر کے باشندے ایک ہی دن میں خاک و خون میں لوٹنے لگے اس سانحہ عظیم کے باعث کرشن جنگل کو نکل گئے اور وہاں شدت غم میں زانو پر سر رکھے ہوئے بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک وحشی شکاری نے دور سے ہرن سمجھ کر ایسا تیر مارا کہ پاؤں کو چھیدتا ہوا پیشانی میں پیوست ہو گیا۔ آپ کی حسرتناک وفات کے بعد سمندر میں ایک غضبناک طوفان اٹھا اور دوارکان کا شہر زیرین دریا برد ہو گیا۔ یہ تھا شراب نوشی اور قمار بازی کا ہولناک انجام صدق اللہ العظیم

انما الخمر والمیسر والانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون
بیشک یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔ (سورۂ مائدہ)

بنی اسرائیل جس طرح عمل شیطان سے یعنی بتوں پر قربانیاں چڑھانے جھوٹے کاہنوں کی فالوں اور مشرکانہ رسموں کے اختیار کرنے سے تباہ ہوئے اور زور لگا بیت المقدس جس طرح برباد ہوا اب اس کی عبرت انگیز داستان سنو۔

حضرت سلیمان جب بیت المقدس تعمیر کر چکے تو درگاہ خداوندی میں اس کی قبولیت کی دعا کی وحی نازل ہوئی کہ "میں نے تیری دعا اور تیری مناجات سنی اور اس گھر کو جو تو نے

تو نے بنایا کہ میرا نام ابد تک اس میں رہے مقدس کیا۔ سو میری نگاہ اور میرا دل سدا اسی پر رہیگا۔ اور اگر تو میرے حضور ایسی چال چلیگا جیسے تیرا باپ داؤد دل کی راستی اور صداقت سے چلا اور ان سب حکموں پر جو میں نے تجھے کہے عمل کریگا اور میری شریعتوں اور عدالتوں کو حفظ کرے گا تو میں تیری سلطنت کا تخت اسرائیل میں ہمیشہ قائم رکھوں گا جیسے میں نے تیرے باپ داؤد سے وعدہ کیا اور کہا کہ تیرے یہاں مرد کی کمی نہ ہوگی جو اسرائیل کے تخت پر بیٹھے لیکن اگر تم اور تمہاری اولاد میری پیروی سے کسی طرح سے برگشتہ ہوں اور تم میری فرمایشوں اور میری عدالتوں کو جو میں نے تمہیں بتائیں حفظ نہ کرو گے اور اجنبی معبودوں کی عبادت کرو گے اور انہیں سجدہ کرو گے تو بنی اسرائیل کو اسی سرزمین سے جو میں نے انہیں دی ہے فنا کردوں گا اور اس گھر کو جو میں نے اپنے نام کے لئے مقدس کیا ہے اپنی نظر سے گرادوں گا اور اسرائیل تمام جہان میں ضرب المثل اور انگشت نما ہوگا اور اس بلند گھر کے برابر سے جو کوئی گزرے گا حیران ہوگا یہاں تک کہ وہ کہیگا کہ خداوند نے اس سرزمین سے اور اس گھر سے ایسا کیوں کیا تب یہ جواب دیا جائے گا کہ یہ اس واسطے ہوا کہ انھوں نے خداوند اپنے باپ داؤدوں کے خدا کو جو انہیں ملک مصر سے نکال لایا ترک کیا۔ اور غیر معبودوں کو اختیار کیا اور انہیں سجدہ کیا اس لئے خداوند نے ان پر یہ سب بلا نازل کی (تورات ملوک اول باب ۹ و تاریخ الایام دوم باب ۷)

وعدہ خداوندی کے ساتھ یہ وعید کس قدر خوفناک اور دہشت انگیز تھی لیکن حضرت سلیمان کی آنکھ بند ہوتے ہی مفسد یربعام مصر سے واپس آیا اور منجملہ بارہ قبائل بنی اسرائیل کے دس اس کے مطیع ہوگئے تب حضرت سلیمان کا بیٹا ایک لاکھ اسی ہزار فوج لے کر باغیوں کے مقابلہ کو نکلا لیکن ایک طرار کاہن نے اپنی جادو بھری باتوں سے صلح پسندی کا ایک ایسا سبز باغ دکھایا کہ فوج سلیمانی لیست ہمت اور بزدل بادشاہ کی سرکردگی میں بغیر لڑے ہوئے منتشر ہوگئی اور باغیوں کی بن آئی۔ تب مفسد یربعام شاہ اسرائیل بن بیٹھا اور حضرت سلیمان کا بیٹا صرف دو قبیلوں کا بادشاہ یہوداکے لقب

سے یروشلم کا حاکم رہا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد فرعون سیساق یروشلم پر حملہ آور ہوا اور بیت المقدس کی بے حرمتی کر کے سونے کی تین سو ڈھالیں اٹھالے گیا اس کے بعد ہی باغی شاہ اسرائیل نے بیت المقدس کے مقابلہ میں دان اور بیتل میں تبخانے بنوائے جہاں سونے کے بچھڑوں کی پوجا ہونے لگی خداوند کے کاہن موقوف ہوئے اور ان کی جگہ معمولی ساحروں نے لیلی۔ موسوی عیدوں کی تاریخیں بھی بدل دی گئیں اور ان کے عوض بت پرستوں کے تہوار ہونے لگے مرتد بادشاہ کے مرنے کے بعد اسکے جانشینوں میں شاہ احیاب نے اسرائیل کو اور بھی غارت کیا جس کی تفصیل یہ ہے۔

شاہ احیاب اور حضرت الیاس | شاہ اسرائیل احیاب نے بت پرست صیدانوں کی ایک حسین لڑکی سے جس کا نام ازبیل تھا شادی کی۔ ملکہ نے بادشاہ کو اس طرح اپنے قابو میں کر لیا کہ اس نے بعل دیوتا (سورج) کا اپنے پایہ تخت سماریہ میں ایک مندر بنوایا۔ جس کے مذبح پر اس بت کے نام پر قربانیاں ہونے لگیں پھر ملکہ کے اشارے سے خداوند کے کاہنوں کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ اور ان کی جگہ ہنت اور ساحر مقرر کئے گئے جنھوں نے بنی اسرائیل کو گمراہ کرنا شروع کیا لوگ اپنے بچوں کو بت کے سامنے لے جاتے تھے اور یہ ساحران کو آگ پر چلنے کا شعبدہ دکھاتے تھے تب خداوند نے بنی اسرائیل میں سے حضرت الیاس کو ان کی ہدایت کے لئے بھیجا جیسا کہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔

وان الیاس لمن المرسلین اذ قال لقومہ	اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں جب اس نے کہا اپنی
الا تتقون اتدعون بعلا وتذرون	قوم کو کیا تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے
احسن الخالقین اللہ ربکم ورب اباءکم	ہو بہتر بنانے والے کو جو اللہ ہے رب تمھارا اور تمھارے
الاولین فکذبوہ فانھم لمحضرون	اگلے باپ دادوں کا پس جھٹلایا اسکو سو وہ آنے والے ہیں
الا عباد اللہ المخلصین وترکنا علیہ	پکڑے ہوئے۔ مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے اور
فی الاخرین سلم علی ال یاسین۔ (سورۂ صافات)	باقی رکھا ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے الیاس پر

تین برس سے قحط تھا بادشاہ اور رعایا پریشان تھے حضرت الیاس بادشاہ کے سامنے جاتے ہیں اور اس کی بداعمالیاں یاد دلاکر بادشاہ کو خوف خدا سے ڈراتے ہیں پھر آپ کی تجویز پر بادشاہ بعل کے ساحروں اور جنتوں اور بنی اسرائیل کے خدا پرستوں کو کوہ کارمل پر ایک جا جمع کرتا ہے۔ حضرت مناظرہ میں بت پرستوں کو قائل کرتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور جوش غضب میں ساحروں اور جنتوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ پھر حضرت الیاس بارش کی دعا کرتے ہیں اور پانی برستا ہے ملکہ ازبیل کو جب یہ حالات بادشاہ سے معلوم ہوتے ہیں تو وہ حضرت الیاس کے خون کی پیاسی ہو جاتی ہے۔ مگر آپ وہاں سے بچ کر پوشیدہ نکل جاتے ہیں اب ایک اور واقعہ پیش آتا ہے۔

بادشاہ کے محل سے ملا ہوا۔ ایک شخص مسمی نبات کا ایک باغ تھا جس میں انگور ہوتے تھے بادشاہ نے چاہا کہ باغ کو بقیمت یا بالعوض کسی دوسرے باغ کے لے لے لیکن نبات کسی طرح راضی نہوا بادشاہ محل میں ملول بیٹھا تھا۔ ملکہ نے دریافت کیا۔ تو یہ واقعہ معلوم ہوا۔ بگڑ کر کہنے لگی بادشاہ تو ہے یادہ اب دیکھ کہ میں تجھے کیوں کر باغ پر قبضہ دلاتی ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے بادشاہ کی طرف سے حاکم شہر کے نام پروانہ لکھا کہ نبات کو حراست میں لے اور دو شخصوں سے گواہی دلوادے کہ اس نے خدا پر اور بادشاہ پر لعنت بھیجی ہے چنانچہ یہ جھوٹا مقدمہ بنایا گیا۔ اور بیچارہ نبات بہاڑ پر سنگسار کر دیا گیا اور باغ ضبط ہو کر شاہی ملک ہو گیا۔ اس وقت حضرت الیاس پر وحی نازل ہوئی کہ جا اور بادشاہ کو ملامت کر آپ جان پر کھیل کر دربار میں کھڑے ہوئے اور شرع کی توہین کرنے اور باغ کو غصب کرنے پر بادشاہ کو برملا ملامت کرکے فرمایا کہ حکم خداوندی یہ ہے کہ اب تیرا اور تیری ملکہ کا خون اس باغ کے لئے گرایا جائیگا اور اس کو کتے چاٹیں گے۔ یہ خوفناک پیشین گوئی کرکے آپ دربار سے نکلے چلے گئے بادشاہ پر ہیبت طاری ہو گئی اس نے اپنے کپڑے پھاڑے روزہ رکھا اور ٹاٹ پہن کر گریہ وزاری میں مشغول ہوا مگر

مگر حق العباد کہیں یوں معاف ہوتا ہے کاہنوں نے جھوٹی فالیں نکالکر پیشین گوئی کی بادشاہ شامی دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہوگا چنانچہ وہ حملہ آور ہوا مگر میدان جنگ میں ایک تیر سے زخمی ہوکر شہر واپس آرہا تھا گاڑی سے خون بہہ رہا تھا۔ اور کتے اس کو چاٹ رہے تھے اس کے مرنے کے بعد ملکہ ایزبل کو بالاخانہ سے دھکیلا گیا۔ اور اس کے پاش پاش جسم کو کتے چاٹنے لگے۔ یہ تھی ملوکیت کی لعنت۔ بارہ سو برس کے بعد ملک عجم میں واقعہ کی ایسی ہی ایک صورت پیش آئی۔ ایوان کسریٰ کی تعمیر ہورہی تھی۔ ایک ضعیفہ کا جھونپڑا بیچ میں پڑتا تھا ضعیفہ کسی طرح اس کے چھوڑنے پر راضی نہوئی تب نوشیرواں نے حکم دیا۔ دیوار ٹیڑھی کردو مگر ضعیفہ کو اس کی ملکیت سے بیدخل نہ کرو۔ یہ تھا عدل نوشیروانی جو آج تک ضرب المثل ہے ہمارے زمانہ کے عہد جمہوریت میں میونسپلٹی اور بورڈ خدائی فوجدار ہیں ان کے قوانین کے سامنے شرع و آئین کیا چیز ہیں مگر یہ کب تک۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

شاہ احیاب کے بعد اس کے جانشینوں میں ایک بادشاہ نے ایک اور حرکت کی اس نے یروشلم پر حملہ کیا۔ اور فتح کے بعد بیت المقدس کی دیوار جو چار سو ہاتھ لمبی تھی گرادی اور سونے چاندی کے جس قدر ظروف تھے سب اٹھالے گیا۔ سلطنت اسرائیل پر اب خداوندی قہر اسیریا کے بادشاہ سلمنسر کے خونریز حملہ کی شکل میں نازل ہوا۔ تین برس کے محاصرہ کے بعد پایہ تخت سماریہ پر اس نے قبضہ کرلیا اور سارے اسرائیلوں کو اسیر کرکے نینوا لے گیا اور وہیں گردونواح میں غلاموں کی طرح انھیں آباد کرایا۔ اور ان کی جگہ بابل اور دوسرے مقامات کے باشندوں کو ملک اسرائیل میں آباد کیا۔ اس طور سے بنی اسرائیل کے دس قبائل اور ان کی سلطنت کا جو ۲۵۳ برس قائم رہی خاتمہ ہوگیا۔ بقیہ دو قبائل کا دور حکومت سلطنت یہودا کے نام سے مشہور ہے ۱۲۴ برس تک قائم رہا آخر وہ بھی اپنی بداعمالیوں کے باعث نبوکد نصر (بخت نصر) شاہ بابل کے ہاتھوں ۵۸۶ برس قبل مسیحا تباہ ہوگئے بیت المقدس بالکل لٹ گیا سارے باشندے نہایت بیدردی سے قتل کئے گئے اور سارا شہر جلاکر خاک سیاہ کردیا گیا۔ جو لوگ بچکر بھاگے وہ

سب گرفتار ہوکر غلاموں کی طرح بابل میں قید رہے۔ عارف روم نے سچ کہا ہے۔

حلم حق با تو مواساہا کند چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

قہر الہٰی کے ہولناک واقعات سنئے اب رحمت خداوندی کی نشانیاں دیکھو

قصہ صاحب الحوت عراق عجم میں موصل کے قریب قدیم زمانہ میں شہر نینوا شاہان اسیریا کا پایہ تخت تھا یونانی مورخ ہیروڈوٹس کا بیان ہے کہ یہ شہر مچھلی کی دیوی نینا کے نام پر آباد ہوا تھا۔ یہ دیوی بابلیوں کی تھی جس کو ملک شام میں اہل فنیقیہ ڈرکیتو کے نام سے عسقلان میں پوجتے تھے اس کی شکل سر سے ناف تک ایک حسین عورت کی طرح اور جسم اسفل مچھلی کی طرح تھا (جیسے لکھنؤ میں قیصر باغ کے پھاٹکوں اور شاہی محلوں کے دروازوں پر واجد علی شاہی دور میں ایسی پریوں کی شکلیں منقوش تھیں) اس دیوی پر مچھلیاں اور فاختہ چڑھائی جاتی تھیں اور مندر میں ایک سونے کی مچھلی لٹکی رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ نینوا کی مشہور ملکہ سمیرامس اسی دیوی کی بطن سے پیدا ہوئی تھی ولادت کے بعد ہی دیوی نے اسکو جنگل میں چھوڑ دیا جہاں اس کی پرورش فاختہ نے کی (جیسے ہندوستان میں شکنتلا کو اس کی ماں مینکا پری نے چھوڑ دیا تھا) نویں صدی قبل مسیح میں اس ملکہ نے بڑے جاہ و جلال سے حکومت کی اور وقت وفات فاختہ بن کر اڑ گئی۔ خیر یہ تو ایک افسانہ ہے لیکن اسی زمانہ میں مچھلی کی دیوی کی پوجا ملک شام میں ہوتی تھی۔

حضرت سلیمان کی وفات کے بعد شاہان اسیریا نے اسرائیلی سلطنت پر حملہ کرتے کرتے آخر اسکو اپنا باجگذار بنا لیا تھا اور پایہ تخت نینوا سے تعلقات قائم ہوگئے تھے بنی اسرائیل میں جس قدر انبیاء گذرے ہیں۔ اپنی ہی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن جب اسرائیلیوں نے سونے کے بچھڑوں اور بعل کی پوجا شروع کی تو ان میں اور بت پرست ہمسایہ اقوام میں کوئی تمیز نہ رہی۔ اہل اسیریا بھی بت پرست تھے ان کی اصلاح بنی اسرائیل کیلئے عمدہ مثال تھی۔ چنانچہ یونہ ابن امتی (حضرت یونس

کو جو جات حفر کے رہنے والے تھے بشارت ہوئی کہ وہ نینوا جا ئیں اور فرائض تبلیغ ادا کریں۔ عہد عتیق میں ایک چھوٹا سا رسالہ چار ابواب کا یونہ نبی کے متعلق شامل ہے اس میں لکھا ہے کہ تبلیغ کی مشکلات پر غور کر کے آپ ایسے گھبرائے کہ بندرگاہ یافا میں ایک کشتی پر جو ترسیس جا رہی تھی سوار ہو گئے۔ یکایک سمندر میں طوفان آیا اور کشتی بے طرح ڈگمگانے لگی۔ اہل کشتی کہنے لگے کسی کا بھاگا ہوا غلام اس میں سوار ہے قرعہ ڈالا گیا جو فرائض تبلیغ سے بھاگے ہوئے یونہ کے نام نکلا آپ نے فرمایا ہاں میں ہی بھاگا ہوا غلام خداوند ہوں مجھے دریا میں پھینک دو تب انھوں نے آپ کو دریا میں پھینک دیا اور کشتی چل نکلی مگر خداوند نے یونہ کو غرق ہونے سے بچا لیا۔ ایک مچھلی آپ کو نگل گئی تب آپ نے عجز و الحاح سے نجات کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور تین شبانہ روز کے بعد مچھلی نے آپ کو صحیح و سالم کنارے پر اگل دیا اب پھر آپ کو نینوا جانے کی بشارت ہوئی مصیبت اور حیرت انگیز طریقے سے نجات پانے کے باعث آپ کا دل قوی ہو گیا اور جذبۂ عمل پیدا ہو گیا۔ آپ نینوا پہونچے۔ لوگوں کو خوف خدا سے ڈرایا اور اسرائیلی نبیوں کی طرح یہ خوفناک پیشگوئی کی کہ چالیس دن میں یہ شہر غدار تباہ و برباد ہو جائے گا۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اس پر ہیبت طاری ہوئی اور شہر سے سارے باشندوں کو لیکر میدان میں نکلا اور عجز و انکسار اور گریہ و زاری کے ساتھ گناہوں سے توبہ کی رحمت الٰہی نے دستگیری کی اور نینوا جیسا تھا ویسا ہی آباد رہا۔ تب یونہ نبی یہ دیکھ کر کہ انکی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی خفا ہو کر شہر سے دور ایک جھونپڑا ڈال کر فقیرانہ زندگی بسر کرنے لگے۔ جھونپڑے پر کدو کی بیل پھیلی اور آپ کو سایہ میں آرام ملی مگر جب بیل سوکھ گئی۔ دھوپ کی شدت سے بیقرار ہو کر موت مانگنے لگے تب وحی آئی کہ اے یونہ یہ بیل جسکو نہ تو نے بویا نہ اگایا۔ جب سوکھ گئی تو اس کی یاد میں تو اس قدر مغموم ہے تو کیا اتنے بڑے شہر نینوا کو جس میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد میرے بندے آباد ہیں اور جہاں بے زبان جانور بھی کثرت سے ہیں۔ ان سب مخلوق کو تباہ و برباد

کر دینے میں مجھے کچھ رحم نہ آئے۔ قصہ یونس ارشادِ الٰہی سبقت رحمتی علےٰ غضبی کی ایک موثر مثال ہے۔ لیکن انسانی طبیعت کا یہ خاصہ ہے کہ جہاں قصوں میں کوئی عجیب وغریب بات مذکور ہوتی ہے تو وہی حافظہ میں نقش ہو جاتی ہے اور اسی کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے قصہ یونس میں مچھلی کا آپ کو نگل جانا مگر تین شبانہ روز کے بعد پھر آپ کو صحیح وسالم اگل دینا اعجوبہ پرستی کے سمند ناز کے لئے ایک تازیانہ ہے۔ دیکھو انجیل میں جہاں قصہ یونس کا حوالہ ہے یہی پہلو دکھایا گیا ہے۔ متی ۱۲ / ۴۰ - ۴۱ میں لکھا ہے۔

"جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔ نینوا کے لوگ اس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ عدالت کے دن کھڑے ہو کر انھیں مجرم ٹھہرائیں گے۔ کیونکہ انھوں نے یونس کی منادی پر توبہ کر لی اور دیکھو یہاں وہ ہے جو یونس سے بھی بڑا ہے۔

<u>محمدی خلق عظیم</u>[۴] اس بیان میں جناب متی اعجوبہ پرستی والا پہلو دکھانے کے ساتھ حضرت یونس پہ حضرت عیسیٰ کی فضیلت کی تعلیم بھی دیتے ہیں اب اس ضمن میں ہمارے رسول کریم صلعم کا اسوہ حسنہ ذرا انصاف کی نظر سے ذیل کی حدیث میں دیکھو بخاری کتاب الانبیاء میں حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی بساطی سودا بیچتے وقت ایک موقع پر کہنے لگا۔ میں اتنے کم دام نہ لوں گا قسم ہے اس خدا کی جس نے موسیٰ کو انسانوں پر فضیلت دی۔ یہودی اس زمانہ میں چونکہ آنحضرت صلعم کی تحقیر و توہین کیا کرتے تھے۔ ایک انصاری کو یہودی کا یہ جملہ سن کر ایسا غصہ آیا کہ اس کے منہ پر ایک تھپڑ مارا اور کہنے لگا تو موسیٰ کو فضیلت دیتا ہے۔ حالانکہ محمد رسول اللہ ہمارے درمیان میں ہیں۔ یہودی دربار رسالت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ابو القاسم ہمارے آپکے درمیان معاہدہ ہے۔ یہ مجھے طمانچہ کیوں مار گیا۔ حضور کے دریافت حال پر انصاری نے واقعہ بیان کر دیا

سنتے ہی چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا اور یوں فرمایا خدا کے رسولوں کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو قیامت کے دن نفخ صور سے جب سب بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر پہلے مجھے ہوش آئیگا تو موسیٰ کو پایہ عرش پکڑے ہوئے دیکھوں گا میں نہیں کہہ سکتا کہ کوہ طور کی بے ہوشی ان کے لئے کافی تھی یا وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آچکے تھے ۔ پھر فرمایا کسی کو نہ چاہیئے کہ وہ مجھے یونس ابن امتی پر فضیلت دے یہ تھی خلق عظیم کی ایک جھلک یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اہل کتاب حضرت یونس کو بارہ چھوٹے نبیوں میں شمار کرتے ہیں جن کا ذکر عہد عتیق کی آخر میں ہے ۔

اب دیکھو کہ قرآن مجید میں قصہ یونس کس طور سے مذکور ہے ۔

حضرت یونس کا حال چار مختلف سورتوں القلم ۔ الانبیاء ۔ والصفت اور یونس میں مذکور ہے ۱ اور ۲ میں اجمال اور ۳ میں تفصیل ہے اور ۴ میں صرف قوم یونس کے نجات پانے کا ذکر ہے ان میں القلم عہد رسالت کی قدیم کی سورت ہے جو سورہ مدثر کے بعد نازل ہوئی ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

فاصبر لحکم ربك ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادی وهو مكظوم لولا ان تداركه نعمة من ربه لنبذ بالعراء وهو مذموم فاجتبه ربه فجعله من الصالحين ۔

(القلم)

پس تو صبر کر اپنے رب کے حکم کے لئے اور مت ہو مچھلی والے (یعنی یونس پیغمبر) کی طرح جب پکارا اس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا اگر نہ سنبھالتا اس کو احسان تیرے رب کا تو ایک چٹیل میدان میں برے حال میں پھینک دیا جاتا ۔ پھر نوازا اس کو اس کے رب نے اور کر دیا اسکو نیکوں میں

وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیه فنادی فی الظلمت

اور (یاد کرو) مچھلی والے (حضرت یونس) کو جب چلا گیا غصہ ہو کر پھر سمجھا کہ ہم نہ قادر ہونگے اس پر ۔ پھر پکارا ان تاریکیوں میں کہ کوئی حاکم نہیں

ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین	ہے سوائے تیرے۔ تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں
فاستجبنا لہ ونجینہ من الغم وکذٰلک	سے پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد اور بچا دیا اس کو
ننجی المومنین (الانبیاء)	غم سے اور یوں ہی نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو

ان دونوں سورتوں میں حضرت یونس کو صاحب الحوت اور ذوالنون کا لقب دے کر سامع کے ذہن کو مچھلی کے قصہ کی طرف منتقل کرتے ہوئے یہ تعلیم دی گئی۔ کہ اے محمد تم کو کفار قریش مجنوں کہکر کلام الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں تم صبر کرو اور یونس کی طرح فرائض تبلیغ کی مشکلات سے گھبرا کر مبتلائے غم نہ ہو یونس نے انتہائی مصیبت میں تاریکیوں (ظلمات) میں سے خداوند کو پکارا اس نے دعائے مضطر قبول کرکے ان کو نجات دی۔ مومنین کو خدا اسی طرح بچاتا ہے اب سورہ والصٰفٰت میں تفصیل دیکھو۔

وان یونس لمن المرسلین اذ ابق الی الفلک	تحقیق کہ یونس ہے رسولوں میں سے جب بھاگ کر
المشحون فساھم فکان من المدحضین	پہونچا اس بھری کشتی میں پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا خطا وار
فالتقمہ الحوت وھو ملیم فلولا انہ کان	پھر لقمہ کیا اس کو مچھلی نے اور وہ اپنے تئیں ملامت
من المسبحین للبث، فی بطنہ الی یوم	کر رہا تھا پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ یاد کرتا تھا پاک ذات
یبعثون فنبذنہ بالعراء وھو سقیم	کو تو رہتا اس کے پیٹ میں اور پھر ڈالدیا ہم نے اس کو چٹیل میدان میں اور وہ بیمار تھا اور
وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین وارسلنا	اگایا ہم نے اس پر ایک درخت بیل والا اور بھیجا اس کو
الی مائۃ الف او یزیدون فاٰمنوا	لاکھ آدمیوں پر یا اس سے زیادہ پھر وہ یقین لائے
فمتعنٰھم الی حین۔	اور ہم نے فائدہ اٹھانے دیا ایک وقت تک۔

عہد عتیق والا قصہ یونس قرآن نے یہاں کس بلیغ پیرایہ میں ماثل و دل ربا ان کیا ہے لیکن مچھلی کے پیٹ میں تین شبانہ روز رہنے کا ذکر جیسا کہ توراۃ و اناجیل میں ہے کس خوبی سے حذف کیا ہے

اور صرف اسی قدر کہا کہ مچھلی نے لقمہ کیا۔ اور اگر وہ خداوند کی تسبیح نہ کرتا تو اس کے پیٹ میں قیامت تک پڑا رہتا۔ اس طور سے قصہ کی ندرت بھی سامع کے لئے باقی رہی اور ارباب فہم کے لئے صورت واقعہ پر غور کرنے کا موقع بھی ہاتھ آیا۔ مگر ہمارے راویوں نے تین خیادہ روز والی روایت اہل کتاب بے چون و چرا تسلیم کر کے یہ حاشیہ بھی چڑھایا کہ چالیس دن تک آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے اس مچھلی کو ایک دوسری بڑی مچھلی نگل گئی مچھلی کا پیٹ سیر بین شیشہ بن گیا۔ پھر مچھلی سمندر سے دجلہ میں داخل ہو گئی اور نینوا کے کنارے آپ کو اگل دیا مگر آپ کا جسم اسقدر نرم ہو گیا تھا کہ مکھی بیٹھنے سے بھی تکلیف ہوتی تھی اس لئے خدا نے کدو کی بیل سے آپ کے جسم کو ڈھانکا اور ایک ہرنی صبح و شام آپ کے منہ میں اپنا تھن لگا کر کھڑی ہو جاتی تھی اور آپ دودھ پی لیتے تھے۔

صورت واقعہ اگر درایت کی نظر سے تاریخ کی روشنی میں دیکھی جائے تو یوں معلوم ہوتی ہے حضرت یونس بندرگاہ یافا سے ترسیس جانے والی کشتی میں سوار ہوتے ہیں یافا فلسطین بیت المقدس کے شمال و مغرب جانب بحر روم میں ایک بندرگاہ ہے قدیم شہر ترسیس کا راستہ بحر قلزم میں ہو کر تھا۔ یافا سے جانب جنوب چل کر قدیم شہر عسقلان پڑتا تھا جہاں اس زمانہ میں مچھلی کی دیوی در کیتو کا مندر تھا کہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس مندر کے پجاری خاص تہواروں میں بھینٹ چڑھائی ہوئی مچھلی کھا سکتے تھے ورنہ پرہیز کرتے تھے جس کی وجہ سے مچھلیوں کی وہاں کثرت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی جب عسقلان کی قریب طوفان میں پھنسی تو حضرت یونس اسی سمندر میں پھینکے گئے اور کسی مچھلی نے لقمہ کر لیا۔ لقمہ کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ آپ سلم اس کی حلق سے پیٹ میں اتر چلے گئے بلکہ آپ کا کوئی حصہ بدن اس کے منہ میں آگیا ہو گا اور وہ کھینچ کر لے چلی ہو گی۔ کہ ایک دوسری بڑی مچھلی اس کے پیچھے دوڑی ہو گی اس کشمکش میں آپ اس کے منہ سے چھوٹ گئے ہوں گے اور موج نے کنارے پر چٹیل میدان میں آپ کو باحال سقیم ڈال دیا ہو گا یا ممکن ہے کہ آپ ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے

کنارے پر آگئے ہوں۔ قرآن میں فنبذنٰہ بالعراء وھو سقیم کا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے یہ نہیں کہ مچھلی نے کنارے پر آکر اگل دیا ہو حال سقیم میں سمندر والوں نے آپ کو سنبھالا ہو گا مگر یوں مشہور کیا ہو گا کہ مچھلی کی دیوی آپ کو کنارے پر لائی حالانکہ یہ قدرت الٰہی اور رحمت ایزدی تھی جس نے آپ کو قعر دریا سے نکالا اور میدان میں بے کسا تر نے ڈ دیا قرآن میں لولا ان تدٰرکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم کا یہی مطلب ہے۔

چیمبرس انسائیکلو پیڈیا جلد ششم میں لکھا ہے کہ واقعہ کی کئی صدی بعد قید بابل سے رہا ہو کر کسی یہودی نے قصہ یونس لکھا ہے۔ اس میں دوسرا باب جس میں مناجات یونس درج ہے البتہ کلام نبی معلوم ہوتا ہے اور ضمیر متکلم سے شروع ہوتا ہے باقی تین ابواب محض قصہ گوئی کی طور پر مذکور ہیں باب دوم کی مناجات میں بطن ماہی کا ذکر نہیں صرف سمندر کی گہرائیوں اور اس کی تاریکیوں کا تذکرہ ہے اور قرآن مجید کی سورہ الانبیاء میں بھی اس کی تائید میں " فنادی فی الظلمت " ہے نہ بطن الحوت سورہ الصٰفٰت میں مچھلی نے لقمہ تو کر لیا لیکن اس حال میں اگر آپ خدا کی تسبیح نہ کرتے تو اسکی غذا ہو جاتے تسبیح یونس لاالٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین بیشک گرفتار بلا و محن کے لئے پروانہ نجات ہے۔ اور بزرگان دین نے اس کا تجربہ کیا ہے۔

رحمت خداوندی کا اب ایک دوسرا قصہ سنو

قصہ ایوب عہد عتیق میں ۴۲ ابواب کی ایک کتاب اُوب شامل ہے عبرانی تورات میں اوب کی جگہ ایوب درج ہے اور قرآن بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ قصہ یونس کی طرح قصہ ایوب بھی قید بابل سے رہائی کے بعد تحریر ہوا ہے۔ اس میں افلاطون کے مشہور مکالمات فیڈو وغیرہ کی طرز میں یہ فلسفیانہ بحث چھیڑی ہے کہ انسان پر بلاؤں کا نزول آیا جزائے اعمال کے طور پر ہے یا قضائے الٰہی ہے۔ یہودیوں کا مشہور فیلسوف میمونڈیس جو گیارہویں صدی عیسوی میں گذرا ہے

تم قربانیاں پیش کرو اور اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا مانگے۔ تب حضرت دعا مانگتے ہیں رحمت کا نزول ہوتا ہے اور پہلے سے دو چند آپ کو نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔

قصہ تورات سنا اب ذکر قرآنی سنو

قرآن میں قصہ ایوب اپنی اصلی سادگی میں نظر آتا ہے اور بقول یہودی فیلسوف میمونڈیس مکالمات کے وضعی افسانہ سے رنگین نہیں ہے۔ واقعی صبر ایوب وہ قبائے گل ہے جس میں قیل و قال کے گل بوٹے کہاں ہو سکتے تھے۔ سورہ ص میں ارشاد ہوتا ہے۔

واذکر عبدنا ایوب اذ نادی ربہ	اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب اس نے پکارا اپنے
انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب	رب کو کہ مجھ کو لگا دی شیطان نے ایذا اور تکلیف لات
ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و	مار اپنے پاؤں سے یہ چشمہ ہے نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو اور
شراب ووھبنا لہ اھلہ ومثلھم معھم	ہم نے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور ان کے
رحمۃ منا وذکری لاولی الالباب وخذ	ساتھ اپنی مہربانی سے اور نصیحت عقلمندوں کیواسطے
بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث انا	اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا پھر اس سے مار
وجدنہ صابرا نعم العبد انہ اواب۔	اور قسم میں جھوٹا نہ ہو ہم نے اسکو پایا صابر بہت اچھا بندہ
(سورۃ ص)	اور تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا۔

صبر کا بھی کیا مقام اعلیٰ ہے۔ شروع آیت میں عبدنا ہمارا بندہ اور آخر میں بھی کس محبت سے نعم العبد کیا اچھا بندہ کہا جاتا ہے حضرت ایوب کی بیماری کا غسل اور پانی پینے سے دفع ہونا اگرچہ تورات کے قصہ ایوب میں مذکور نہیں ہے لیکن ایک دوسرا واقعہ ملوک باب ۵ میں یوں لکھا ہے کہ نعمان جو شاہ ارام کا ایک فوجی افسر تھا مبروص ہو گیا جب کسی دوا سے شفا نہ ہوئی تو حضرت الیسع کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا جا اور یردن میں سات غوطے مار چنانچہ اس نے غوطہ لگائے اور چنگا ہو گیا۔ فلسطین کے

شہر برکیہ میں اب تک ایک چشمہ ہے جس کو چشمہ الیسع (جانشین حضرت الیاس) کہتے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ایوب نے اسی کے پانی کے استعمال سے شفا پائی تنکوں کے مٹھے سے کس کو اور کسلئے مارا قرآن میں مذکور ہے لیکن چونکہ تورات کے قصہ ایوب میں آپ کی بیوی نے خدا کو ملامت کرنے کے لئے کہا تھا۔ اسی لئے مفسرین کہتے ہیں۔ کہ بیوی کو مارا۔ لیکن قصہ ایوب میں ایک چوتھا نوجوان الیہو نامی بھی نظر آتا ہے جس نے احباب کے خاموش ہو جانے پر نہایت سختی سے حضرت ایوب پر الزام لگایا تھا ممکن ہے آپ نے اسی کو دخل در معقولات پر سزا دینے کی قسم کھائی ہو واللہ اعلم بالصواب

مسیحائی دور کے قصے،

قدیم قوموں کی دیومالاؤں میں جب اس قسم کے حالات کہ فلاں دیوتا انسان کی شکل میں آسمان سے اتر آیا۔ فلاں آسمان پر چڑھ گیا۔ فلاں مر کر زندہ ہو گیا پڑھتے ہیں تو اس دور تہذیب میں ہم ان کو محض افسانہ سمجھتے ہیں اور ان کے ماننے والوں کو وہم پرست کہتے ہیں لیکن اسی قسم کی روایات جب تورات و اناجیل میں پڑھتے ہیں اور اپنے یہاں کی تفاسیر و احادیث میں منقول پاتے ہیں تو اگر ان کی نسبت کچھ کہتے ہیں تو زبان کٹتی ہے اور اربابا من دون اللہ کی بارگاہ سے نکالے جاتے ہیں۔

تورات ملوک دوم باب ۲/۱۱-۱۴ میں لکھا ہے کہ وقت وفات حضرت الیاس اپنے خلیفہ الیسع کو ساتھ لے کر ایک جنگل میں گئے اور ایک آتشیں رتھ میں جس میں آتشیں گھوڑے جتے ہوئے تھے بیٹھ کر آسمان پر چلے گئے اور اپنی چادر اوپر سے الیسع کے پاس پھینک دی۔ پھر آپ کے متعلق یہ عقیدہ پھیلا کہ آپ زندہ ہیں اور دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ انجیل یوحنا باب اول میں اسی عقیدہ کا اظہار ہے جہاں لکھا ہے کہ یہودیوں نے حضرت یحییٰ سے دریافت کیا کہ کیا الیاس ہے

قصہ ایوب کے مکالمات کو محض افسانہ کہتا ہے لیکن حضرت ایوب تاریخی بزرگ ہیں اور عہد عتیق کی کتاب حزقیل باب ۱۴/۱۴ میں آپ کا ذکر موجود ہے آپ حضرت اسحاق کے بڑے بیٹے عیسو (جنکا لقب ادوم ہے) کی نسل سے ہیں (سفر تکوین ۳۶/۲۹) ادومیوں کی سلطنت ملک شام سے یمن تک پھیلی ہوئی تھی اور بنی اسرائیل سے لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔

عہد عتیق میں قصہ ایوب پانچ حصوں میں منقسم ہے (۱) آغاز داستان ابتدائی تین ابواب میں (۲) حضرت ایوب اور آپ کے تین دوستوں کے مکالمات چوتھے باب سے اکتیسویں تک (۳) ایک نوجوان الیہو نامی کی تقریر باب ۳۲ لغایت ۳۷ (۴) تجاب گردباد سے خداوند کا کلام باب ۳۸ لغایت ۴۱ (۵) دوستوں کا قربانی پیش کرنا حضرت ایوب کی دعا اور ان پر نزول رحمت باب ۴۲

اب ہم ذیل میں قصہ کا ملخص درج کرتے ہیں۔

سرزمین عوض میں حضرت ایوب ایک صادق کامل اور متقی بزرگ تھے جو دولت و حشمت کے ساتھ کثیر العیال تھے۔ ایک دن دربار خداوندی میں جب حضرت کی تعریف ہو رہی تھی شیطان نے عرض کیا کہ ایوب سے نعمتیں چھین لی جائیں تب دیکھوں وہ کیسے خدا کو ملامت نہیں کرتا حکم ہوا اچھا تو بھی آزما کر دیکھ لے اب حضرت پر پے در پے مصائب کی بوچھار شروع ہوئی مال و منال لٹ گیا۔ نوکر چاکر غلام دشمنوں کے ہاتھوں قتل و قید ہو گئے اولادیں ایک مکان میں دب کر مر گئیں مگر حضرت نے نہایت استقلال سے صبر کیا اور کوئی کلمہ شکایت زبان سے نہ نکالا۔ تب خداوند نے شیطان سے کہا کیوں تو نے میرے بندۂ صابر کو دیکھا وہ کہنے لگا سخت تکلیف دہ امراض میں اس کو مبتلا کیجئے پھر دیکھوں کہ یہ کیسے حضور کو ملامت نہیں کرتا۔ جواب ملا اچھا یوں ہی سہی چنانچہ شیطان نے حضرت کو اس طور سے مارا کہ سر سے پاؤں تک پھوڑے نکل آئے اور آپ کرب و بے چینی کے ساتھ خاک پر بیٹھ گئے آپ کی بیوی کہنے لگی اب خدا کی رحمت کہاں زبان ملامت

کھو لئے مگر آپ نے اف تک نہ کی اس حال زار کی خبر جب آپ کے تین دوستوں کو ہوئی تو وہ غمگساری کو آئے اور اثنائے گفتگو میں نزول بلا کی بحث چھڑ گئی۔ دوستوں کا دعوٰی تھا کہ بلائیں گناہوں کی سزا ہیں اگرچہ ایوب کے معاملہ میں بجائے تعزیری ہونے کے تادیبی ہیں اس لئے توبہ و استغفار کرنا چاہیئے حضرت ایوب فرماتے ہیں نزول بلا معصیت کے باعث نہیں ہے اور اس کے ثبوت میں وہ صلحا کے واقعات اور اپنی مثال پیش کرتے ہیں۔ اپنی مثال میں وہ اپنے عروج کے زمانہ کے حالات پھر موجودہ ناگفتہ بہ انقلاب ایسے درد بھرے دل سے بیان کرکے اپنی بے گناہی ثابت کرتے ہیں کہ دوست چپ ہو جاتے ہیں مگر ایک چوتھا نوجوان جو وہاں آگیا تھا۔ یوں بول اٹھتا ہے کہ جناب آپ نے اپنی بے گناہی کو ایسا ثابت کر دیا کہ اب خدائے رحیم ملزم ہے۔ یکایک گردباد کے حجاب سے خداوندی آواز آتی ہے یہ کون ہے جو نادانی کی باتوں سے مصلحت خداوندی پر پردہ ڈالتا ہے۔ میرے بندے تو کہاں تھا جب کائنات کی تخلیق ہوئی کیا تو اس کے اسرار سے واقف ہے کیا عرش سے فرش تک مخلوقات الٰہی کے متعلق تجھے علم ہے آنکھیں کھول آسمان اور اس کے کروروں ثوابت و سیارز میں اور اس کے ادنےٰ سی اعلیٰ تک مخلوقات کے عجائبات اور صنعتوں پر غور کر پھر تیری نادانی تجھ پر آئینہ ہو جائے گی۔ میرے بندے کیا تو اپنے مالک سے جھگڑا کرنے آیا ہے تو اس کی مصلحتیں کیا سمجھتا ہے۔

تب حضرت ایوب یوں عرض کرتے ہیں" بیشک تو قادر مطلق ہے میں نے وہ کہا جو میں نے نہیں سمجھا بلکہ وہ کام میرے لئے نہایت حیرت افزا ہیں جنھیں میں نہ سمجھتا تھا۔ میں نے تیری خبر اپنے کانوں سے سنی تھی اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں اس لئے میں اپنے ہی سے بیزار ہوں اور خاک اور راکھ پر بیٹھا توبہ کرتا ہوں" اب رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور آواز آتی ہے ایوب کے دوستو تم نے اپنی لمبی چوڑی تقریروں سے میرے بندے کا دل دکھایا میں تم سے خفا ہوں اب

ہو گیا۔ یہود پھر غیروں کے غلام بنے اور اس ذلت و خواری کی حالت میں مسیح موعود کا بےچینی سے انتظار ہونے لگا۔ ایسے فتنہ و آشوب کے زمانہ میں جبکہ دنیاوی حکومت کے ساتھ دینی طاقت بھی سلب ہو گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے آپ کے متعلق ہم آئندہ کسی عنوان میں لکھیں گے۔ یہاں سلسلہ کلام کے طور پر اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ آپ نے یہود کو اس شور و شر سے جو مسیحا کی پیشین گوئی کی آڑ میں بیت المقدس کی تباہی اور انقلاب حکومت کا باعث ہوتا تھا روکنا چاہا اور انبیائے ماسبق کی طرح خدا پرستی اور تہذیب اخلاق کی تعلیم دے کر مذہب میں جو محض رسم و رواج کا نام رہ گیا تھا نئی روح پھونکنا چاہی لیکن یہود اپنے جاہلانہ جوش اور طلب حکومت میں اس نکتہ کو نہ سمجھے اس قول کی تائید میں ہم اس تقریر کی نقل ذیل میں درج کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ نے بوقت گرفتاری رومی عدالت کے سامنے کی تھی۔

"پس پیلاطس قلعہ میں پھر داخل ہوا اور یسوع کو بلا کر اس سے کہا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ یسوع نے جواب دیا کہ تو یہ بات آپ سے کہتا ہے یا اوروں نے میرے حق میں تجھ سے کہی۔ پیلاطس نے جواب دیا کہ کیا میں یہودی ہوں۔ تیری ہی قوم اور سردار کاہنوں نے تجھ کو میرے حوالے کیا۔ تو نے کیا کیا ہے۔ یسوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہت دنیا کی نہیں اگر میری بادشاہت دنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالے نہ کیا جاتا مگر اب میری بادشاہت یہاں کی نہیں"

(یوحنا کی انجیل باب ۱۸)

یہود اپنے زعم باطل میں جب حضرت عیسیٰ کو سولی دلوا چکے تو پھر دوہ مسیحا کے بدستور منتظر رہے اور نیز کیہ مطلوب کے عوض فتنہ و فساد میں مبتلا رہے۔ آخر طیطوس رومی نے ۷۰ء میں بیت المقدس کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ ڈالا اور تمام اشراف و اعیان یہود کو روما میں پکڑ لے گیا۔ اس واقعہ ہائلہ کے بعد

بھی یہود کی آنکھیں نہ کھلیں۔ ساٹھ برس کے بعد ایک یہودی برقشبہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جسکی تصدیق امام یہود عقبہ نے بھی کر دی۔ پھر کیا تھا تمام یہودی جمع ہوئے اور رومیوں پر حملہ کر دیا لیکن ۱۳۵ء میں قیصر ہیڈرین نے سخت مقابلہ کے بعد ان کو شکست دی مسیحا مارا گیا اور یہود اقصائے عالم میں خانہ خراب ہو کر آوارہ گرد ہو گئے حرم کے احاطہ میں ہل چلایا گیا یروشلم کی جگہ شہر ایلیا آباد ہوا جہاں رومیوں کے دیوتا جوپیٹر کا شوالہ بنایا گیا۔

دنیا میں کوئی ایسا شہر نہیں جس نے یروشلم کی طرح (جس کے لفظی معنی سلامتی کے گھر کے ہیں) سترہ مرتبہ محاصرے کی ہولناک سختیاں برداشت کی ہوں اور جس کے چپہ چپہ پر گلی کوچوں میں کئی بار خون کی ندیاں بہی ہوں۔ بت پرست اہل بابل اور روم نے خیر جو کچھ ظلم وستم کئے ان کی شکایت ہی کیا لیکن افسوس "ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا پیش کرنے والی امت صلیبی لڑائیوں میں جس طرح ۱۰۹۹ء میں احاطہ حرم کے اندر پرستاران توحید کو ذبح کر کے گھوڑوں کی زین تک خون میں تیرتے ہوئے داخل ہوئے اس کی مثال دنیا میں کہیں نہ ملے گی۔ کیا حضرت فاروق اعظمؓ کے پرامن داخلہ بیت المقدس کا جس میں کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی یہی صلہ تھا۔ خیر وہ تو امیر المومنین اور جلیل القدر صحابی رسول اللہ تھے سلطان صلاح الدین جو مطلق العنان بادشاہ اسلام تھا کیا اس نے ۱۱۸۷ء یعنی صلیبیوں کے نوے برس بعد حرم میں بے ادبی کر کے کوئی جوابی کارروائی کی تھی اس کا جواب اگر اسلامی مورخین سے نہیں تو مورخ گبن سے پوچھو

اے خون انبیاء و شہداء سے رنگین سرزمین تیری خونی داستان خون کے آنسو رلاتی ہے۔ خدا جانے ابھی تیری قسمت میں اور کیا لکھا ہے۔ یہود سے سنا ہے کہ تیری سوختنی قربانیوں کے لئے آسمان سے آگ اترا کرتی تھی۔ اب سائنس کے آتشیں دور میں ہولناک بمباروں سے آگ برسنا باقی ہے۔ اے سبز گنبد میں آرام کرنے والے رحمت عالم۔ ؎

خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

آپ نے نفی میں جواب دیا اب ہمارے مفسرین کی داستان سرائی سنو درمنثور میں لکھا ہے کہ خضر موکل ہیں۔ دریاؤں پر اور الیاس جنگلوں پر اور یہ دونوں زندہ ہیں سال میں ایک بار ایام حج میں ملتے ہیں سبحان اللہ ہمارے رسول صلعم تو یوں فرمائیں کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی بجز میری تابعداری کے چارہ نہ تھا لیکن خضر و الیاس یوں تو سال میں ایک بار ایام حج میں ملیں لیکن حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم سے ملنے نہ آئیں اور زمرہ اصحاب میں شامل نہوں کاش ہمارے راوی درایت سے بھی کام لیتے قرآنمجید اس قسم کے قصوں سے پاک ہے صاف ارشاد ہوتا ہے۔ وماجعلنٰھم جسداً لایاکلون الطعام وماکانوا خٰلدین حضرت الیسع اب حضرت الیسع کا قصہ سنو۔ تورات کی اسی کتاب ملوک دوم باب میں لکھا ہے کہ آپ کی مریدہ کا لڑکا مر گیا وہ روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی آپ کی دعا سے یہ لڑکا پیدا ہوا تھا اب دعا کیجئے کہ زندہ ہوجائے۔ آپ اٹھے لڑکے کو آغوش میں دبایا اور وہ زندہ ہو گیا۔ اسی طرح باب میں لکھا ہے کہ حضرت الیسع جہاں دفن ہوئے تھے۔ وہیں ایک مردے کے لئے قبر کھد رہی تھی۔ یکایک دشمنوں کی فوج نظر آئی۔ لوگوں نے گھبرا کر مردہ کو الیسع کی قبر میں ڈال دیا۔ مردے کا جسم جیسے ہی آپ کی ہڈیوں سے مس ہوا وہ زندہ ہو کر چلنے پھرنے لگا۔ سبحان اللہ حضرت الیسع مسیحا نہ تھے مگر بعد وفات مسیحائی۔ اہل کتاب اور ان کے ہمنوا جو چاہیں کہیں لیکن قرآن پاک میں حضرت الیسع کا نام آیا ہے یہ قصے کہیں مذکور نہیں ہیں۔

غرضکہ اسی قسم کے اور افسانے مثلاً زہرہ نے ہاروت و ماروت دو فرشتوں سے ہم آغوش ہو کر اسم اعظم سیکھ لیا اور آسمان پر اڑ کر تارا بن گئی اور وہ دونوں فرشتے گناہ کے باعث چاہ بابل میں لٹکے ہوئے ہیں یہودیوں میں قید بابل سے رہائی کے بعد مقبول عام ہو گئے اس پر وردہ مسیحا کا عقیدہ جس کی تفصیل ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ان کی خانہ ویرانی اور عالم میں دربدر پھرنے کا باعث ہوا درد و مسیحا (مسیحا آرامی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں جس کے سر پر تبرک تیل ملا جائے طالوت

کے ذکر میں ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ یہود اپنے بادشاہ کو مسیحا کہتے تھے۔ بابل کی اسیری کے بعد سے
یہود کو پھر کبھی خود مختار سلطنت نصیب نہ ہوئی حضرت داؤد و سلیمان کا جاہ و جلال وہ بھول نہیں
سکتے تھے ان کی جوشیلی طبیعتوں کو محکومی کی ذلت اور ہمسایہ قوموں کا عروج و تسلط گوارا نہ تھا ایسی
نامرادی کی حالت میں اس قسم کی پیشین گوئیاں کہ عنقریب ان میں ایک مسیحا پیدا ہوگا جو دشمنان
دین کا قلع قمع کر کے بیت المقدس کو پھر آباد کرے گا اور دائمی بادشاہت کی بنیاد ڈالے گا تسکین کا
سبب ہوتی تھیں زرتشتیوں میں بھی جب اسکندر یونانی نے کیانی سلطنت عجم کو پامال کر ڈالا اسی قسم
کی پیشین گوئی باعث تسلی تھی کہ زرتشت کی نسل میں سیوسیوش جب پیدا ہوگا تو وہ سارے عالم پر
حکمران ہوگا اور دین زرتشت غالب ہوگا۔ اسکندر کی جوان مرگی کے بعد جب اس کی وسیع سلطنت
اس کے فوجی افسروں میں تقسیم ہو گئی۔ یہود یونانیوں کے محکوم ہو گئے ان پر بادشاہ شام انطاکیوس نے
ایسے مظالم توڑے جن سے یہود اب تک آشنا نہ تھے۔ بیت المقدس مسمار کیا گیا اور اس کی جگہ زیئس
دیوتا کا شوالہ بنایا گیا حرم کی زمین پر خنزیر کی قربانی ہونے لگی کتب مقدسہ جلا دی گئیں اور ان کی
تلاوت حکماً موقوف کی گئی کہ یہود کی جداگانہ قومیت مشرکین کی اکثریت میں جذب ہو کر فنا ہو جائے
مگر اسرائیلی خون میں ایک مرتبہ پھر جوش پیدا ہوا۔ یہود امتقابی کی ہمت مردانہ اور حمیت دین نے
ایک جہاد عظیم کے بعد سفاک یونانیوں کو ۱۶۵ ق م شکست دی بیت المقدس پھر تعمیر ہوا تورات
کو پھر جمع کیا گیا اور یہود خوش ہوئے کہ اب دور مسیحا آ گیا لیکن ایک ہی صدی کے بعد اہل روما
غالب آئے۔ یہود اب ایسے خونخوار گرگوں کے محکوم ہوئے جن کی انانیت کسی قوم کو اپنا ہمسر دیکھ نہ سکتی تھی
جن کے جوش انتقام میں سلطنت کارتھیج کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اور جس نے یونانیوں کی
مملکت کا چراغ بجھا دیا تھا۔

۶۳ ق م۔ میں رومیوں کے جنرل پومپی نے بیت المقدس کو فتح کر لیا اور متقابی دور کا خاتمہ

الغرض برقتشبہ کے مارے جانے کے بعد یہود نے کہنا شروع کیا کہ وہ مسیح موعود نہ تھا اب پھر انتظار ہونے لگا سلاطین عثمانیہ کے عہد میں ایک یہودی سباطائی زیوی نے ۱۶۶۶ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا بہت سے یہودی اور اکثر عیسائی شام و مصر کے اس کے تبع ہوگئے اور اسی ہزار کی جمعیت سے یروشلم میں علم بغاوت بلند کیا مگر ترکوں نے ان کو شکست دی اور سباطائی گرفتار ہوکر قید میں مرگیا تب یہود نے کہا کہ وہ مسیحا نہ تھا اب پھر انتظار ہو رہا ہے یہ تو یہود کی حالت ہے اب نصاریٰ کی کیفیت سنو

رجعت یسوع مسیح | حضرت عیسیٰ کو آپ کے حواریوں نے نسل داؤد کا مسیحا تسلیم تو کیا لیکن چونکہ آپ دنیاوی سلطنت قائم نہ کر سکے اور بیکسی اور نامرادی کی حالت میں آپ دنیا سے رخصت ہوگئے اسلئے حواریوں نے آپ کی مسیحائی روحانی حیثیت سے قبول کی اور شریعت موسوی کے پیرو رہے لیکن اسی درمیان میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے ۔

سینٹ پال کے کرشمے | شہر طرطوس کا ایک یہودی ساؤل ابتداً حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کا سخت دشمن تھا یہاں تک کہ استفنس حواری کو شہید کرنے میں خود بھی شریک تھا (اعمال باب ۲) لیکن ایک دن یہ مشہور کر کے کہ میں نے آسمان سے مسیح مصلوب کو نازل ہوتے دیکھا اور ان کی تلقین سے توبہ کرلی۔ حواریوں میں شامل ہونا چاہا۔ حواریوں نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر برنبا حواری کی سفارش سے منظور کرلیا اس وقت سے ساؤل کا نام پولوس (سینٹ پال) رکھا گیا اعمال باب ۹ میں لکھا ہے کہ پولوس نے سب سے پہلے مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ غیر یہود یعنی یونانیوں اور شام کے بت پرستوں میں پھیلایا اور غیر یہود (جنٹائلز) کے حواری کا لقب پایا ان لوگوں کے نام جو خطوط پال نے بھیجے وہ مروجہ اناجیل میں شامل ہیں۔ ان میں مسیحیت بت پرستوں کے عقائد کے قالب میں ڈھال کر پیش کی گئی ہے مثلاً پرومی تھس جو قدیم یونانیوں کا ابو البشر ہے گناہ اولین کے باعث طارطارس پہاڑ میں زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے جہاں گدھ اپنے پنجوں

سے اس کا سینہ نوچا کرتے ہیں لیکن یہ عذاب اس وقت دفع ہوگا جب معبود اعظم زیئس کا بیٹا ہرقلیس آسمان سے نازل ہوکر اس کو نجات دے گا۔ یا مثلاً قدیم مصریوں کے عقیدہ میں ان کا دیوتا اسائرس جس کے چودہ ٹکڑے کئے گئے تھے پھر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا اور اب کرسی عدالت پر بیٹھا ہوا مردوں کی روحوں کا انصاف کرتا ہے حضرت عیسٰی کے متعلق بھی اسی قسم کے عقائد کی تعلیم پال نے دی۔ اپنے ایک خط میں اس قسم کی مشرکانہ تعلیم دینے کی وجہ بھی بیان کی ہے جس سے مروجہ نصرانیت کے اس بانی اول کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے۔ نامہ رومیان باب ۳ درس ۷ میں لکھا ہے۔

"اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر گنہگار کی طرح مجھ پر کیوں حکم دیا جاتا ہے"

اسی لئے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وقالت النصارى المسيح ابن الله ذلك قولهم بافواههم يضاهئون قول الذين كفروا من قبل ۔

اور نصاری کہتے ہیں مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کا کہنا ہے وہ انہیں کافروں کی سی باتیں بناتے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔

فتنہ دجال ایک دوسرے خط میں حضرت عیسٰی کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کا ذکر جناب پال یوں فرماتے ہیں کہ شیطان کے فساد کے بعد گنہگار مجسم یعنی دجال جو تمام تر قدرت اور کرشموں اور شعبدوں کے ساتھ پیدا ہوگا اس کو خداوند اپنے منہ کے پھونک سے (دم عیسٰی) جلا دے گا اس اجمال کی تفصیل مکاشفات یوحنا باب ۱۰۔ ۲۱ میں یوں درج ہے۔

پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور سر پہ

بہت سے تاج ہیں اس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔ پھر میں نے اس حیوان اور زمین کے بادشاہوں اور انکی فوجوں کو اس گھوڑے کے سوار اور اس کی فوج سے جنگ کرتے دیکھا اور وہ حیوان اور اسکے ساتھ جھوٹا نبی پکڑا گیا وہ دونوں آگ کی جھیل میں زندہ ڈالے گئے جو گندھک سے جلتی ہے اور باقی اس گھوڑے کے سوار کی تلوار سے جو اسکے منہ سے نکلتی تھی قتل کیے گئے"

اس مکاشفہ میں جس حیوان کا ذکر ہے اس کے متعلق باب ۱۳ میں یوں لکھا ہے کہ جو سمجھ سکتا ہے وہ اس حیوان کے عدد گن لے کیونکہ وہ آدمی کا عدد ہے سمجھدار نصاری نے یہ معما ابجد کے حساب سے حل کر کے ۶۶۶ نکالے جو عبرانی میں "نیرون" کے اعداد ہیں جس سے مراد نیرو قیصر روم ہے جس نے ۶۴ء میں نصاری کا قتل عام کیا تھا۔ اس کے متعلق نصاری کہتے تھے کہ جب مسیح دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے تو قیصر نیرو زندہ ہو کر دجال بنے گا اور حضرت اس کو قتل کریں گے کیا عجیب بات ہے کہ جب ۳۲۶ء میں قیصر قسطنطین نے دین عیسوی اختیار کیا تو دجال کے متعلق یوں مشہور ہوا کہ وہ مشرق سے نکلیگا یہ اشارہ ساسانی بادشاہ عجم کی طرف تھا جو عیسائیوں کا دشمن تھا۔ پھر جب مسلمانوں میں سلطان محمد ثانی نے قسطنطنیہ فتح کیا تو عیسائیوں نے سلطان ترک کو دجال بنادیا غرضکہ زمانے کے ساتھ دجال کا رنگ بھی بدلتا جاتا ہے۔

مکاشفات یوحنا کی طرح اور بہت سی کتابیں یہود اور نصاریٰ میں متداول ہیں مثلاً کتاب انوخ اور عزرا یہود میں اور ہرمس کا چرواہا نصاری میں مسیح و دجال کے عجیب و غریب قصوں سے بھری ہوئی ہیں جن کی صدائے بازگشت ہمارے یہاں احادیث و تفاسیر میں سنائی دیتی ہے مثلاً صحیح مسلم میں تمیم داری کا دجال کو ایک جزیرہ میں مقید دیکھنا اور آنحضرت صلعم سے اسکا حال بیان کرنا جو درج ذیل ہے۔

حضرت تمیم داری کی روایت | فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمیم داری جو پہلے نصرانی تھا جب مسلمان ہوا تو اس نے بیان کیا کہ وہ قبیلہ لخم وجدام کے تیس آدمیوں کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا۔ سمندر میں طوفان آیا اور جہاز ایک جزیرہ میں جا لگا جہاں ہم کو ایک بھاری دم کا دابہ (جانور) بہت بالوں والا ملا اور کہنے لگا میں جاسوس ہوں چلو اس مرد کے پاس چلو جو اس دیر میں رہتا ہے چنانچہ ہم گئے اس مرد نے ہم سے کئی سوالوں کے بعد پوچھا کہ کیا پیغمبر عرب آ چکے۔ ہم نے کہا ہاں وہ مکہ سے مدینہ آئے عربوں سے لڑائی ہوئی جس میں ان کی فتح ہوئی۔ تب اس نے کہا سنو میں مسیح دجال تمام زمین کا پھرنے والا ہوں عنقریب میں خروج کروں گا اور چالیس دن میں سب جگہ پہونچ جاؤں گا بجز مکہ اور مدینہ کے جہاں فرشتے ننگی تلواریں لئے ہوئے محافظ کھڑے ہوں گے اور میں وہاں داخل نہ ہو سکوں گا۔

اسلام میں قصہ گوئی | تمیم داری یمن کے ایک عیسائی تھے ۹ھ میں ایمان لائے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں سب سے پہلے انھوں نے مسجد نبوی میں قصہ بیان کرنا شروع کئے پھر بلاد اسلامیہ میں قصہ گوئی پھیل گئی۔ ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ قصے آنحضرت صلعم کی وقت میں نہ تھے نہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں یہاں تک کہ فتنہ پیدا ہوا اور قصہ گو نکل پڑے۔ حضرت علیؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس فتنہ کی روک تھام کی۔ مسجد بصرہ سے ایک قصہ گو کو نکلوا دیا سعید ابن المسیب سے روایت ہے کہ جناب مرتضوی نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے حضرت داؤد کا قصہ اس طور سے بیان کرے جیسے قصہ گو کہتے ہیں تو میں اسکو ایک سو ساٹھ دُرے ماروں گا۔ یہ حد ہے انبیاء پر تہمت لگانے کی حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت کے بعد اموی دور میں قصہ گوئی کی بدعت عام ہو گئی اور سیاسی اغراض کیلئے ایک آلۂ کار بن گئی۔ نماز فجر کے بعد قصہ گوئی شروع ہوتی تھی پھر خلیفہ وقت کے لئے دعا اور اس کے دشمنوں کو بد دعا دی جاتی تھی غرضکہ یہی وہ قصہ گو ہیں جن سے کلبی۔ واقدی مقاتل وغیرہم نے روایات لیں پھر یہی روایات کتب تفاسیر واحادیث اور ثعلبی اور کسائی کے قصص الانبیاء میں منقول ہیں۔

لہ تفصیل کے لئے فجر الاسلام جلد اول صفحہ ۹۹ و ۹۹ جس کے مولف زمانہ حال کے ایک مصری عالم احمد امین ہیں۔

بخشے اصحاح میں اکثر حدیثیں خروج دجال کی منقول ہیں جو اگرچہ اسناد کے لحاظ سے غیر معتبر نہیں کہی جاسکتیں لیکن حقیقتاً یہ اہل کتاب کی رجماً بالغیب پیشین گوئیاں ہیں جو ہمارے یہاں ایراد قصص کے طور پر مروی ہیں واقعہ یہ ہے کہ عہد رسالت میں یہود مدینہ مسلمانوں کو جہاں اور اذیتیں پہونچاتے تھے وہاں اس قسم کے قصص سے خوف بھی دلایا کرتے تھے لیکن مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسّلام جس طور سے اس کا دفعیہ فرماتے تھے اس کا پتہ ذیل کی ایک حدیث سے چلتا ہے۔

صحیح مسلم میں نواس ابن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا مسلمانو دجال کے سوا اور فتنوں کا تمہارے حق میں مجھے زیادہ خوف ہے اگر دجال میرے زمانے میں نکلا تو میں تم کو اس کے شر سے بچاؤں گا اور اگر میں موجود نہ ہوا تو ہر مسلمان اس کو الزام دے گا اور حق تعالیٰ میرا نگہبان ہے ہر مسلمان پر۔ اس حدیث پر غور کرو دلوں میں وہ خوف جو اس قسم کے قصوں سے پیدا ہوتا ہے اس کے دور کرنے کے لئے دو طریقے ہیں۔ اول، اس قسم کے قصوں کو توہم پرستی پر مبنی دل کر کے جھٹلا دیا جائے لیکن علم النفس کے ماہر سمجھ سکتے ہیں کہ اس طریقے سے عوام کے دلوں سے خوف جاتا نہیں ہے اور خواص میں بھی چند ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو خوف محسوس نہ کریں۔ دوم ایسی بات کہہ کر نفس میں ایک قوی کیفیت پیدا کر دی جائے جس سے وہ خوف خود بخود دب جاتا ہے یہاں مخبر صادق نے قلوب میں ایک ایسی ایمانی قوت پیدا کر دی ہے جس سے اہل کتاب کے دجال کا خوف عام و خاص سب کے دلوں سے جاتا رہا۔

اس سلسلہ میں قرآن پاک کی چند پیشین گوئیاں جن کی تصدیق تاریخ عالم کر رہی ہے اہل کتاب کی رجماً بالغیب پیشین گوئیوں کے مقابلہ میں یاد رکھنا۔

<u>قرآن کی پیشین گوئیاں</u> اول متعلق یہود

حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ضربت علیھم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباؤ بغضب من اللہ وضربت علیھم المسکنۃ ذلک بانھم کانوا یکفرون بآیٰت اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ (آل عمران)

یہ ہر جگہ ہی ذلیل ہیں اور یہ بات ہے کہ اللہ کے اور لوگوں کے پناہ میں ہوں۔ یہ خدا کے غضب کے مستحق ہو گئے اور ان پر مسکنت ڈالی گئی یہ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے تھے اور بے وجہ نبیوں کو قتل کرتے تھے یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانیوں اور زیادتیوں کا۔

حضرت عیسیٰ کے بعد سے جب سے رومیوں نے بیت المقدس کو تباہ و برباد کر کے یہود کو جلاوطن کیا ہے وہ اقصائے عالم میں آج اٹھارہ سو برس سے سرگرداں ہیں اور اگرچہ مہاجنی کا پیشہ اختیار کر کے سود خواری کے ذریعہ سے دولت و ثروت میں قارون سے بھی بڑھ جاتے ہیں لیکن ہر جگہ ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور آج تک محکومی کی لعنت میں مبتلا ہیں۔ پرانی اور نئی دنیا میں یہودی نوے لاکھ سے زائد ہیں۔ یورپ میں ان کی آبادی ستر لاکھ کے قریب ہے۔ خصوصاً پولینڈ اور جرمنی میں لیکن باوجود یکہ بڑے بڑے بنک اور کارخانے ان کے قبضہ میں ہیں۔ اور گذشتہ جنگ عظیم میں آل راتھس چائلڈ[1] کے سونے چاندی کے گولے فیصلہ کن تھے لیکن جس ذلت و خواری کے ساتھ ہٹلر نے ان کے اکابر و اصاغر سب کو اس دور تہذیب میں نکال باہر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قاتلین انبیاء کی اولاد جو مار گنج سے مار آستین بنجاتے ہیں کس طرح غضب الٰہی میں مبتلا ہیں[2] قرآن کی پیشین گوئی اس قوم کے حق میں کس قدر ہولناک اور کتنی عبرت انگیز ہے۔

---

[1] اس خاندان کا بانی جرمنی کے ایک شہر فرنک فورٹ میں ۱۷۴۳ء میں پیدا ہوا یہ اگرچہ ابتدا میں یہود کا ایک مذہبی پیشوا (ربی) تھا مگر مہاجنی کا پیشہ اختیار کر کے سود بٹہ سے کروڑپتی بن گیا۔ شاہان یورپ اس کے مقروض رہتے تھے۔ نپولین کی لڑائیوں میں اس نے روپیہ سے بڑی مدد کی۔ ستر برس کی عمر میں انتقال کیا اور پانچ بیٹے چھوڑے ایک بیٹے کی اولاد لندن میں، بیرن راتھس چائلڈ کے لقب سے بے انتہا دولت کی مالک ہے۔

[2] گزشتہ جنگ یورپ میں برطانیہ نے نومبر ۱۹۱۷ء کے اعلان بالفور کے مطابق یہود کو پھر فلسطین میں آباد کر کے ایسا باب فتنہ کھولدیا ہے جس کی ہولناک نتائج آجکل کی جنگ عظیم میں دنیا خود دیکھ لے گی۔ سہ غزنیے کہ از در گوش سر تافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

دوم متعلق نصاریٰ

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ (آل عمران) — اور تیرے تابعداروں کو قیامت تک کافروں کے اوپر رکھنے والا ہوں۔

حضرت عیسیٰ کے عہد میں رومیوں کی زبردست سلطنت قائم تھی جن کی ماتحتی میں یہودی فلسطین میں اسی طرح حکومت کرتے تھے جیسے ہندوستان میں ہماری دیسی ریاستیں۔ آپ پر صرف بارہ آدمی ایمان لائے وہ حواری کہلائے لیکن الٰہی پیشین گوئی کے مطابق بہت جلد قیصران روم نے دین عیسوی اختیار کر لیا جنکی وجہ سے یورپ مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ عیسائیوں سے بھر گیا اور یہود اُن کے پنجہ میں پھنسکر ذلیل وخوار ہو گئے دنیا میں جس طور سے نصاریٰ ساری دنیا پر حاوی ہیں اور جس طرح انھوں نے سائنس کی حیرت انگیز قوتوں سے کام لے کر خشکی۔ تری اور ہوا میں جنگی اقتدار حاصل کر لیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کی پیشن گوئی کے مطابق نصاریٰ نہ صرف یہود پر بلکہ کفار پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ دوسری پیشین گوئی بھی یاد رکھنا چاہیئے۔

ومن الذین قالوا انا نصاریٰ اخذنا میثاقھم فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ (مائدہ ۲) — اور جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہیں ہم نے اس سے بھی عہد لیا انھوں نے بھی اس کا بڑا حصہ فراموش کر دیا جو انھیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے بھی ان کے آپس میں بغض وعداوت ڈال دی جو تا قیامت رہیگی۔

حواریان مسیح کے زمانہ ہی میں شہر طرطوس کے ایک یہودی نے جو (بعد کو سینٹ پال کے نام سے مشہور ہوا) یہ دعویٰ کیا کہ جناب مسیح میرے سامنے آسمان سے نازل ہوئے اور مجھے اپنے حواریوں

میں شامل کر لیا ہے۔ دین میں ایسا تفرقہ ڈال دیا کہ سیکڑوں فرقے پیدا ہوکر ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہوگیا۔ یورپ کے قرون مظلمہ کے خونی واقعات اور اس دور تہذیب میں دول مسیحی کی باہمی ہولناک لڑائیاں جن کا سلسلہ ختم ہوتا ہی نظر نہیں آتا قرآن کی اس پیشنگوئی کو عبرتناک طور سے ثابت کر رہی ہیں۔

سوم متعلق اسلام

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق — وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کیساتھ بھیجا کہ

لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون — کہ اسکو اور تمام مذہبوں پر غالب کردے اگرچہ مشرک برا مانیں۔

بڑے بڑے مذاہب عالم کے مقابلہ میں ایک بنی امی کی تعلیم کے متعلق یہ پیشین گوئی کہ تمام ادیان عالم پر اسی دین کو غلبہ رہے گا ایک زندہ اعجاز قرآنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مذاہب عالم میں اسلام کی یہ مابہ الامتیاز خصوصیت ہے کہ اس کی تعلیم میں خواہ متعلق اخلاق ہو یا معاشرت و تمدن فطرت انسانی کا پورا لحاظ رکھ کر آسانی، سادگی اور صفائی سے صراط مستقیم کی تعلیم دی گئی ہے کلمہ شہادت جو اس کا اصل اصول ہے توحید کامل (یعنی توحید فی الذات توحید فی الصفات اور توحید فی العبادات) اور حقیقت نبوت کو اس خوبی سے ذہن نشین کر دیتا ہے کہ کسی مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی نہ یہاں تثلیث کا معما ہے نہ حلول کا کرشمہ نہ دیوتاؤں کی خوش فعلیاں ہیں نہ اوتاروں کا طلسم ہوشربا۔ عقائد کی طرح اسلام کے اعمال بھی آسان اور مختصر ہیں۔ اخلاق میں فطرت انسانی کا لحاظ ہے۔ انسان کی خلقی متضاد اوصاف کی سچی اصلاح اور روک تھام ہے یہاں افراط ہے نہ تفریط نہ رہبانیت نہ جوگ نہ نرواں کی دردناک افسردگی۔ نہ یہودیت کا کھرا پن۔ اسی طرح معاشرت اور تمدن میں ہر قوم

سکے خصائص کے لحاظ سے ایسے جامع و مانع اصول کی تعلیم ہے کہ ہر زمانہ میں ہر قوم کے لئے دستور العمل بن سکے۔ غرضکہ انسان کی دینی اور دنیوی فلاح کے واسطے یہ دین فطرت اپنی شان اکملیت کیساتھ تمام عالم کے لئے رحمت ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نصاریٰ کے لئے قیامت تک کفار پر دنیاوی غلبہ حاصل رہنے کی پیشین گوئی ہے۔ لیکن یہاں بجائے مسلمانوں کے دین اسلام کی جملہ ادیان پر غالب رہنے کی پیشین گوئی ہے۔ البتہ ایک دوسری آیت میں مسلمانوں سے ایک شرط کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے

وانتم الاعلون ان کنتم مومنین آل عمران — اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والے ہو۔

مسلمان جب تک مومن رہے یہود و نصاریٰ اور کفار سب پر غالب تھے اب بھی اگر قوی الایمان ہو کر جاهدوا فی سبیل اللہ حق جہادہ پر عمل پیرا ہوں تو پھر سب پر غالب ہو جائیں۔

یا ایها الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا — مسلمانو اللہ سے ڈرو اور اس تک (پہونچنے کا) وسیلہ

الیہ الوسیلۃ وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم — ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم مراد کو پہونچو

تفلحون (المائدہ)

قصہ اصحاب الکہف والرقیم

مورخ گبن اپنی مشہور تاریخ زوال روما کے جلد سوم صفحہ ۵۱۴ میں لکھتا ہے کہ فرانس کے شہر ٹورس کے ایک باشندہ گریگوری نے چھٹی صدی کے آخر میں "سات سونے والوں" کے قصہ کو لاطینی زبان میں ترجمہ کرکے یورپ میں پھیلایا اس کا بیان ہے کہ سروج واقعہ ملک عراق کے بشپ جیمس نے ۵۲۱ء میں دوسو تیس مذہبی قصے لکھے تھے جن میں سے ایک یہ قصہ ہے جس کا ماحصل حسب ذیل ہے۔

<u>سات سونے والے</u> | بت پرست قیصر وقیوس نے تیسری صدی عیسوی میں جب عیسائیوں کو قتل کرنا شروع کیا تو سات نوجوانوں نے ایشیائے کوچک کے ایک شہر افیسوس (جہاں ڈیانہ دیوی کا ایک صنم خانہ ہے جو دنیا کے منجملہ سات عجائبات کے ایک اعجوبہ ہے) کے ایک غار میں پناہ لی قیصر نے جب سنا تو غار کا دہانہ پتھروں سے بند کردیا۔ مگر پناہ گزیں مرنے کے عوض آرام سے سوگئے ایک سو ستاسی برس کے بعد جب غار کا دہانہ ایک شخص نے کھولا تو سونے والے جاگے اور اپنے ایک رفیق املیقوس کو بازار سے کھانا لانے بھیجا۔ وہ قیصر وقیوس کا سکہ لے کر چلا۔ شہر پہونچ کر اس کو حیرت ہوئی جب اس نے دیکھا کہ پھاٹک پر صلیبی جھنڈا لہرا رہا ہے مگر لوگوں کو اس سے زیادہ حیرت ہوئی ہے جب انھوں نے اسکی دقیانوسی زبان اور لباس دیکھا پھر سکہ سے یہ سمجھے کہ اس کو خزانہ ملا ہے اب اس کو حاکم کے پاس پکڑ لیگئے اس نے جب تفتیش کی تو لاٹ پادری کو اطلاع دی۔ اب کیا تھا سب کے سب یہاں تک کہ خود قیصر تھیودوسیس دوم غار میں زیارت کے لئے پہونچے جوانوں نے اپنا قصہ سنایا۔ دعا دے پھر یکایک مر گئے یہی وہ مسیحی قصہ ہے جو ہمارے یہاں تفاسیر میں مذکور ہے۔ سرسید مرحوم اگرچہ مفسرین

کی اعجوبہ پرستی کی ہنسی اڑایا کرتے ہیں لیکن اس قصہ کی تائید کی ہے اگرچہ دوراز کار تاویلات اور اپنے عہد کے واقعات سے کام لے کر اعجوبہ پرستی کے رنگ کو ہلکا کر دیا ہے لیکن قرآن کے اصحاب الکہف کو دقیانوسی مسیحی قصہ سمجھنا غلط ہے۔ جس کا احساس سب سے پہلے مشہور مفسر ابن کثیر کو ہوا۔ وہ اپنی تفسیر سورہ الکہف میں لکھتے ہیں۔

ابن کثیر کا قیاس | " مذکور ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسٰی کے دین پر تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح کے زمانہ سے پہلے کا واقعہ ہے اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ اگر یہ لوگ نصرانی ہوتے تو یہود اسقدر توجہ سے نہ ان کے حالات معلوم کرتے نہ معلوم کرنے کی ہدایت کرتے حالانکہ قریشیوں نے اپنا وفد مدینہ کے علمائے یہود کے پاس بھیجا تھا کہ تم ہمیں کچھ ایسی باتیں بتاؤ کہ ہم محمد صلعم کو آزمائیں انھوں نے اصحاب الکہف ذوالقرنین اور روح کے متعلق دریافت کرنے کی ہدایت کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کی کتاب میں ان کا ذکر تھا اور انھیں اس واقعہ کا علم تھا جب ثابت ہوا تو ظاہر ہے کہ یہود کی کتاب نصرانیت سے پہلے کی ہے۔"

ابن کثیر کا قیاس صحیح ہے لیکن انھوں نے پھر کتب یہود سے تحقیق نہیں کی مگر ہم نے ان کی قول کی روشنی میں مطالعہ شروع کیا اور جس نتیجہ پر پہونچے وہ درج ذیل ہے۔

تحقیق جدید | قرآن کا قصہ اصحاب الکہف مسیحی قصہ سے جداگانہ ہے جس کے وجوہ یہ ہیں۔

(۱) مسیحی قصہ میں ۱۰۷ برس اور ایک روایت میں دوسو برس بعد اصحاب کہف سو کر جاگتے ہیں لیکن قرآن میں ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ تین سو برس یا نو اور اوپر غار میں رہے حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت رہے۔ ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا قل اللہ

(۲) قیصر دقیوس کے زمانہ میں پولوسی مسیحیت کا زور تھا خصوصًا شہر افیسوس میں نصارے ابن اللہ اور ثالث ثلثہ کا عقیدہ رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قیصر تھیودوسیس دوم جو پولوسی مسیحیت کا

قائل تھا جب اس کے عہد میں جوان جاگے تو ان کی زیارت کی گئی۔ اگر یہ فرقہ تثلیثہ سے نہ ہوتے تو مردود ٹھہرتے۔ لیکن قرآن میں ہے کہ اصحاب الکہف کا عقیدہ یہ تھا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونہ الٰھا لقد قلنا اذا شططا اس لئے وہ مسیحی نہ تھے۔ سرسید نے ان کو موحد مسیحی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ تاریخ سے ایسا ثابت نہیں ہے۔

(۳) مسیحی قصہ میں کتے کا ذکر نہیں ہے لیکن قرآن میں ہے کلبھم باسط ذراعیہ بالوصید اس لئے قصہ کا ماخذ جداگانہ معلوم ہوتا ہے۔ گبن بطور استہزا لکھتا ہے کہ قرآن نے ایک فرضی کتا بھی شامل کر دیا ہے۔

(۴) قرآن میں ہے کہ جب اصحاب کہف کے اطلاع لوگوں کو ہوئی تو ان میں اسوقت "حزبین" یعنی دو فرقے تھے جن میں معاد و حشر اجساد کے متعلق اختلاف تھا لیکن عیسائیوں میں قیصر تھیودوس کے زمانہ میں جب کہ تثلیث و کفارہ مسلمہ عقائد تھے معاد و حشر کے متعلق اختلاف نہ تھا لیکن حضرت عیسٰی کی الوہیت اور مادر خداوند کے متعلق تھا اور یہ اختلافات پہلی صدی عیسوی کے آخر میں جب حواریوں کا انتقال ہو چکا پیدا ہوئے ہیں اس لئے قرآنی قصہ کا تعلق مسیحی قصہ سے نہیں ہے۔

(۵) اصحاب الکہف کے ساتھ الرقیم کا اضافہ جو قرآن میں ہے بتا رہا ہے کہ یہ قصہ مسیحی شہر افیسوس کا نہیں ہے حرف واؤ کو اگر عطف تفسیری لیں تو بروایت بخاری الرقیم یعنی مرقوم یعنی کتاب کے ہیں۔ اور یہ یہود کے کتبتیم کے قبیل سے ہے لیکن اگر عطف مغائرت لیں تو الرقیم بروایت کعب احبار یروشلم کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے اور علمائے حال کے نزدیک انباط کا قدیم شہر پٹیرا ہے بہر حال الرقیم سے شہر افیسوس جہاں سات سونے والوں کا قصہ منقوش بیان کیا جاتا ہے مراد نہیں ہے۔

اب کتب یہود کی شہادت پر غور کرو۔

تاریخی شہادت کتب یہود سے | سکندر کے مرنے کے بعد اس کی وسیع سلطنت اس کی فوجی افسروں

میں تقسیم ہو گئی تھی۔ شام اور فلسطین پر سلوکس قابض ہوا جس کی نسل میں انطیوکس اپی فینس نے (عہد حکومت ۱۷۵ء سے ۱۶۴ء قبل مسیح) جوش عداوت میں نہ صرف بیت المقدس کو مسمار کر کے اسکی جگہ پر یونانی دیوتا زئیس کا مندر تعمیر کرایا بلکہ دین یہود کے مٹا دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی ہر گاؤں میں یہودیوں سے جبراً قربان پر سور چڑھوائے جاتے تھے۔ رسم ختنہ بند کردی گئی تھی۔ سبت کی ممانعت تھی اور مذہبی کتابیں چن چن کر غارت کر دی گئیں تھیں۔ ہندوستان میں جس طرح شدھی اور سنگٹھن سے فتنہ ارتداد پھیلانے کی کوشش ہے اسی طرح اس ظالم یونانی بادشاہ نے یہ فتنہ بزور شمشیر پھیلا دیا تھا۔ اکثر یہودنے یونانیوں کا مشرکانہ مذہب اختیار کر لیا تھا اور خداوند یہواہ اور حشر و نشر کے قائل نہ تھے لیکن بہت سے دیندار پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ گزیں ہو گئے تھے انمیں سب سے زیادہ مشہور ایک سن رسیدہ کاہن مطاطیوس تھا جو اپنے پانچ بیٹوں (جو بعد کو مکابی مشہور ہوئے) کو لے کر یروشلم اور یافہ کے درمیان ایک کوردہ مودین میں چھپ رہا تھا لیکن شامیوں نے پتہ لگالیا اور ایک دستہ فوج بھیجا۔ افسر نے کاہن کو لالچ دلائی کہ مذہب یونانی اختیار کرلے تو انعام اور عہدہ پائے گا لیکن اس دیندار نے اس کا جواب یوں دیا کہ ایک مرتد یہودی کو جو بت پر بھینٹ چڑھا رہا تھا لپک کر اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی اس کے پانچوں بیٹے اور رفقا شامیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کو مار کر بھگا دیا۔ اب جنگ آزادی شروع ہو گئی۔ کاہن کے بہادر بیٹے یہودا مقابی نے ۱۶۶ ق م میں ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح پائی اور یروشلم پر قبضہ کر کے بیت المقدس کو از سر نو تعمیر کیا۔ لیکن چھ برس کے بعد وہ ایک جنگ میں شہید ہو گیا تب اس کے دوسرے بھائی یوناتن نے جنگ جاری رکھی لیکن چند سال کے بعد دشمنوں نے اس کو پیام صلح دے کر اپنے پاس بلایا پھر دغا سے شہید کر ڈالا۔ تب تیسرا بھائی شمعون مقابی جوش و خروش سے اٹھا اور ۱۴۲ ق م میں فتح عظیم حاصل کر کے سات برس تک اس شان سے حکومت کی کہ یہود کو عہد داؤد یاد آگیا۔ شمعون نے

اسکندری سنہ کے عوض یہودی سنہ اور اپنا سکہ جاری کیا جو اسکندری سکہ کی طرح چہرہ دار نہ تھا بلکہ ایک جانب ایک پیالہ اور دوسرے جانب ایک درخت منقوش تھا۔

مقابیوں کے تعمیر کردہ بیت المقدس کو رومیوں کے قیصر ہیڈرین نے ۱۳۵ء میں تین سو برس بعد اسی طور سے پھر مسمار کر کے اس کی جگہ جوپیٹر دیوتا کا مندر بنا دیا۔ اس وقت یہود کو مقابیوں کے کارنامے یاد آئے اور انھوں نے کتاب اول و دوم مقابیان جن میں تاریخ کے ساتھ قصہ کہانیاں بھی ہیں تحریر کیئے اور جو توراۃ کے یونانی نسخہ سبعینہ میں شامل ہیں اور اگرچہ مروجہ عہد عتیق سے خارج ہیں لیکن رومن کیتھولک فرقہ اب تک یکم اگست کو ان مقابیوں اور سات شہید بچوں کا جن کا ذکر کتاب دوم باب ہفتم میں ہے عرس کرتے ہیں۔

قرآن کے اصحاب الکہف والرقیم کا قصہ اسی یونانی فتنہ ارتداد اور مقابیوں اور ان کے رفقاء کے جہاد اصغر و اکبر سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ قصہ ایسا نہیں ہے کہ اس کو عجیب و غریب کہا جائے اور بطور چیستان پوچھا جائے یہود پر اہل بابل اور اہل اسیریا نے اس سے بڑھ کر ہولناک مظالم توڑے مگر ان کے بزرگ اپنے دین پر قائم رہے اور کوئی دنیاوی طاقت یہودیت کو مٹا نہ سکے۔ مقابیوں کے کارنامے مشتے نمونہ از خروارے ہیں اسی لئے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایتنا عجبا۔ کیا تو ایسا خیال کرتا ہے کہ اصحاب الکہف والرقیم ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے۔

اب عیسائیوں کے دقیانوسی قصہ سے جس نے ہمارے مفسرین اور مورخین کو دھوکا دیا اور جو اگر سرقہ نہیں تو توارد ہے خالی الذہن ہو کر یہود کی مذکورہ بالا تاریخی واقعات کی روشنی میں کلام مجید کی آیات پر غور کرو۔ سورۃ الکہف کے رکوع اول کے آخر چار آیات میں قصہ مجملاً پھر رکوع دوم سے چہارم تک مفصلاً مذکور ہے۔

اصل قصہ ۱۶۸ ق م ظالم بادشاہ شام انطوکس نے بیت المقدس کو مسمار کر کے اور اس کی جگہ زمیں کا مندر بنا کر دین یہود کو نیست و نابود کر دینا چاہا۔ اسی زمانہ میں جو یہودی اپنے دین پر قائم رہے انھوں نے جنگلوں اور پہاڑوں کے غاروں میں پناہ لی ان میں سر برآوردہ پانچ بہادر مقابی تھے جنھوں نے صبر و استقلال سے مودین میں قیام کر کے دینداروں کو یوں دعوت دی۔

فاووا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ — غار میں پناہ لو تمھارا رب اپنی رحمت تم پر پھیلائیگا اور
ویھیی لکم من امرکم مرفقا۔ — تمھارے لئے تمھارے کام میں سہولت پیدا کرے گا۔

چنانچہ لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ انھیں میں سے چند جوان بھی تھے جو پہاڑ کے ایک وسیع غار میں مقیم ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوئی گلہ بان بھی تھا جس کا پلا ہوا کتا بھی ساتھ ہو گیا غار میں بجز ذکر و فکر اور رہنے کے اور کیا تھا اس طور سے وہ سنین عددا چند سال دنیا و مافیہا سے بے خبر یاد الٰہی میں محو رہے۔ جب قوت لایموت ختم ہوئی ایک رفیق کو کھانا لینے بھیجا اور سمجھا دیا کہ دشمنوں کو خبر نہ ہونے پائے اور کھانا بھی پاک ہو فلینظر ایھا ازکی طعاما سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے لحم خنزیر سے منع کیا تھا جو اس ظالم بادشاہ کے عہد میں عام ہو گیا تھا۔ اس احتیاط سے صاف ظاہر ہے کہ وہ یہودی تھے دقیانوسی قصہ کے عیسائی نہ تھے۔ الغرض اس مصیبت میں صبر و سکون سے خاموش زندگی بسر کرتے ہوئے وہ اسی غار میں جان بحق تسلیم ہوئے اور ان کی لاشیں اور اس وفادار کتے کی لاش کو خدا نے اس غار میں اس طرح محفوظ رکھا گویا آج سوئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے شمعون مقابی کے عہد میں کسی شخص کو اس غار میں انطوکس کا یونانی سکہ ملا جس سے اصحاب کہف کا پتہ چلا۔ اس وقت یہود میں دو فرقے تھے ایک صدوقی جو منکر معاد جسمانی تھے دوسرے فریسی جو حشر و نشر کے قائل تھے صدوقی دنیادار تھے انھوں نے کہا ان پر یادگار کے طور پر ایک عمارت بنا دی جائے فریسی مذہبی گروہ تھا اور غالب تھا انھوں نے کہا ہم تو یہاں مسجد بنا کر زیارت کرینگے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وکذلک اعثرنا علیھم لیعلموا ان	اور اسی طرح ہم نے ان کی خبر کھول دی۔ اس لئے کہ ان کو
وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیھا	یقین آجائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے
اذ یتنازعون بینھم امرھم فقالوا ابنوا علیھم	میں شک نہیں ہے جب وہ اپنے معاملہ میں جھگڑ رہے تھے
بنیانا ربھم اعلم بھم قال الذین غلبوا	تو انھوں نے کہا ان پر ایک عمارت بنا دو ان کا رب ان کا
علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا۔	حال خوب جانتا ہے مگر جو لوگ اس معاملہ میں غالب
.. ..	تھے انھوں نے کہا ہم تو ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔

قرانی قصہ کے مابہ الامتیاز خصائص | پولوسی مسیحیت کی بنیاد تمام تر اعجوبہ پرستی پر ہے۔ کنواری مادر خداوند سے ابن اللہ کا پیدا ہونا پھر اس کا بطور کفارہ ذنوب بنی آدم مصلوب ہو کر مردوں میں سے جی اٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا کیا ایک افسانہ نہیں ہے یہی رنگ سات سونے والے دقیانوسی قصہ میں بھی نظر آتا ہے غار میں دو سو برس تک سوتے رہے جب غار کا دہانہ کسی نے کھولا تو ان کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتے ہیں کہ اس بت پرست شہر میں صلیبی جھنڈا لہرا رہا ہے قیصر مع خدم و حشم زیارت کو آتا ہے یہ سب کو برکت عطا کرتے ہیں اور پھر یکایک مر جاتے ہیں

اب یہودی قصہ پر غور کرو۔ یہود کی ظاہر پرستی مشہور ہے وہ بات بات میں بال کی کھال نکالا کرتے تھے حضرت موسیٰ نے جب بقرہ کی قربانی کے لئے کہا تو بار بار سوال کرتے تھے کتنی عمر کا ہو کس رنگ کا ہو اسی طرح قصہ اصحاب الکہف میں بھی بحثیں قران میں منقول ہیں کہ وہ لوگ تین تھے اور چوتھا کتا یا پانچ تھے اور چھٹا کتا سات تھے اور آٹھواں کتا اللہ نے فرمایا ان بحثوں سے فائدہ اور ان کی اہمیت کیا ہے اے رسول آپ ان کج بحثوں اور اعجوبہ پرستوں کسی سے نہ الجھیں وہ حقیقت حال کیا جانیں ولا تستفت فیھم منھم احدا ۔ پھر غار میں مدت قیام کے متعلق کہا جاتا تھا کہ تین سو برس اور نو اوپر مقیم رہے ہے یہاں بھی خدا نے فرمایا اے رسول کہہ دیجئے قل اللہ اعلم بما لبثوا

خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کب تک رہے۔

اب سنو کہ اصل قصہ میں چونکہ کوئی ایسی ندرت نہ تھی جس سے سامعین کو لذت حاصل ہو اس لئے قرآن نے اسلوب بیان میں ادبی لطیف پہلو دکھا کر قصہ میں رنگینی پیدا کر دی مثلاً یہ کہنا مقصود تھا کہ غار شمالی رخ تھا اسکو یوں بیان کیا۔

وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کہفهم	تو دیکھے گا کہ سورج جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے داہنی
ذات الیمین واذا غربت تقرضهم	طرف کترا جاتا ہے اور جب ڈوبنے لگتا ہے تو ان سے
ذات الشمال وهم فی فجوة منه ذلك	بائیں طرف کترا جاتا ہے اور وہ غار میں کشادہ جگہ
من آیات الله۔	میں ہیں۔ یہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

مورخ گبن نے یہاں بھی استہزا سے کام لیا ہے کہتا ہے کہ قرآن نے آفتاب کی حرکت کو اصحاب کہف کے تابع کر دیا تاکہ وہ آرام سے سو یا کریں۔ گبن نے شاید توریت میں حضرت موسیٰ کے خلیفہ یوشع کا جنگ نامہ نہیں پڑھا جس میں لکھا ہے کہ حضرت یوشع کے حکم سے آفتاب آسمان کے بیچ بیچ ٹھہر گیا اور قریب دن بھر کے پچھم کی طرف مائل نہوا (دیکھو یشوع باب ۱۰ درس ۱۴) تاکہ بنی اسرائیل اپنے دشمنوں سے پورا انتقام لیں اصل میں توریت کا واقعہ شاعرانہ رنگ میں ہے اور قرآن میں ادبی پہلو ملحوظ ہے خرق عادت سے یہاں کوئی تعلق نہیں اور نہ اس بحث کا یہ موقع ہے اب اس کے بعد اصحاب کہف کی عزلت گزینی۔ غار کا ہیبت ناک منظر اور کتے کی پاسبانی کا سماں اور پھر بعد مرگ ان کی لاشوں کا محفوظ رہنا گویا سوتے ہوئے کو کروٹیں دلائی گئی ہوں یوں دکھایا جاتا ہے

وتحسبهم ایقاظا وهم رقود ونقلبهم	اور تو ان کو سمجھے گا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے
ذات الیمین وذات الشمال وکلبهم	ہیں اور ہم دائیں اور بائیں ان کی کروٹ بدلتے ہیں اور
باسط ذراعیه بالوصید لو اطلعت	ان کا کتا بھی چوکھٹ پر ہاتھ پھیلائے ہے۔ اگر تو انکو

علیھم لولیت منھم فرارا ولملئت منھم رعبا۔

جھانک کر دیکھے تو الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جائے۔

پھر اخلاقی پہلو کس خوبی سے دکھائے ہیں اور توحید اور اعلان حق کا غلغلہ یوں بلند کیا ہے .

وربطنا علی قلوبھم اذ قاموا فقالوا
ربنا رب السموات والارض لن ندعوا
من دونہ الٰھا لقد قلنا اذا شططا ھٰؤلاء
قومنا اتخذوا من دونہ الھۃ
لولا یاتون علیھم بسلطن بین
فمن اظلم ممن افتری علی اللہ
کذبا۔

اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا جب وہ اٹھ کھڑے
ہوئے اور کہنے لگے ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا پروردگار
ہے ہم اس کے سوا کسی اور کو خدا پکارنے والے نہیں
اگر ہم ایسا کریں تو بڑے کفر کی بات کہی۔ یہ ہماری قوم کی
لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں
کیوں نہیں ان کے معبود ہونے پر کھلی ہوئی سند لاتے
ہیں تو اس سے بڑھکر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے

انتباہ| یہود و نصاریٰ کی روایات نے جو اسرائیلیات کے نام سے مشہور ہیں قصص قرآنی پر ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ بالعموم اب ان آیات قرآنی کو انھیں روایات سے تطبیق دی جاتی ہے اور تاریخی اور اثری شہادتوں سے منھ موڑا جاتا ہے۔ اب اگر ان اسرائیلیات سے کوئی خالی الذہن ہو کر تحقیق کیطرف قدم اٹھاتا ہے تو اس کو سلف صالحین کا مخالف جمہور کا منکر قرار دیا جاتا ہے یہ افسوسناک جمود نہیں تو کیا ہے۔

قصص قرآنی للفکر، عبرت اور ذکر کے لئے ہیں، طالب حقیقت کو چاہیئے کہ لومۃ لائم سے بےخوف ہو کر رب زدنی علما کہتا ہوا مطالعہ قرآنی میں مشغول رہے۔ ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر۔

ذکر ذوالقرنین

کثرت تعبیر سے جس طرح خواب پریشان ہو جاتا ہے اسی طرح کثرت روایات نے ذوالقرنین کے مفہوم کو خبط کر دیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کے سر کے دو طرفین تانبے کی تھیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کے تاج میں دو سینگ تھے کوئی کہتا ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا تھا اور آفتاب کے دو سینگ پکڑ کر لٹک گیا تھا خیر یہ تو افسانے ہیں۔ اکثر مورخ اس کو یمن کے حمیری خاندان شاہی میں داخل کرتے ہیں اس لئے کہ جیسے ذونیزن اور ذونواس شاہان حمیر گذرے ویسے ہی ذوالقرنین بھی انھیں میں شامل ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ذوالقرنین وہ سکندر ہے جو حضرت ابراہیم کا معاصر تھا اور آپ کے ساتھ حج بیت اللہ کیا لیکن حضرت ابراہیم کے جو حالات توراۃ میں مذکور ہیں ان میں کسی ایسے بادشاہ کا ذکر نہیں جس نے مشرق و مغرب کا سفر کیا ہو۔ امام رازی اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک وہ مقدونیہ کا سکندر ہے مگر فیلقوس کا بیٹا نہیں بلکہ نواسہ دارائے عجم کا بیٹا حالانکہ تاریخ سے ایسا ثابت نہیں ہے پھر کہاں وہ یونانی بت پرست سکندر جس نے ہوس ملک گیری میں کشت و خون کا بازار گرم کر دیا تھا (جیسا کہ خود یورپین[1] مورخ لکھتے ہیں) اور کہاں قرآن کا خدا پرست انصاف پسند حاجت روائے خلق ذوالقرنین۔ ہمارے علما کو غلط فہمی یوں ہوئی کہ سکندر کے مرنے کے پانسو برس بعد اس کے ایک ہم سبق اور رفیق کلیستھی نیز کے نام سے ایک کتاب داستان سکندر یونانی میں لکھی گئی مگر اسی زمانہ میں مفقود ہو گئی صرف اس کا ترجمہ سریانی۔ قبطی حبشی اور عربی زبانوں میں متداول ہو گیا[2] اس کتاب میں ویسی ہی داستان سرائی تھی جیسے نظامی کے سکندر نامہ بری و بحری میں۔

مرحوم سرسید اپنی تفسیر میں مورخین اور مفسرین کے ان اقوال کی ہنسی اڑاتے ہیں لیکن

---

[1] دیکھو چیمبرس انسائیکلوپیڈیا جلد اول بحث عنوان الگزنڈر [2] براؤن جلد اول صفحہ ۱۱

جب خود تحقیق کرنے بیٹھتے ہیں تو طلب علم میں چین پہونچ جاتے ہیں اور حقد ورچی وانگ ٹی کو جو ۲۴۷ ق.م میں تخت پر بیٹھا اور چین کی مشہور دیوار جو بارہ سو سے پندرہ سو میل لمبی ہے۔ بنائی ذوالقرنین قرار دیا جاتا ہے یہود چین اور چی وانگ ٹی کو کیا جانتے تھے اور ان سے کوئی تعلق بھی نہ تھا پھر قریش سے اس کا حال دریافت کرنے کو کیوں کہتے

ذوالقرنین کے متعلق ہمیں جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ درج ذیل ہے۔

اصلیت کیا ہے۔ قدیم قوموں کے بادشاہوں خواہ وہ فراعنہ مصر ہوں یا اسیریا اور بابل کے جبابرہ یا یونان و روم کے قیاصرہ غرضکہ ان سبھوں نے بیت المقدس کی بےحرمتی کرکے اس کو مسمار کیا ہے اسلئے ایسے دشمنان دین کے کسی زبردست فاتح کے متعلق سوال کرنا یہود کی کسی خوددار قوم کی ذہنیت سے بعید تھا لیکن ان قدیم اقوام میں ایک قوم ایسی بھی تھی جو یہود کی محسن تھی اور ان کو قید و بند سے آزاد کرایا ہے یہ عجم کے کیانی تھے جن کو یہ شرف حاصل ہوا اس لئے ضرور اس قوم کا کوئی زبردست فاتح و سیاح تھا جس کے متعلق یہود نے قریش سے دریافت کرایا تھا اور جس کا حوالہ کتاب اول مقابیان باب اول میں یوں دیا گیا ہے کہ وہ نامور جو زمین کے کناروں تک پہونچ گیا۔

عہد عتیق کے کتاب عزرا باب ۱ سے ۴ تک دارایوس ابن گستاشب شاہ عجم کے متعلق لکھا ہے اس نے یہود کو قید بابل سے آزاد کرایا اور ان کو بیت المقدس کی (جس کو بخت نصر شاہ بابل نے تباہ کیا تھا) تعمیر کی اجازت دے کر حکمنامہ لکھدیا تھا۔ جوئس انسائیکلوپیڈیا تحت عنوان دارایوس اول یوں لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ۵۲۱ سے ۴۸۵ ق.م تک حکومت کی اور ارمینہ قفقاز مصر وسط ایشیا اور ہندوستان کو فتح کیا۔ یہ بڑا مدبر اور منتظم اور زرتشت کی اصلی تعلیم دین کا ایک پرجوش متبع تھا۔ گذشتہ صدی میں ایران کے قدیم پایہ تخت اصطخر اور کوہ بہستون میں اسی بادشاہ کے سنگی کتبے خط میخی میں لکھے ہوئے برآمد ہوئے ہیں جن سے اس کے فتوحات اور معتقدات آئینہ ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم ایک کتبے کا ترجمہ درج

کرتے ہیں جو اس بادشاہ کی قبر واقع اصطخر پر کندہ پایا گیا۔

اہورمزدا وہ واحد خدائے بزرگ ہے جس نے زمین و آسمان پیدا کئے جس نے انسان اور اس کی مسرتوں کو پیدا کیا جس نے داریوس کو بادشاہ بنایا بہت سے مخلوق کا بادشاہ اور مقنن۔ اہورمزدا کی عنایت سے میں ایران سے باہر ملکوں کا بھی بادشاہ ہوں جو مجھے خراج دیتے ہیں (ان ملکوں کی فہرست میں خاص خاص ترکستان۔ ہندوستان۔ بابل اسیریا۔ عرب مصر ارمینیہ۔ ایشیائے کوچک۔ جزائر یونان قفقاز اور جنوبی روس ہیں) میں نے جو کچھ کیا اہورمزدا کی عنایت سے کیا یہاں تک کہ میرا کام پورا ہو گیا دعا ہے کہ اہورمزدا میری حفاظت کرے۔ میرے خاندان کی اور میرے ان ممالک کی ۔۔۔۔۔ اے انسان اہورمزدا کا یہ فرمان سن۔ بدی کا خیال تک نہ آئے۔ سیدھے راستے پر چل اور گناہ نہ کر

(دیکھو لٹریری ہسٹری آف پرشیا صفحہ ۱۲۴۔ جلد اول مصنفہ براؤن)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ داریوس موحد اور بندۂ شاکر تھا اور زرتشت کی اصلی تعلیم دین کا متبع تھا۔ دو سو برس کے بعد ہی جو کتبات ملے ہیں ان میں اہورمزدا کے ساتھ مترا (آفتاب) اور اناہتا (زہرہ) شریک درج ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زرتشتی زمانہ مابعد میں مشرک ہوگئے۔ کوہ بہستون کے ایک اور کتبے میں داریوس اپنے خاندان کا یوں ذکر کرتا ہے جو خاص طور سے قابل غور ہے شاہ داریوس کہتا ہے مجھ سے پہلے میرے خاندان میں آٹھ بادشاہ گزرے۔ میں نواں ہوں ہم دو ی تا ترائم ہیں (یعنی باپ اور ماں دو طرف سے بادشاہ ہیں)" (دیکھو صفحہ ۹۲ لٹریری ہسٹری آف پرشیا)

یہ ہیں اصلی معنی ذوالقرنین کے جس کو توریت کی کتاب دانیال باب ۸ میں دو سینگوں والا مینڈھا شاہ میڈیا اور پرشیا یعنی عجم۔ اور قرآن نے ذوالقرنین کا لقب دیا جیسے حضرت یونس کو ذوالنون لکھا ہے پھر ذوالقرنین یعنی شاہ نجیب الطرفین کی سیاحت اصول ملکداری اور خدمت خلق کا ذکر کرتے ہوئے یوں سمجھایا ہے کہ شاہان خداشناس ایسے ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے

حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا	یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کے مقام پر پہونچا دیکھا
تغرب فی عین حمئۃ و وجد عندھا	تو سورج کیچڑ کے کنڈ میں ڈوبتا ہے اور وہاں اسے ایک
قوما قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب	قوم ملی ہم نے کہا اے ذوالقرنین چاہے ان کو عذاب دے
واما ان تتخذ فیھم حسنا قال اما من	اور چاہے تو اچھا سلوک کر کہنے لگا جو کوئی شرارت کرے گا
ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ	اس کو ہم ابھی سزا دینگے پھر جب اپنے رب کی طرف لوٹیگا
عذابا نکرا واما من آمن وعمل صالحا	وہ اس کو بُری طرح عذاب دے گا۔ اور جو کوئی ایمان لائیگا
فلہ جزاء ن الحسنی وسنقول لہ من	اور نیک کام کرے گا اس کو اچھا بدلہ ملے گا اور ہم بھی اسکو
امرنا یسرا۔	اپنے حکموں میں سے آسان حکم کردیں گے۔

ذوالقرنین کا وسیع ملک مغرب میں بحر روم تک پھیلا ہوا تھا غروب آفتاب کا منظر سمندر کے کنارے کھڑے ہونے سے ایسا ہی نظر آتا ہے گویا وہ اس میں ڈوب رہا ہے ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کعب الاحبار سے مروی ہے کہ توراۃ میں آفتاب کو پانی اور کیچڑ میں ڈوبتا ہوا لکھا ہے۔ اسی لئے یہاں عین حمئہ کہا گیا ہے ورنہ آفتاب تو آسمان چہارم پر ہے۔ اس کی تائید میں پھر قدیم شاہ یمن تبع کے شعر متعلق ذوالقرنین[51] کا حوالہ دیا ہے

عین حمئۃ کی تحقیق | قرآن کا اعجاز دیکھو کہ آثار قدیمہ کے انکشافات دنیا پر ثابت کرتے جاتے ہیں کہ وہ بیان جو تیرہ سو برس ہوئے ایک نبی امی کی زبان پاک سے ادا کیا گیا اور جس کی صداقت کا ثبوت اس وقت بین نہ تھا اب کیسا سچا ثابت ہو رہا ہے گذشتہ صدی میں نہر سوئز کھودتے وقت داریوس اول کا ایک کتبہ ملا ہے[52] جس سے پتہ چلا کہ اس نے دریائے نیل سے بحر قلزم تک ایک نہر نکالی تھی دریائے نیل کا سالانہ

---

[51] نکلسن اپنی "لٹریری ہسٹری آف دی عربس" کے صفحہ ۱۰ میں لکھتا ہے کہ صابئین کی آسمانی ملکہ اشتار اپنی زہرہ ذوالقرنین ہے پھر تبع کے شعر کے متعلق لکھتے ہیں کہ حسان بن ثابت جو مداح محمد صلعم ہیں یہ ان کا شعر ہے سبحان اللہ مہذب دنیا کے مستشرق تنقید کا چراغ لے کر کس قدر دلاوری دکھاتے ہیں۔

[52] دیکھو چیمبرس انسائیکلوپیڈیا جلد نہم تحت عنوان "سوئز"

سیلاب مٹی کو بہاتا ہوا جب بحر قلزم میں اس نہر کے ذریعہ سے لے گیا تو اس موقع کے منظر کو یوں دکھایا ہے کہ آفتاب پانی اور کیچڑ میں ڈوب رہا ہے۔ تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ داریوس یعنی ذُوالقرنین جب اپنی سلطنت کے مغربی کنارے پر یعنی مصر پہونچا تو وہ عدالت اور حسن سلوک سے مصریوں کیساتھ پیش آیا۔ اسی کا حوالہ قرآن نے مذکورۂ بالا آیات میں دیا ہے۔

حتے اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا	یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پر پہونچا دیکھا تو
تطلع علے قوم لم نجعل لھم من	سورج ایسے لوگوں پر نکلتا ہے جن کے لئے ہم نے
دونھا ستراً۔	سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی۔

مطلع الشمس سے انتہائے مشرق جہاں تک ذوالقرنین نے سیاحت کی اور اس سے وہ سرزمین توران مراد ہے، جہاں روسی سائبریا کے اسٹیپس یعنی کا ہستان سیکڑوں کوس تک چلے گئے ہیں اور جہاں بجز اونچی اونچی گھاس کے نہ درخت ہیں نہ پہاڑ اسی منظر کا اس آیت میں حوالہ ہے۔

حتی اذا بلغ بین السدین وجد من	یہاں تک کہ جب دو سدوں (پہاڑوں) کی بیچ میں
دونھا قوما لا یکادون یفقھون۔	پہونچا وہاں اس طرف ایسے لوگوں کو دیکھا جو ان کی
قولا۔ قالوا یا ذالقرنین ان یاجوج	بات نہیں سمجھتے تھے۔ وہ کہنے لگے اے ذوالقرنین
وماجوج مفسدون فی الارض فھل	یاجوج و ماجوج زمین پر فساد کرتے ہیں تو کیا ہم تیرے
نجعل لک خرجا علے ان تجعل بیننا و	لئے کچھ خرچ جمع کردیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان
بینھم سدا۔ قال ما مکنی فیہ ربی خیر	ایک سد اور کی اُبنا دے وہ کہنے لگا مجھے جو کچھ میرے رب
فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینھم	نے دیا ہے وہ تمھاری رقم سے بڑھکر ہے تم اپنی جسمانی قوت
ردما۔ اتونی زبر الحدید حتی اذا	سے میری مدد کرو میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ
ساوی بین الصدفین قال انفخوا	بنادوں گا۔ لوہے کے تختے لادو پھر جب دونوں پھاٹکوں

حتیٰ اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا ۔ فما استطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا لہ نقبا ۔

یہاں تک کہ جب وہ لال انگارا ہو گئی تب کہا اب تانبا لاؤ پگھلا کر اس پر انڈیل دو پھر وہ یاجوج وماجوج اس پر چڑھ نہ سکے اور نہ سوراخ کر سکے

ایران کے شمال و مغرب میں بحر خزر اور بحر اسود کے درمیان جو وسیع سرزمین خاکنائے کے شکل میں یورپ اور ایشیا کو ملاتی ہے اور جس کو آج کل قفقاز کہتے ہیں یہاں ارمینہ اور آذربائجان کے کوہستانی سلسلے جو عظیم الشان دیواروں کے طور پر اس طرح نظر آتے ہیں جیسے جنوبی ہندوستان میں مشرقی اور مغربی گھاٹ قفقاز میں مختلف اقوام کو ہی جن کی زبانیں جنوبی ہند کی السنہ کی طرح جدا جدا ہیں آباد ہیں اور اسی لئے اس خطّہ کا لقب کوہستان السنہ مشہور ہے۔ شمال کی طرف دریائے والگا سے جو بحر خزر میں گرتا ہے دریائے نیپر تک جو بحر اسود میں گرتا ہے خانہ بدوش وحشی قومیں جن میں قزاق (کوسکس) قلماق اور الان خاص طور سے خونخوار شہسوار مشہور تھے آباد ہیں۔ یہ اپنے مویشیوں کو لئے ہوئے پھرا کرتے تھے اور جہاں سرسبز زمینیں ملیں۔ ان کے لئے خوان یغما تھیں (ذوالقرنین جب قفقاز کے اقوام بین السدین (جس کی تفسیر حضرت ابن عباس سے "بین الجبلین" مشہور ہے) میں پہونچے تو انھوں نے کہا کہ وحشی مفسد یاجوج وماجوج ایک درے سے گھس آتے ہیں ان کی روک تھام کے لئے ایک سد بنا دیجئے خرچ ہم سے لیجئے۔ سیر چشم ذوالقرنین نے جواب دیا کہ خدا کے فضل سے مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے بس تم سامان لاکر ہاتھ پاؤں سے مدد دو چنانچہ لوہے کے تختے لائے گئے جن کو دو پہاڑوں میں اوپر تک بھر کر آگ سے لال انگارا کر دیا پھر اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دیا اس طور سے لوہے کی مضبوط ردم جس کا ترجمہ عام طور سے موٹی دیوار ہے لیکن شاہ عبدالقادر دہلوی نے صحیح ردم ذوالقرنین طور پر دھابا کیا ہے بن گیا اور راستہ رُک گیا۔ یہ مقام قفقاز کے نقشہ میں درہ داریل

کے نام سے مشہور ہے جو شہر تفلس اور دلاڈی کوکاس کے درمیان کاکیشیا کے نہایت بلند حصوں میں سے گذرا ہے اور دور تک دو بلند چوٹیوں سے گھرا ہوا ہے اسی جگہ ردم ذوالقرنین ہے یعنی درآہنی بین الصدفین یہ گرجستان کا آہنی باب کہلاتا ہے جسے ترکی میں دامر کپو کہتے ہیں

ابن کثیر نے ابن جریر کی روایت سے ایک حدیث نقل کی ہے ایک صحابی نے آنحضرت صلعم کے حضور میں سد کی حقیقت یوں بیان کی ہے کہ وہ سرخ وسیاہ دھاریدار چادر کیطرح ہے۔ اب عام طور سے یہ سد سکندر مقدونوی کی طرف منسوب کی جاتی ہے لیکن تاریخ سے ثابت ہے کہ سکندر یہاں تک نہیں پہونچا البتہ داریوس اول یہاں تک آیا ہے۔

مقدسی کا بیان| واثق باللہ عباسی خلیفہ کے فرستادہ مسلح جماعت نے تیسری صدی ہجری میں اس ردم ذوالقرنین کو دیکھا تھا اس کا ذکر مقدسی کی کتاب احسن التقاسیم کے صفحہ ۳۶۲ میں یوں ہے کہ یہ جماعت سرمن رائے سے چل کر گرجستان کے شہر تفلس پہونچی وہاں سے الانیون کی ملک سے طرخان ملک الخزر کے پاس پہونچی اس نے پانچ رہبر دے جنھوں نے پہاڑوں اور جنگلوں سے گذر کر سد ذوالقرنین کا پتہ دیا اور عجائب وغرائب دکھائے۔ یہ جماعت دو سال کے بعد خراسان کے راستہ سے واپس آئی۔ اب اگر ملک روس کا نقشہ اور زمانہ حال کا جغرافیہ پیش نظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ گرجستان سے بحر خزر کی طرف نکلنے اور آگے بڑھنے کے لئے صرف دو درے ہیں جو درہ داریل اور دربند (جو صوبہ داغستان کا ایک بندر ہے) کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ درے کوہ قاف کے دامن کوہ البرز اور دریائے تریق کے گھنے جنگلوں میں پہونچاتے ہوئے اقوام قلماق اور قزاق (کوسکس) کے ملکوں میں لے جاتے ہیں۔

کیا عجیب بات ہے کہ اسی کوہستان قاف میں قدیم یونانیوں کے دیوتا زیس نے پرومی تھیوس

کوجس نے انسانوں کے ساتھ بھلائی کی تھی زنجیروں سے جکڑا ہے اور اب تک روزانہ اس کا کلیجہ ایک عقاب نوچا کرتا ہے لیکن اسی کوہستان میں عجمی ذوالقرنین نے مفسد یاجوج وماجوج کی راہ بند کر دی جہاں اب تک وہ روزانہ سد کو توڑ کر گھس آنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب۔

یاجوج وماجوج: مذکورہ بالا آیات میں یاجوج وماجوج کا نام آیا ہے جن کے اجسام واشکال اور لمبے لمبے کانوں کے متعلق ہمارے مفسرین نے عجیب وغریب حالات بیان کئے ہیں لیکن حقیقتاً یہ وہ اسرائیلیات ہیں جو اہل کتاب کے خرخرافات ہیں قرآن نے ان کے متعلق صرف اسی قدر بتایا ہے کہ "مفسدون فی الارض" عہد عتیق کی کتاب حزقیل باب ۳۸، ۳۹ میں سب سے پہلے یاجوج وماجوج کا نام اس طور سے آیا ہے۔

"خداوند یہواہ کہتا ہے اے جوج روش اور مسک اور توبال کے سردار دیکھ میں تیرا مخالف ہوں میں تجھے پلٹ دوں گا اور تجھے لئے پھروں گا اور ایسا کروں گا تو شمال کی طرف سے چڑھ آئے۔ تجھے اسرائیل کے پہاڑوں پر لاؤں گا تیرے تیر داہنے ہاتھ سے گرا دوں گا۔ تو اور تیرا سارا لشکر اسرائیل کے پہاڑوں پر گر جائے گا۔ تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کی خوراک کے لئے دوں گا۔"

اور میں ماجوج پر اور ان پر جو جزیروں میں بے پروائی سے بستے ہیں ایک آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں ...... دیکھ وہ پہونچا اور وقوع میں آیا خداوند کہتا ہے یہ وہی دن ہے جس کی بابت میں نے کہا تھا۔"

حزقیل نے بابل کی اسیری کے ایام میں پیشنگوئی کی تھی۔ اب سنو کہ قرآن نے اس پیشنگوئی کا حوالہ دیتے ہوئے یہ ہولناک وعید بھی سنائی کہ شامت اعمال سے ہلاک شدہ بستی کے لوگ

سرسبز نہیں ہوتے۔ شاہ عجم داریوس کے حکم سے بیت المقدس پھر تعمیر ہوا لیکن یہود کی شامت اعمال سے یونانیوں پھر رومیوں کے ہاتھوں ایسا غارت ہوا اور یہود اقصائے عالم میں ایسے سرگرداں ہوئے کہ دوسروں کیلئے موجب عبرت بن گئے ہیں۔ زمانہ حال میں ان کے ایک جم غفیر فلسطین میں پھر پولٹیکل چالوں سے آباد کیا گیا ہے لیکن خدا کو علم ہے کہ اس ہولناک جنگ عظیم میں اب ان کا کیا حشر ہو۔ صدق اللہ العظیم

وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم	جس بستی کو ہم نے ہلاک کردیا اس پر لازم ہے کہ وہاں کے لوگ
لا یرجعون حتی اذا فتحت یاجوج	پھر کر نہیں آنے کے یہاں تک کہ یاجوج وماجوج کھول
وماجوج وھم من کل حدب ینسلون	دئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے آئیں اور سچا
واقترب الوعد الحق (سورۃ الانبیاء)	وعدہ قریب آ لگے۔

سیاق کلام اور واقعات پر غور کرنے سے ان آیات کا مذکورہ بالا مطلب معلوم ہوتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے برادران ملت یاجوج وماجوج کے متعلق اہل کتاب کے افسانوں کو سنتے اور مانتے ہیں۔ کعب الاحبار[^1] کی روایت جو تفاسیر اور احادیث میں منقول ہے یہ ہے کہ یاجوج وماجوج دیوار کو روزانہ کھودا کرتے ہیں جب خدا کو ان کا نکالنا منظور ہوگا تو سدِ ذوالقرنین کو کھودتے ہوئے چھلکے جیسے کردینگے تب ان کا سردار کہیگا کل انشاء اللہ توڑ دیں گے اس انشاء اللہ کہنے کی برکت سے جب دوسرے دن آئیں گے تو دیوار جیسے چھلکے جیسی چھوڑ گئے تھے ویسی ہی پائیں گے اور فوراً گرا دیں گے۔ پھر باہر نکل پڑینگے تمام پانی پی کر کیچڑ تک چاٹ جائیں گے لوگ تنگ آکر قلعوں میں پناہ گزیں ہوں گے۔ یہ اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے جن کو فرشتے خون سے آلودہ کرکے واپس کردیں گے تب یہ سمجھیں گے کہ ہم آسمان والوں پر غالب آئے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ جو آسمان سے نازل ہوکر دجال

---

[^1]: آپ یہودی الاصل یمنی تھے حضرت عمرؓ فاروق کے عہد خلافت میں ایمان لائے۔ حضرت عثمانؓ غنی کی شہادت کے بعد شام میں مقیم ہوگئے آپ سے اسرائیلیات کثرت سے منقول ہیں۔

کو قتل کر چکے ہوں گے ان کو بد دعا دیں گے اب ان کی گردنوں میں گٹھلیاں نکلیں گی اور سب کے سب بحکم خدا اس وبا سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد قیامت آئے گی۔

یہ روایت حزقیل کی پیشگوئی اور انجیل کی مکاشفات یوحنا باب ۲۰ (جس میں یاجوج و ماجوج کا ساری زمین پر پھیل جانا اور بیت المقدس کو گھیر لینا پھر آسمانی آگ سے فنا ہو جانا لکھا ہے) کا معجون مرکب ہے اس روایت کے راویوں میں حضرت ابوہریرہؓ کا نام بھی درج ہو گیا ہے لیکن حافظ ابن کثیر صاف لکھتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے انھیں کعب سے بات سنی ہو پھر بیان کی ہو اور کسی راوی کو وہم ہو گیا ہو اور اس نے آنحضرت کا قول سمجھ کر اسے مرفوعاً بیان کر دیا ہو — ابن کثیر کی اس رائے کی تائید بخاری کی شرح تیسیر القاری جلد سوم میں بھی کی گئی ہے خیر ہم کو یہاں جرح و تعدیل سے بحث نہیں ہے۔

حالات حاضرہ | ہم کو یہ حقیقت سمجھانا ہے کہ یاجوج و ماجوج جو مفسدون فی الارض تھے ہمارے زمانہ میں سد ذوالقرنین کو گرانے کے لئے اب اس کو روزانہ کھودتے نہیں ہیں اب تو وہ ہوائی جہازوں پر بیٹھ کر آسمان سے باتیں کرتے ہیں اور ہوائی اڈوں کی بلندیوں سے اترتے ہوئے جہنم کے شعلے بھڑکاتے ہوئے دوڑے آتے ہیں۔ وھم من کل حدب ینسلون اب ان کو نہ قفقاز میں تلاش کرنا چاہیئے نہ کہیں اور وہ اب بحرالکاہل سے بحر اٹلانٹک تک اور بحر شمالی سے بحر جنوبی تک قیامت صغریٰ کا ہولناک آتشیں منظر دکھا رہے ہیں جس تہذیب کو دنیا میں نئی روشنی پھیلانے کا دعویٰ تھا وہ اب اپنی آگ میں خود جل رہی ہے۔ غل ہے کہ عالم میں نیا نظام قائم ہوگا لیکن جمہوریت ہو یا آمریت اشتمالیت ہو یا نازیت جب تک للہیت نہ ہوگی نظام عالم یوں ہی درہم برہم رہے گا۔

کاش اہل عالم اس حقیقت پر غور کریں۔ کہ

ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔ زمین کا مالک اللہ ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنائے اور عاقبت (سورۂ اعراف) پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بلا کسی قید رنگ و ملت کے حکومت دنیاوی عطا کی ہے فرعون ہو یا نمرود۔ چنگیز ہو یا اسکندر جولیس قیصر ہو یا نپولین عطائے حکومت میں سب برابر ہیں البتہ والعاقبۃ للمتقین سے فرق بتا دیا گیا اور اس کی تشریح ایک دوسری آیت میں یوں کی گئی لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا یہ ممانعت کہ محض سربلندی اور اپنی بڑائی کے لئے کشورکشائی نہو اور امن وامان کے عوض فساد نہ پھیلایا جائے اسلامی نظریہ حکومت کی مابہ الامتیاز صفت ہے کاش دول مغرب ومشرق اس نظریہ پر غور کریں۔ خداوندا اپنے بندوں پر رحم فرما اور اس فتنۂ آخر زماں میں امت محمدیؐ کو محفوظ رکھ۔ فقط

باہتمام
بانکے لال سکسینہ
ملازم مطبع

لکھنؤ میں چھپی
نومبر ۱۹۴۲ء

قیمت فی نسخہ عگہ